TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222774
UNIVERSAL
LIBRARY

Osmania University Library

Call No. ۸۹۱٫۴۳۱۲ غ ط Accession No. U336

Author غواصی

Title طوطی نامہ

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلۂ یوسفیّہ

شمارہ (۵)

طوطی نامہ

سنہ ۱۰۴۹ھ

از

غواصی

مرتبہ

میر سعادت علی رضوی ایم اے

سنہ ۱۳۵۷ھ

مجلس اشاعت دکنی مخطوطات

سرپرست

عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر

۱۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ام اے۔ بی ایس سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج صدر

۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ام اے۔ پی ایچ، ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

۳۔ مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی، اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پرووسٹ جامعہ عثمانیہ رکن

۴۔ مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) ″

۵۔ مولوی عبد القادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) ″

۶۔ مولوی سید محمد صاحب ام اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد

۷۔ مولوی میر سعادت علی صاحب ام اے۔ شریک معتمد

پیش لفظ

اُردو یا ہندوستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وَلی اورنگ آبادی جو گیارہویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دے کر دلّی کے ان شعرا کو، جنہوں نے وَلی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ وَلی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بُنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ کے

آخری زمانے میں اور اس کے بعد اس کی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لیے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اس کی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کر دی، اور ان کی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطبشاہ بانیٔ شہر حیدر آباد جو خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لیے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لیے فارسی کا دور دورہ قائم ہو گیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اُردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اُردو زبان و ادب کی قدامت مُسلم ہو گئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بُنیاد قایم ہے اور جن کے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کرسکتے ہیں، اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشنِ یادگار ولیؔ کے موقع پر "دکن کے مخطوطات" کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جن کی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج کرکے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کرسکینگے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسنِ اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالیجناب **نواب سالار جنگ بہادر** مدفیوضہ، نے بھی جو جشن یادگار ولیؔ کے صدرنشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا

اور اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :۔

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن وؔلی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ وؔلی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اُردو کتابیں مرتب اور شایع کی جائیں۔ وؔلی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرماں روایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہیؔ، غواصیؔ، نصرتیؔ، رستمیؔ وغیرہ وؔلی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ وؔلی سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابلِ قدر رہیں۔ بہر حال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :۔

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شایع کرسکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار ہوں۔"

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لے کر ان کی اشاعت کے ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام، اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام، اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) "

(۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام، اے ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) "

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام، اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج)......معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام، اے۔ ....شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطبشاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

سلطان عبداللہ قطب شاہ

مُقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملا غواصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غواصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اوس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جا سکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غواصی کی تاریخِ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری ملازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔ باوجود کوشش کے اُسے دربار شاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہد حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی

جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سُلطان عبداللہ کے تخت نشیں ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو بر آنے کا وقت آچکا ہے چنانچہ اس نے مثنوی سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنا کا اظہار سُلطان عبداللہ کو مخاطب کرکے اس طرح کیا:۔

جو سُلطان عبداللہ انصاف کر — میرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بہوت مان پانوں — اُس دور تے تا گریباں پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے — تو تازہ میرا طبع گلذار ہوئے
کہ غمگیں ہوں میں سخت سنسار تے — دھروں دغدغے لاک اس آزار تے
پریشانگی میں جمیا خیال میں — لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہر حال یو نظم الہام سوں — کیا ہیں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۳۵ھ تک غواصی عسرت ہی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا اور ۱۰۴۵ھ میں بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ دس پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دنیوی

مراتب و اعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہو گئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیا دار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کرلیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے ساز و سامان عیش و عشرت۔ مال و دولت سے سیر ہو چکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزومند ہے۔ غواصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنیئے:

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص — لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کتا نفس کے کئے منے — کتا ہوئیگا ناؤں کے پئے منے
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز — کریگا کتا خود نمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ و ہے ہم پیمبر ترا
جکچ خواست تیرا ہی سب اسپو چھوڑ — دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا — یو پھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
سنبھال آپس اے یار اس دام تے — نکو غافل اچھ آپنے کام تے
اچا دم جم اللہ کے نام سوں — متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہو سکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوئی اور ملک الشعرا کا

خطاب کس سلسلے میں عطا ہوا ۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سُلطان عبد اللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ یا کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سُلطان عبد اللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی ۔ اصل عبارت اس طرح ہے :۔

اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است

"آفتاب از آفتاب آمد پدید"

۱۰۴۱

و ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است این کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است

"محفوظ باد"

۱۰۴۱

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کر سکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا ۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے ۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملاتِ سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ

۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۰۴۵ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لئے روانہ کی گئی تھی ۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غواصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میرزین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

معلوم ہوتا ہے کہ غواصی نے اپنی غیر معمولی قابلیت سے دربار میں رسائی ہونے کے بعد بہت فائدہ اٹھایا اور ایسی شہرت حاصل کی جو اس کے ہم عصر یا بعد کے شعراء میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی بیجاپور میں سفیر کی حیثیت سے رہکر اس نے وہ سکہ بٹھایا کہ نصرتی اور مقیمی اپنی اپنی تصانیف میں اس کا

ذکر کرنے پر مجبور ہوئے ۔ یہی شہرت تھی جس نے میر حسن کو اپنے تذکرے میں غواصی کا حال لکھنے پر مجبور کیا ۔ کیونکہ اسی زمانے کے کسی اور شاعر کا تذکرہ میر حسن نے نہیں کیا ہے ۔

طوطی نامہ میں غواصی نے عورت کی فطرت اور مکروفن کے متعلق کئی شعر جا بجا لکھے ہیں ممکن ہے کہ اس کی خانگی زندگی اچھی نہ گذری ہو اور اسے عورتوں کا بہت تلخ تجربہ ہوا ہو ۔ پھر بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ قیاس صحیح ہے جبکہ اس کے متعلق تاریخ یا تذکرے سے ثبوت بہم پہنچانا تقریباً ناممکن ہے ۔

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لئے اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرینِ قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا ۔

غواصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا

قریب قریب ناممکن ہے۔ غواصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ اپنی پہلی مثنوی سیف الملوک کے تمہیدی حصہ میں باوجود افلاس کی حالت میں رہنے کے اس کی حسبِ ذیل خود ستائی :-

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں — دھر ہنار ہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب مرے پاس آئے — مرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
انن کا بہا کوئی دے نا سکے — بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے
مرا دل خزینہ جوں معمور ہے — بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
مرا گیان عجب شکرستان ہے — جو اوس تے میٹھا سب ہندستان ہے
جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے — بھکاری ہیں منج شکرستان کے
شکر کھا مرے شکرستان تھے — میٹھے بول اٹھے اواپس گیان تھے
جو میں ہم سوں طبع ازمائی کروں — تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں
سکے کون ملنے مرے طور میں — کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں
گگن سا تو دفتر مرے شعر کے — ستارے سو جوہر مرے شعر کے

اور طوطی نامے کے آخر میں اپنی شاعری کی تعلی جو غلو کی حد تک پہنچ گئی ہے :-

جو طوطی مری طبع کا بے نظیر — ہے شکر فشانی منے دل پذیر

کیا شکر افشاں اس دھات سوں — کہ دم کوئی اچاوے نہ یاں بات سوں
(یو گلدستہ خاص مرے باغ کا — دوا درد منداں کے ہے داغ کا
اگر یو چڑھے نکتہ دانی کے ہات — سینے پر سُنے کے لکھے نیر سات
جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس — نہ کیوں ہوویں حیران دیک جن و انس
کہ اس دھات کے نورتن رولنا — ہور ایسی نوی مثنوی بولنا
مرا کام ہے اس زمانے میں آج — کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج
جب یو نظم میرا عروسی کیا — سُورج منجسوں آ دست بوسی کیا
کہ جسکے صدف میں رتن صاف ہے — کرے لاف اگر اُن تو انصاف ہے
سخن پروراں یک تے ہیں یک زیاد — ولے ہور ہے منج زباں کا سواد)

اِن اشعار سے ظاہر ہے کہ غواصی شاعری میں اپنا مدِ مقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک ہی نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعرار کو اپنا خوشہ چیں سمجھتا ہے۔ اکثر دکنی شعراء نے اپنی اپنی تصنیفات میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابُوالمعالی کی تعریف کی ہے۔ وجہی جس نے غواصی کی طرح اپنی خوب

خودستائی کی ہے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعر فیروز اور محمود کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے۔ اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استاد فن کے لقب سے یاد کیا ہے۔ لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعر کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فن شعر میں کس قدر اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی۔

غواصی کی اس تعلّی اور ہمہ دانی کے ثبوت میں اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپجی تصنیف نہیں۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوتِ تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہوسکتی ہے۔ غواصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے اصل کی صورت اختیار کرلی۔ یہ اس کی قادر الکلامی ہے۔ وہ نہایت پرگو شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی :-

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں (۱۰۳۵) کیا ختم یو نظم دن تیس (۳۰) میں"

ان دونوں مثنویوں کے تمہیدی اور خاتمہ کے حصّے غوّاصی کی دماغی پیداوار ہیں۔ مختلف عنوانات پر اُسے طبع آزمائی کرنی پڑی ہے مثلاً حمد۔ نعت۔ منقبت۔ مدح بادشاہ۔ وجہِ تصنیف۔ خودستائی۔ تعریفِ سخن۔ فطرتِ نسوانی۔ شاعرانہ تعلّی۔ تصوّف۔ ہم یہاں ہر عنوان کے تحت چند شعر مثالاً نقل کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے ایک خاص بات جو غوّاصی کی طبیعت کے متعلق معلوم ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ اوسکی قادرالکلامی اور طبیعت کی روانی کے آگے کوئی موضوع ایسا نہیں جس پر وہ اظہارِ خیال آسانی سے نہ کرسکتا ہو۔ اشعار میں آمد کی شان یہ بتاتی ہے کہ وہ طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے۔

حمد، نعت، بادشاہ کی تعریف، خودستائی اور شاعرانہ تعلّی کے اشعار ہم نے موقع بہ موقع نقل کئے ہیں بقیہ عنوانات کی مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

منقبت

توں ہے سات جگ کا ولی یا علی ولیاں تیرے جگ کے قلی یا علی

کہ توں وو کلیم آج مغرور ہے　　جو کھاندا نبی کا ترا طور ہے
کرامت تھے تیرے کنکر پہاڑ ہوئیں *　　سکی ڈالیاں سب ہرے جھاڑ ہوئیں
جو سب ٹھار تیری دُرا ہی چلے　　سبی کھن میں تیری جو شاہی چلے
بدن پر کروں جیب ہر بال کوں　　سراؤں سدا تج نول لال کوں
رہوں تج تھے جگ میں سرافراز ہو　　سدا تج ہوا میں اوڑوں باز ہو
رہوں تیرے بندیاں منے خاص ہو　　تری مدح دریا میں غواص ہو

تعریفِ سخن

قلم کاف ونوں تھے جو نکلیا بہار　　سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن عرش کرسی پو تھے دھائے ہیں　　بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن تیج ہووے خدا کا صفت　　بچن تے ہووے نعت اور منقبت
بچن تھے بھلے اور برے کام سب　　ہر ایکس کوں ہوتے اہیں فام سب
بچن تھے ہوئی فام نیکی بدی　　بچن تھے ہووے منتہی مبتدی
بچن تھے چلے دین و دنیا تمام　　بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں　　بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

فطرتِ نسوانی

غواصی اگر نار کھاتک پر آئے — تو سچ بات کوں جھوٹ کریوں ہرائے
جو پھٹ جا سچیاں کا سینا چور ہوئے — بُری ذات ہے یو اگر حور ہوئے
کہ ہے عورتاں کا نپٹ کام خام — نہوئے بھیدانوں کا یکائیک فام
شکر تھے اگرچہ ہے عورت میٹھی — ولے سربسر زہر کی ہے گھُٹی
میٹھیاں گرچہ دستیاں ہیں جیوں شکر آج — ولے دل میں کچ نئیں ہے کڑوائی باج
نہ جا ان کی ظاہر کی خوبی پو بھول — کہ کانٹے تے ہے تیز یو گرچہ پھول
غواصی جو ناریاں کیرا مکر کوئے — لکھے تنا سو کتاباں تو پورا نہ ہوئے

تصوّف

طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں — ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہے توں
کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا — سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا
نکو جان پنچیا ہوں کر خاک تے — کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے
جکچ آفرینش کے آثار ہیں — وو سب تج میں جلوا دیونہار ہیں

سمجھ لے توں قدر اپنے اقبال کا — ہے دو جگ بہا ترے ایک بال کا
تری ذات میں نور اللہ ہے سب — تری قید میں ماسوا اللہ ہے سب
توں جانے کیتی لَیسَ فی جُبتی — اوچا توں سکے دم انا الحق سیتی
گہے عبد ہور گاہ معبود توں — گہے ہم ایاز ہور محمود توں

ہر قصے کے آغاز پر غواصی نے غروب آفتاب کا سماں مختلف طریقہ سے پیش کیا ہے جو قابل دید ہے :۔

جو ستارا اسماں کا کہن سال — سُنا سور کا مرس میں مغرب کے گھال
رُپا چاند کا کھود مشرق کی کھان — جو آنے لگیا سب جہاں جگ مگان
گگن بن تے جھڑ جوں گل آفتاب — لیا آپسیں بھوئیں میں مغرب کی ڈاب
کنول چاند کا نرملا بے بدل — چمن تے جو مغرب کے آیا نکل
سُرج روپ ونتا جو یوسف کے سار — لیا چاہ مغرب میں اپسیں اُتار
سو مشرق کی مچھلی کیرے کرب تے — جو یونس کے نمنے چندر نس پیتے
جو فرعون خورشید کا چھوڑ شرق — ہوا غرب نیل آب میں جا کو غرق
سو مہتاب موسیٰ نمن دور تے — جوں آیا نکل شرق کے طور تے
سورج بور بچا جوں اسمان پھیر — کیا قصد مغرب کے جنگل کی دھیر

ہرن چاند کا اپنے بچیاں سوں مل　　جو مشرق کے صحرا تے آیا نکل

فرشتے جو شمشیر کوں بھان کے　　دئے ڈال بیچ غرب کی میان کے

فلک شرق کا کھول رنگیں غلاف　　لیا ہات میں چاند کا سیف صاف

ان اشعار میں بلند پروازی۔ مبالغہ۔ حسن تعلیل۔ تشبیہہ۔ استعارہ وغیرہ کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں جو غواصی کی فن دانی کا ثبوت پیش کر رہی ہیں۔

غواصی بزم کے میدان کا شہسوار ہے رزمیہ نگاری میں اس کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے کیونکہ مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے پیش کیا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے:—

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا　　گگن اس کو کشتی ہو چلنے لگیا

سراں تیرتے لہو کے سمدور تے　　جو دستے اتھے بڑ بڑے دور تے

دھڑاں سب نپٹ موج کے لوٹ ما　　تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سا

دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی ہے۔ دیووں کے سر کٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ ڈوب رہے ہیں۔ ڈوبتے ہوئے سر

دور سے پانی میں حباب کی طرح اور جسم نگر مچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہوکر غائب ہو جاتے تھے۔ یہ تشبیہ اس میں شک نہیں کہ بہت لطیف اور انوکھی ہے۔

غواصی کے ابتدائی کلام (مثنوی سیف الملوک) میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ وہ گمنامی کی زندگی بسر کررہا تھا اور اپنے ہی ماحول سے اس قدر متاثر تھا کہ بعض مقامات پر عمداً دکنی لفظ استعمال کرتا دکھائی دیتا ہے چنانچہ تعریفِ سخن کے عنوان کے تحت جو شعر لکھے ہیں اس میں بجائے 'سخن' کے 'بچن' کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح۔ جیو۔ جیب۔ بھومان۔ جگت۔ گڑاں۔ فام۔ رتن۔ کھان۔ بھان۔ وغیرہ۔ دکنی الفاظ کی ہر جگہ بہتات ہے۔ لیکن دوسری تصنیف (طوطی نامہ) کے وقت چونکہ غواصی کی حالت بہت بدل چکی تھی اور شمالی ہند کے اثرات دکن کی فضا کو متاثر کررہے تھے اس لئے طوطی نامے میں فارسی الفاظ اور ترکیبیں اسی ماحول کے تاثرات سمجھے جائینگے۔

٭ حدیقۃ السلاطین کے الفاظ "ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است" یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل کرلی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا

ملک الشعراء تھا۔ محمد قلی قطب شاہ کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا لیکن غواصی کی بڑھتی ہوئی شہرت نے وجہی کو گمنام بنا دیا تھا۔ وجہی باوجود غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روز افزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر "سب رس" کی شکل میں دیا۔

غواصی کی شہرت گولکنڈہ تک محدود نہ تھی۔ اس نے بہ حیثیت سفیر بیجاپور پہنچ کر وہاں بھی اپنی شاعری کا سکہ بٹھایا تھا چنانچہ باوجود بیجاپور میں اعلیٰ پایہ مثنویوں کے موجود ہوتے نصرتی نے گلشنِ عشق میں صرف غواصی اور اس کی مثنوی سیف الملوک کا ذکر کیا ہے۔

"بری کچھ غواصی تبی کرخیال کیا تازا باغ بدیع الجمال"

اس کے علاوہ مقیمی بیجاپوری نے بھی اپنی مثنوی چندر بدن ماہیار میں غواصی کی سیف الملوک کا ذکر کیا ہے۔

اس کی تصانیف کی مقبولیت انہیں شمالی ہند تک بھی پہنچاتی ہے چنانچہ میر حسن نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے۔ "غواصی تخلص در وقت جھانگیر بادشاہ بود۔

طوطی نامہ نخشبی را نظم نمودہ است بہ زبان قدیم نصفے فارسی نصفے ہندی بطور بکٹ کہانی۔ سرسری دیدہ بودم۔ شعر آں نظم یاد نیست"

قرین قیاس یہ ہے کہ غواصی نے مرتے دم تک اپنی ملک الشعرائی قائم رکھی۔ اگرچہ اس کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ہے پھر بھی کسی تذکرے یا تاریخ سے غواصی کے بعد کسی شاعر کو دربار قطب شاہی سے ملک الشعراء کا خطاب ملنا ثابت نہیں ہوتا۔ موجودہ معلومات کی بنا پر ہم غواصی کو عہد قطب شاہی کا آخری ملک الشعراء کہہ سکتے ہیں۔

عہد مغلیہ کے ایک شاعر عشرتی نے اپنی مثنوی دیپک پتنگ (سنہ تصنیف تقریباً ۱۱۱۸ھ) میں اپنی خودستائی اور تعلّی کرتے ہوئے غواصی پر چوٹ کی ہے:

"غواصی اگر دیکھتا آج کوں موتی کی نمن جل ہیں ڈب لاج سوں
مجھے جیب کے دھر صدف لب منجھا دعا کے گہر مجھ پو کرتا نثار"

ظاہر ہے کہ شاعر اپنے کلام کی قدر و منزلت بڑھانے کے لیے ایک ایسے شاعر کے کلام کو مقابلۃً گرادینا چاہتا ہے جو اپنے وقت کا کامل الفن استاد گذرا ہو۔ عشرتی کا دوسرے تمام شاعروں کو جو غواصی سے پہلے اور اس کے بعد گذرے ہیں نظرانداز کرکے غواصی کے نسبت یہ کہنا کہ وہ اگر عشرتی کے کلام کو

دیکھتا تو شرم سے موتی کی طرح پانی میں ڈوب جاتا اور دعائیں دیتا اس بات کا ثبوت ہے کہ عشرتی کے زمانے تک غواصی کی شہرت باقی تھی اور اس کی استادی مسلم الثبوت۔)

زبان اور طرزِ بیان

طوطی نامہ کی زبان بہ نسبت سیف الملوک کے سلیس اور دلکش ہے لیکن شاعرانہ خصوصیات کے لحاظ سے سیف الملوک کا اسلوب طوطی نامہ پر فوقیت رکھتا ہے۔

طوطی نامہ چونکہ سیف الملوک کے چودہ سال بعد لکھی گئی ہے اس لئے اس کی زبان میں فارسی اثر زیادہ نظر آتا ہے۔ گولکنڈے کے تعلقات شمالی ہند سے بڑھ جانے کی وجہ سے فارسی زبان کا اثر دکھنی زبان کو بھی متاثر کر رہا تھا غالباً یہی وجہ ہوگی کہ غواصی کی زبان طوطی نامہ لکھتے وقت فارسی سے متاثر نظر آتی ہے۔ چنانچہ فارسی الفاظ اور محاورے جہاں استعمال کئے گئے ہیں اون کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

'لگے ڈرنے ہم بورسنچے و باگ'۔ 'منم سات مغرور پورا ہوا'
'جو ہور ئیک گذرا ہم استے اول'۔ 'نہیں سنپڑیا تج دریں روزگار'

'ولے عقل تیرا ہے یا در ہوا' ۔ 'سلامت نکل جاتوں بر جائے خویش'
'پڑیا ہے دھڑ آما ہنیں اپو سیر' ۔ 'اسی ٹھار نا بود در خاک کر'
'سٹیا نفس کا کاڑ دل تے منم' ۔ 'اچھیگا کتا در ریائی ہنوز'
'انکھی کموں عزت کی خویش دیک' ۔ کتک کھائے اما سنا نئیں ہوئے'

'نے' کا استعمال اگرچہ غلط ہے لیکن یہ بھی شمالی اثر معلوم ہوتا ہے :۔

'یو حیلہ جو پایا او صرّاف نے' ۔ 'سو اُس نے نگر تے یکیلا نکل'
'وو مینڈوک نے تب یوں اٹھیا بول کر'

٭ طوطی نامہ میں غواصی کی اپجی پیدا وار ابتدائی اور آخری حصّہ ہے ۔ ابتدا میں حمد و نعت کے بعد سلطان عبد اللہ کی تعریف ہے اور خاتمہ پر اپنی شاعری کی آپ مدح و ستایش کرتے ہوئے غواصی نے اپنے صوفیانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان اشعار کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے اور غواصی کی قادر الکلامی کا بہترین ثبوت نمونتاً چند شعر نقل کئے جاتے ہیں :۔

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا ہے ستار بندیاں کیرے عیب کا
ترے راز تے کوئی آگاہ نئیں تصور کوں تری طرف راہ نئیں
جہاں لگ جہاں میں نشیب اوج ہے سو دریائے قدرت کی او موج ہے

دیسے گھال اس ہوج کیرا بھال — کدھیں ستولیں ہور کدھیں اوپرال
اگرچہ گنہگار ہوں میں بڑا — پکڑ ہات یک اوج کوں انپڑا
کہ میں ہوں گنہگار مج موں کہاں — جو تج کن منگوں ہیں کہاں توں کہاں
نہ رد کر قبول انکساری مری — نزت دور کر بیقراری مری

محمدؐ نبی سید المرسلیں — سدا روشن اوس تے ہے دنیا و دیں
ہوئے ختم اسپر نبوت کے گن — بجے طبل اسکا قیامت لگن
حرم کبریا کا سو اسکا مقام — بندا شمس ہور بدر اسکا غلام
رسول عرب ہور عجم آج او — رسولاں کے سب سیں کا تاج وو
محمدؐ وہی ہور علی بھی وہیچ — نبی بھی وہی ہور ولی بھی وہیچ
دکھین ہار جو کوئی ہے ان دو میں فرق — ضلالت کے دریا میں جم وو ہے غرق
جو کوئی اسکے منکر اچھے شرع تے — نہ کیوں خوار ہوئے اصل ہور فرع تے

مہاراج سلطان عبداللہ ناؤں — ثریا کے تارک پو اسکا ہی پاؤں
شرافت میں گرد اسکے نعلین کا — ہے سرما چندر سور کے نین کا

دکھیت زور ور طالع اوس راج کے | صفادار روشن دلاں آج کے
کہیں یوں بحق علی ولی | کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی
فلک سو ہے تابع ترے عزم کا | سرگ بن سو سایا ترے بزم کا
شجاعت میں دیکھوں تو اے شیرگیر | ادک سخت گیر ہے و لے دیر گیر
پھراوے جو تیزی کوں راناں منے | پڑے زلزلہ آسماناں منے
سخاوت میں جو دیکھتا ہوں تجے | سو تج باج نئیں کوئی دستا منجے
کہ یک دیس کا دان تج لال کا | خرچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا
تیرا لطف اے شاہ عالی صفات | دسے خاص ہور عام پر ایک دھات

جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس | نہ کیوں ہوویں حیراں دیک جن و انس
کہ اس دھات کے نور تن رولنا | ہور ایسی نوی مثنوی بولنا
مرا کام ہے اس زمانے میں آج | کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج
جب یو نظم میرا عروسی کیا | سرج منج سوں آ دست بوسی کیا
کہ جسکے صدف میں رتن صاف ہے | کرے لاف اگر ان تو انصاف ہے
چھپانوں کیتا آپسیں کونڈ میں | کہ چھپتی نہیں پھول کی باس کئیں

یو افسانہ جو عیب تے دور ہے ۔ سلاست کے اسمان کا سور ہے

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص ۔ لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کیتا نفس کے کئے منے ۔ کیتا ہوئیگا ناوں کے پئے منے
کیتا شاعری پر دھریگا خیال ۔ کیتا ہوئیگا در پئے خط و خال
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز ۔ کریگا کتا خود نمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے ۔ نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا ۔ ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا
جکچ خواست ترا ہے سب اسیو چھوڑ ۔ دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں ۔ ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہے توں
کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا ۔ سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا
نکو جان پنچیا ہوں کر خاک تے ۔ کہ پیلا اڑے ہے توں تو افلاک تے
تری ذات میں نور اللہ ہے سب ۔ تری قید میں ماسوا اللہ ہے سب
خبر تجکوں دے نفی اثبات تے ۔ کیا بات کوں ختم اس بات تے

غواصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کرسکتی ہیں :۔

(۱) عربی، فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آجکل مؤنث استعمال ہوتے ہیں غواصی نے مذکر استعمال کئے ہیں۔ مثلاً :۔ مراد۔ محبت۔ دولت۔ توفیق۔ آرزو خاصیت۔ جُوت۔ ندا۔ ہوا۔ تدبیر۔ خبر۔ گرد۔ حیات۔ داد۔ صلاح۔ سلطنت۔ خاطر۔ نیت۔ ماہیت۔ نظر۔ آواز۔ بِرہ۔ قدر۔ بارا۔ عقل۔ دعا۔ ہنسا۔ ظرافت۔ آس۔ سکت۔ مرگ۔ چُلبلاٹ۔ سیف۔ روح۔ خیر۔ اصالت۔ حقیقت۔ وغیرہ الفاظ کو مذکر لکھا ہے :۔

'کتا ہوں سُن اسکا حقیقت تمام'۔ 'دیوانا ہے عقل اسکے آشوب کا' 'سٹی ہوں ہوا نفس کا کاڑہیں'۔ 'مگر مرگ لیا یا ترا میرے دھیر' 'کہ دولت چلے سات پایا نہ جائے'۔ 'جو تشنہ کوں ہوا آرزو لگ جسے' 'رھیا ہے ترے وصل کا آس کر'۔ 'سو وہیں دل میں پیدا ہوا چُلبلاٹ' 'اگر تجکوں اتنا سکت ہے تو پی'

(۲) دکھنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ ن کے ساتھ ہے مثلاً :۔

'کرنہار فکراں مرے سُوکھ کے'۔ 'لکھے سو کتا یاں تو پورا نہ ہوئے'

'نہ پلکھاں ہلا خوب انکھیاں موینچ لے'۔ 'کیا دیں عزیزاں کوں اپنے ودا'

'پڑے زلزلہ آسماناں منے'۔ 'رسولاں کے سب سیں کا تاج او'

(۳) فارسی میں علامت اضافت 'زیر' ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر 'ی' کا استعمال کیا ہے مثلاً:-

'ہوا غیب او جوہرے شب چراغ'۔ 'کہ اے بادشاہے زمیں و زماں'

'رگے رگ میں اوس کھلبلی ہیں گئی'۔

(۴) **الفاظ کا تلفظ اور وزن**۔ غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر کسی بھی زبان کے لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا تھا۔ اس کی کئی مثالیں طوطی نامے میں ملتی ہیں۔ مثلاً:-

'دنیا کی لَذَتْ پر نئیں اسکا پران'۔ 'جو تشنہ کوں ہوا آرزو لک جھے'

'نظر جوں پڑیا اوس تِنگھی پرسوویں'۔ 'کرنہار فکراں مرے سُوکھ کے'

'سپینے نئے دریا فسق کی جوش کی'۔ 'نرِک ہے جو با امری آہ کا'

'سُرج منج سوں آدست بوسی کیا'۔ 'خرچ بعضے شاہاں سے ہوئے سال کا'

'بندا شمس ہور بدر اوسکا غلام'

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے۔ مثلاً:۔

'نہ جاتوں بچن پر اُنن (اُن کے) کے شہا' ۔ 'زباں کھول اُسوں (اس سے) بول اوٹھی اس طریق'

'نہ ہمنا (ہم کو) کوں کوئی دیکھتا پوچ یاں'

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے 'ہی' کے حرف 'چ' لفظ کے آخر میں لگایا جاتا ہے:۔

'جو تھے پتلے سب اس میں سنیچ (سونے ہی کے) کے' ۔ 'پھرا دل خیانت کیا سو تہیچ (تو ہی)'

'بنایا سلا کپڑے ویسیچ (ویسے ہی) اوسے'

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنے جسطرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے:۔

نفع کو نفا۔ وضع کو وضا۔ واقعہ کو واقا۔ معنی کو مانا۔ اور بہانہ کو بہانا۔

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً:۔

'جو راضی نہو پھر او بہانا کرے — نرا کام بھی کون دانا کرے'

'جتا آج ہے تج جفا عشق تے — وتا تجکوں دن دن نفا عشق تے'

'کیا دیں عزیزاں کوں اپنے ودا   اپے ہور عورت ہو سب تے جدا'

(۸) صفت کو موصوف کے لحاظ سے تذکیر و تانیث لکھا جاتا تھا یعنے تانیث کے لیئے اسی لفظ پر علامتِ تانیث 'ی' لگا دی جاتی تھی مثلاً :-

'تو دانی ہے ہر بات کیا کوں تجے' - 'زباں بعد ازاں صالحی دھیر کھول'

(۹) بعض قافیے نہ صوتی ہیں نہ وزن کے لحاظ سے موزوں صرف حرفِ روی کی طرح حرف کی موجودگی ہی کو قافیہ سمجھ لیا جاتا تھا - چنانچہ ذیل کی مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :-

'غواصی جو ناریاں کیرا کر کوئی   لکھے سو کتاباں تو پورا نہ ہوئی'

'ملے ایک پنجرے منے جیوں دوئی   تو کرنے لگے شادہو گفتگوئی'

(۱۰) بعض اشعار ہمیں ایسے بھی ملتے ہیں جن میں قافیہ کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے - نہ معلوم یہ کاتب کی تحریف ہے یا اصل میں اسی طرح تصنیف ہوی تھی :-

نہیں ذرا انصاف ان میں شہا   نہ جانوں بچن پر انن کے شہا

سو دیکھا جنگل میں شکاری کوں ایک   دیا وو نچ دکھلائی اسکوں ہاک ایک

ہم اوس پاس ہے ایک شارو عجب   دھرے یاد قصے ہزاروں عجب

بگوں ہیں اوسی ماں کے جائیگا وو کیوں — سٹیا ماں پو بیٹا ہو کر ہات کیوں

ترا باپ آکر مرے پانوں تے — گیا کاڑلے پنچن یک پانوں تے

(۱۱) 'سی' مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے معنے 'گا' کے ہوتے ہیں:۔

'نہ رَہسے (رہینگے) ہمیں یاں نکل جائینگے' ۔ 'کسی کا کہیا کچ نہ چلسے (چلیگا) یہاں'

'کہ ڈبسے (ڈوبیگی) نہ تحقیق چھپسے (چھپیگا) نہ پاپ'

(۱۲) بعض الفاظ موجودہ شکل وصورت میں استعمال ہوتے تھے لیکن ان کا مفہوم بالکل دوسرا ہوتا مثلاً 'مانگنا' ہمیشہ 'چاہنے' کے معنی میں اور 'لایا' عموماً 'لگایا' کے معنی میں مستعمل تھے۔ مثلاً:۔

'گلے لائے (لگائے) ویں شاہ دل کھول کر' ۔ 'جو منگتی (چاہتی) ہے جا نیچ توں یار لگ'

'منگی (چاہی) جاؤ نے عشق کے مدہوں مست' ۔ 'سینے لیائی (سے لگائی) ویں بند چولی کے کھول'

زیر نظر مخطوطے

طوطی نامہ کے دو نسخے نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے ہمارے زیرِ نظر رہے جن میں سنہ کتابت کے لحاظ سے ایک قدیم ہے

دوسرا جدید۔ اختلاف نسخ بتانے میں ہم نے قدیم نسخے کے لئے (الف) اور جدید کے لئے (ب) لکھا ہے۔ ان نسخوں کی صراحت حسبِ ذیل ہے:۔

ا۔ نسخہ (الف) — رائل سائز بہ خط نسخ قدیم دکھنی۔ مکمل۔ فارسی عنوانات کے ساتھ۔ ابتدائی صفحہ پر سرلوح عبارتِ ذیل لکھی ہوی ہے:—

"کتاب طوطی نامہ من تصنیف نقش بیں (نخشبی) کہ غواصی الفاظ فارسی۔ دیگران را دانستن دشوار بود ازاین معنی بہ زبان ہندی آوردہ کہ مفہوم گردد۔"

کتاب کے خاتمہ پر عبارت حسبِ ذیل ہے:—

"این طوطی نامہ در ماہِ ربیع الاوّل بتاریخ ہفدہم بروز شنبہ بوقت مشتری برائے شغل نمودن حقایق و معارف آگاہ شاہ عشق علی نوشتہ شد۔ سنہ احد بادشاہ فرخ سیر غازی۔ تمت تمام شد کار من نظام شد۔ کاتب الحقیر شیخ محمدؐ۔"

اس عبارت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کاتب شمالی ہند کا کوئی شخص ہے اور یہ کتاب صرف تفریح طبع کے لئے ہی نہیں بلکہ حقایق اور

معارف کی تعلیم کے لئے بھی پڑھائی جاتی تھی۔ اس کا سنہ کتابت ۱۱۲۴ھ ہے۔ ہمارے حد علم تک اس سے پہلے کا کوئی نسخہ ابتک معلوم نہیں ہوا۔ برٹش میوزیم میں طوطی نامے کے دو قدیم نسخے ۱۱۴۹ھ اور ۱۱۷۲ھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس نسخے میں جملہ (۴۱۳۷) اشعار ہیں۔

۲۔ نسخہ (ب) رائل سائز فارسی خط جدید۔ مکمل۔ داستان کے خاتمہ کے بعد غواصی نے اپنی شاعری اور تصنیف کتاب کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ بقیہ کتابت سے بالکل علیحدہ رسم الخط میں لکھے گئے ہیں اور اوراق بھی بعد کے الحاقی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ بعض اشعار حاشیہ پر لکھے گئے ہیں لیکن کتاب مکمل ہے۔ اس نسخے میں ہندی الفاظ کے معنی سرخی سے بعض بعض جگہ الفاظ کے نیچے لکھے ہیں۔ ابتدائی ورق پر صرف یہ عبارت ہے :-

"جملہ ابیات طوطی نامہ چہار ہزار سیزدہ است"

خاتمہ پر عبارت ذیل ہے :-

"این کتاب برائے خواندن محمد انور اللہ خاں و غفور خاں عرف

امر اللہ فرزندان محمد قاسم ۔ یا اللہ ایں ہر سہ را علم از درگاہ خود عطا نما۔ مرقوم نہم ماہ ذالحجہ ۱۲۵۰ھ روز چہار شنبہ ۔" کاتب کا نام نہیں ہے چونکہ یہ بہت بعد کی لکھی ہوی ہے اس لئے اس کا رسم الخط جدید ہے اور اکثر جگہ کاتب کی تحریف معلوم ہوتی ہے کیونکہ غواصی کے عہد کے مذکر الفاظ کو مؤنث اور مؤنث کو مذکر لکھا ہے ۔ہم نے جابجا اختلاف نسخ بتائے ہیں جن سے واضح ہوسکتا ہے یہاں مثالاً دو چار شعر نقل کرتے ہیں :۔

(نسخۂ الف) لیویگا توں خدمت اگر منج ہات ۔ (نسخۂ ب) لیویگا تو خدمت اگر میرے ہات

(" ") کیا حاصل اللہ تیرا مراد ۔ (" ") کیا حاصل اللہ تیری مراد

(" ") چلے کچ نہ تدبیر میرا یہاں ۔ (" ") چلے کچھ نہ تدبیر میری یہاں

(" ") وو مینڈوک تب یوں اٹھیا بولکر (" ") وو مینڈک نے تب یوں اٹھا بولکر

اس نسخے میں تعداد اشعار (۲۱۳۲) ہے ۔

طوطی نامہ کا ماخذ اور ترجمے

شکاسب تتی سنسکرت زبان میں ایک کتاب زمانۂ قدیم میں تصنیف ہوی تھی جس کے معنے "طوطے کی کہی ہوی ستر کہانیاں" ہیں ۔مسلمان جب

ہندستان میں آباد ہوئے تو یہاں کی ادبیات اور دیگر علم و فن کی کتابوں کو اپنی زبان یعنے فارسی میں منتقل کرنا شروع کیا۔ سنسکرت اور ہندی کی اُن بیسیوں کتابوں میں سے جو فارسی میں منتقل کی گئیں ایک 'طوطی نامہ' بھی ہے جس کا ترجمہ فارسی میں سب سے پہلے مولانا ضیاء الدین نخشبی نے ۷۳۰ھ ہجری میں کیا لیکن ستر میں سے صرف باون کہانیوں کا انتخاب کیا۔ نخشبی کا ترجمہ باوجود نہایت ادق ہونے کے کافی مشہور و مقبول ہوا۔ اس ترجمہ کے متعدد خلاصے بعد میں کئے گئے۔ شیخ ابُوالفضل نے شہنشاہ اکبر کی فرمایش پر دسوی صدی کے وسط میں سلیس فارسی میں اس کا خلاصہ کیا اور ۱۰۹۳ھ میں ملا سیّد محمّد قادری نے نخشبی کی باون کہانیوں میں سے پینتیس کا انتخاب کر کے شرفا کی روزمرہ فارسی میں خلاصہ کیا۔ یہ خلاصے بھی طوطی نامہ کے نام سے مشہور ہیں۔ نخشبی کا ترجمہ آج کل نایاب ہے۔ غواصی کا ماخذ نخشبی ہی کا طوطی نامہ ہے جیسا کہ اُسنے خود ایک شعر میں ظاہر کیا ہے :-

'ہوے حضرت نخشبی مج مدد ‏ ‏ ‏ ‏ دیا میں اسے تو رواج اس سند'

لیکن غواصی نے صرف پینتالیس کہانیاں انتخاب کرکے نفسِ مضمون میں بھی کمی بیشی کی ہے۔ طوطی نامہ کا یہ پہلا ترجمہ ہے جو فارسی سے دکھنی میں کیا گیا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ابن نشاطی نے بھی سنہ ۱۰۷۶ ہجری میں طوطی نامہ کا ترجمہ کیا ہے لیکن یہ امر ابھی تحقیق طلب ہے اور پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔

اُردوئے قدیم کے مؤلف نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۴۲ ہجری میں بھی کسی شاعر نے طوطی نامہ کا دکھنی میں ترجمہ کیا جس کا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں موجود ہے لیکن مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

اس کے بعد اُردو میں سیّد حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمایش پر سنہ ۱۲۱۶ ہجری میں طوطی نامہ کا ترجمہ "طوطا کہانی" کے نام سے کیا جسکا ماخذ ملا محمّد قادری کی کتاب ہے۔ متذکرہ بالا ترجموں کے علاوہ ترکی، انگریزی، جرمنی اور ہندی زبان میں بھی طوطی نامہ کے ترجمے ہوئے ہیں جو ذیل کے نقشے سے معلوم کئے جا سکتے ہیں

شوکا شپ تتی

(سنسکرت اصل)

- ترجمہ ہندی — بھیرون پرشاد
- ترجمہ گجراتی (نظم) — سما لا بھٹ
- ترجمہ فارسی از مولانا نخشبی (نثر) — سنہ ۷۳۰ھ
  - خلاصے
    - شیخ ابوالفضل (نثر) — دسویں صدی
    - سید محمد قادری (نثر) — سنہ ۱۰۹۳ھ
      - ترجمے
        - دکھنی — سنہ ۱۱۴۳ھ
        - انگریزی — گلاڈوین — سنہ ۱۸۰۰ء
        - اردو — حیدر بخش حیدری — سنہ ۱۲۱۶ھ
          - انگریزی ترجمہ — جی۔ اسمال — سنہ ۱۸۷۵ء
          - ہندی ترجمہ (شوک بہتری) — انبا پرشاد دراسا — سنہ ۱۸۸۶ء
          - بنگالی ترجمہ (طوطا اتہاس) — چندی چرن — سنہ ۱۸۰۶ء
        - جرمنی — پروفیسر ایکن — سنہ ۱۸۲۲ء
  - ترجمے
    - ترکی — عبداللہ صاری مابین سنہ ۹۴۶ و ۹۷۴ھ
    - دکھنی — ملا غواصی — سنہ ۱۰۴۹ھ
    - انگریزی — جیرانس — سنہ ۱۷۹۲ء
    - جرمنی — جارج روزن — سنہ ۱۸۵۸ء
- مرہٹی ترجمہ (نامعلوم)

ترکی ترجمہ ۔ سلطان سلیمان اعظم (۹۲۶ھ ۔ ۹۷۴ھ) کے عہد میں شیخ عبد اللہ صاری نے ترکی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۲۵۲ھ میں بولاق میں اور ۱۳۰۱ھ میں بمقام قسطنطنیہ طبع ہوا۔ جارج راسین نے اسی ترکی ترجمہ کو جرمن زبان میں منتقل کیا جو ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں طبع ہوا۔

انگریزی ترجمہ ۔ جیرانس نے کیا جو ۱۷۹۲ء میں بمقام لندن طبع ہوا۔ اور گلاڈوین نے فارسی متن کے ساتھ انگریزی میں منتقل کیا جو ۱۸۰۱ء میں کلکتہ سے طبع ہوکر شایع ہوا۔

جرمنی ترجمہ ۔ پروفیسر ایکن نے جرمن زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۸۲۲ء میں اسٹاٹگرٹ میں طبع ہوا۔

ہندی ترجمہ ۔ حیدر بخش کی طوطا کہانی کا ترجمہ شوک بہتری کے نام سے ۱۸۸۶ء میں انبا پرشاد راسا نے کیا۔

بنگالی ترجمہ ۔ چندی چرن نے ۱۸۰۶ء میں حیدری کی طوطا کہانی کا ترجمہ 'طوطا اتہاس' کے نام سے کیا۔

بہر حال طوطی نامہ کا ہندستان اور یورپ کی مختلف زبانوں

میں ترجمہ کیا جانا ہی اس کی غیر معمولی مقبولیت کا قوی ثبوت ہے۔

طوطی نامے کے حکایات کا خلاصہ اور فہرست

قصہ کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:۔

ہندستان کا ایک متمول سوداگر تھا جسکے تجارتی جہاز ساتوں سمندروں میں جاتے تھے۔ اس کی عالی شان کوٹھی سمندر کے کنارے واقع تھی۔ اس کے پاس ایسے نایاب جواہر تھے جن کا مثل بادشاہوں کے خزانے میں بھی ملنا دشوار تھا۔ باوجود اس دولت وثروت کے دولتِ اولاد سے محروم تھا ایک مدت کی تمنا کے بعد خدا نے ایک لڑکا عنایت کیا جو نہایت خوبصورت تھا۔ جوان ہونے پر باپ نے ایک حسین لڑکی سے شادی کردی۔ یہ لڑکا ایک دن سیر کے لئے بازار نکلا جہاں ایک طوطا فصیح البیان نظر پڑا۔ اس نے ہزار ہن میں خریدا اور خوشی خوشی گھر لے آیا۔ طوطا غیب کی باتیں بیان کرتا تھا چنانچہ سوداگر بچہ کو آزمائش کے لئے اس نے یہ مشورہ دیا کہ تمام شہر کے

دوکان داروں سے عنبر خرید کر جمع کرلے کیونکہ عنقریب ایک قافلہ عنبر خریدنے آئیگا اس وقت اس کو اچھی قیمت ملیگی۔ نوجوان سوداگر نے اسپر عمل کیا طوطے نے جسطرح کہا تھا اسی طرح ہوا اور عنبر کے فروخت سے سوداگر کو بہت فائدہ ہوا۔ نوجوان طوطے پر بہت مہربان ہوا اور چند روز کے بعد اس کی صحبت کے لئے ایک مینا بھی خریدلی۔ جب نوجوان تجارت کیلئے عازم سفر ہوا تو دونوں پرندوں کی پرورش اور حفاظت اپنی بی بی کے سپرد کی۔ سوداگر کی واپسی میں دیر ہوی۔ نوجوان بی بی صدمہ فراق نہ سہہ سکی۔ ایک دن بالاخانہ پر بیٹھی ہوی مصروف سیر تھی کہ ایک نوجوان راہرو سے آنکھ لڑ گئی۔ ایک ضعیفہ کے ذریعہ اس نے پیام ملاقات بھیجا۔ سوداگر کی بی بی تو منتظر ہی تھی راضی ہوگئی۔ مینا سے اجازت طلب کی تو اس نے منع کیا اور نصیحت آمیز گفتگو سے باز رکھنا چاہا۔ بی بی نے اس گستاخی کی یہ سزا دی کہ مینا کے بال و پر نوچ کر اسے ہلاک کردیا۔ اب طوطے کی باری تھی مگر مینا کا واقعہ پیش نظر ہونے سے طوطے نے جانے سے صاف منع کرنا خلاف مصلحت سمجھکر فوراً اجازت دیدی

لیکن اس شرط پر کہ وہ اپنے دل کا راز کسی سے نہ کہے ورنہ وہی حال ہوگا جو ایک رانی کا ہوا۔ بی بی نے قصہ سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ طوطے نے بیان کرنا شروع کیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ ہر روز یہی ہوتا کہ طوطا اجازت دیتے ہوئے ایک نہ ایک قصہ کا ذکر کر دیتا اور جب وہ سننے کی خواہش کرتی تو اس طرح بیان کرتا کہ وقت گذر جاتا اور وہ جا نہ سکتی یہاں تک کہ طوطے نے حسب تفصیل ذیل پینتالیس کہانیاں تقریباً انتیس راتوں میں کہیں یہاں تک کہ سوداگر سفر سے واپس آیا۔ طوطے سے گھر کا حال دریافت کیا۔ طوطے نے اپنی رہائی کا وعدہ لے کر حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ سوداگر بہت رنجیدہ ہوا طوطے کو رہا کردیا۔ بی بی کو قتل کر ڈالا اور مال و دولت خیرات کرکے درویشی اختیار کی۔

حکایت کی تفصیل :۔

۱۔ شب اول ۔ حکایت سوداگر زادہ وزن بدکار کہ طوطی را ضائع کرد و نادم شد۔

۲۔ شب دوم ۔ حکایت زرگر و نجار کہ بجائے بتخانہ رفتند و حرافت کردند۔

۳۔ شب سوم ۔ حکایت زن لشکری که مرد خود را گلدستہ بطور نشان عصمت داده بود۔

۴۔ " " ۔ حکایت زن قحبہ که در قبضۂ دیو بود و بیش یکصد نفر رفت ۔

۵۔ شب چہارم ۔ حکایت سخاوت رائے رایاں که برائے درویش کرد۔

۶۔ " " ۔ حکایت سخاوت رائے رایاں که برائے برہمن و پیر مرد و پری کرد۔

۷۔ شب پنجم ۔ حکایت زرگر و نجار و خیاط و زاہد و زن چوبی۔

۸۔ شب ششم ۔ حکایت شہزادۂ کند ذہن و عاشق شدن مادر او۔

۹۔ " " ۔ تمثیل وزیر اول ۔ حکایت زن قحبہ و رنگریز۔

۱۰۔ " " ۔ " " دوم ۔ حکایت زن پہلوان که قحبہ بود۔

۱۱۔ " " ۔ " " سوم ۔ حکایت زن شیرنی گر که قحبہ بود۔

۱۲۔ " " ۔ " " چہارم ۔ حکایت زن برہمن که قحبہ بود و جوان که مکر زناں می نوشت۔

۱۳۔ " " ۔ " " پنجم ۔ حکایت زن فرزند بقال که قحبہ بود۔

۱۴ ۔ شب ششم ۔ تمثیل وزیر ششم ۔ حکایت زن شخصی کہ فاحشہ بود و از ہمسایہ آشنائی داشت ۔
۱۵ ۔ شب ہفتم ۔ حکایت شغال صحرائی کہ در خُم نیل افتادہ بود ۔
۱۶ ۔ " " ۔ " خرکہ پوست شیر پوشیدہ بود ۔
۱۷ ۔ شب ہشتم ۔ " کاسۂ سرکہ ہشتاد قتل کرد ۔
۱۸ ۔ شب نہم ۔ " شہزادہ کہ خدمت مار کرد و آخر بادشاہ شد ۔
۱۹ ۔ شب دہم ۔ " طوطی چوب کہ صدا می زد ۔
۲۰ ۔ شب یازدہم ۔ " غوک و ڈھونک و بھنور کہ فیل مست را کشتند ۔
۲۱ ۔ شب دوازدہم ۔ " ندیم بادشاہ کہ وقت خندیدن گل می ریخت ۔
۲۲ ۔ شب سیزدہم ۔ " بچہ طوطی و روباہ ۔ کہ در صحبت روباہ کشتہ شدند ۔
۲۳ ۔ " " ۔ " میمون کہ شطرنج بازی می کرد ۔
۲۴ ۔ شب چہاردہم ۔ " طوطی کہ میوۂ مثل آب حیات آوردہ بود ۔
۲۵ ۔ " " ۔ " سلیمان و آب حیات
۲۶ ۔ شب پانزدہم ۔ " زن و یوزبچہ کہ از مکر خود کُشت ۔
۲۷ ۔ شب شانزدہم ۔ " سوداگر بیوقوف و زن مکار او کہ با آشنا گریزاند ۔

۲۸ - شب ہفدہم — حکایت برہمن کہ بہ حکم بادشاہ دریا را دعوت دادہ بود

۲۹ - شب ہجدہم — " نکو فال - خالص و مخلص -

۳۰ - " " — " حضرت موسیٰ و باز و کبوتر

۳۱ - شب نوزدہم — " دختر راجۂ بابل -

۳۲ - شب بستم — " شاہ روم و شہزادی شام و عقد ایشان -

۳۳ - " " — " گفتن شار و فرزند تاجر کہ بدکردار بود و زن خود را کُشت -

۳۴ - " " — " گفتن طوطی تاجر سمرقند بہزاد و زن او کہ فاحشہ بود -

۳۵ - شب بست و یکم — " دختر زاہد کہ تارک الدنیا شد -

۳۶ - شب بست و دوم — " زن پسر راجۂ بنارس کہ فاحشہ بود -

۳۷ - شب بست و سوم — " خواجہ فرعی اصلی و نقلی -

۳۸ - شب بست و چہارم — " برہمن و طاؤس شاہی -

۳۹ - شب بست و پنجم — " مسلمان کہ در ماہِ رمضان روزہ نہ داشت -

۴۰ - " " — " راجہ کہ زبان جانوران می فہمید -

۴۱ ۔ شب بست و ششم ۔ حکایت راجۂ ماچین و شہزادی دیپک نگر۔

۴۲ ۔ شب بست و ہفتم ۔ " بہرام شاہ و دختر عالم کہ تارک الدنیا شد۔

۴۳ ۔ شب بست و ہشتم ۔ " بادشاہ و مارِ احسان فراموش ۔

۴۴ ۔ " " ۔ " عبد الملک تاجر و حجام بیوقوف۔

۴۵ شب بست و نہم ۔ " زن زاہد کہ فاحشہ بود و مرغ ہفت رنگی۔

گولکنڈے کے آخری ملک الشعراء کی آخری تصنیف جو پہلی مرتبہ طبع کی جارہی ہے قدیم اُردو ادب کے شائقین اور ادبی تحقیق سے شغف رکھنے والوں کے لئے ایک لاجواب تحفہ ہے ۔

منڈی میر عالم ۔ حیدرآباد دکن
غرۂ ذالحجہ ۱۳۵۷ھ
۲۳ ۔ جنوری ۱۹۳۹ء

میر سعادت علی رضوی
ایم، اے

ملا غواصی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

خدایا جودانا ہے توں غیب کا ہے ستّار بندیاں کیرے عیب کا
(ہے — بندوں — کے)

نہ آکار تج ہے نرنکار توں نہ چوں و چرا سوں دھرے کار توں
(روپ — ہے — منزّہ — رکھے)

سدا حیّ اپیں کھاتا سو تو نچ جیواں مارتا ہور جلاتا سو تو نچ
(زندہ — اپنے آپ کو — جان — اور)

تیرے راز تے کوئی آگاہ نئیں تصوّر کوں تیری طرف راہ نئیں
(توہی — تصرف)

کیا خاک تے آدمی پاک توں کرنہار آخر کوں پھر خاک توں
(سے)

تج اگے سکے کون دم مارنے تیرے حرف پر یا قلم مارنے
(تیرے آگے — مٹانے)

دھریں آس سب تیری درگاہ کی کریں بندگی سب تج اللہ کی

اچنبا تیری کارسازی دسے اندیشہ کوں یاں محض بازی دسے
(عجیب — دکھے — فکر)

جہاں لگ جہاں میں نشیب اوچ ہے سو دریائے قدرت کی او موج ہے
دریا کوں تو موجاں بہوت ہیں ولیک یو دنیا سو ہے کمتریں موج ایک
دسے گھال اس موج کیرا اُچھال کدھیں ستو لیں ہور کدھیں اوپرال
تو اُس موج میانے تے اے کارساز سلامت سیتی کاڑ میرا جہاز
دوجا چرخ جو گھٹ ہے کینے منے ذرا مہر نئیں اُس کے سینے منے
جو دلگیر ہو تج تے جس پاس جاؤں تو کچ ذوق راحت کسی تے نہ پاؤں
کروں جس سوں یاری تو اغیار ہوئیں چلوں مُور ہو میں تو او مار ہوئیں
وفا سوں رکھوں جس کے پاواں پو سر تو میر یچ سر پر رکھیں پاؤں پھر
کتا تن ہر ایکس کے دیوں جور کوں خدایا انپڑ توں میرے غور کوں
دے ہمت جو ایسیاں تے پاؤں خلاص تسیوں عشق یے دغدغا لاؤں خاص
اگرچہ گنہگار ہوں میں بڑا پکڑ ہات یک اوچ کوں انپڑا
سراسر تو ناپاک میرے ہے خاک ولے توں دیا ہے سو منج جیو پاک
میں آلودہ ہوؤں تو کچ غم نہیں کہ تیرا کرم مج پو کچ کم نہیں
بُرا ہوں کہ میں کچ بیانوں بُرا بُرے ہور بھلے کا ہے توں آسرا
تجاوز نہیں ذرہ اس بات میں کہ سب کا ستر ہے تیرے ہات میں

مجے مہر کر مہر اسے مہرباں / جو ہوؤں سرخرو تج تے دونو جہاں
سچ ہے جو یو عمر برباد ہے / ولے ہر گھڑی توں مجے یاد ہے
اگر سوؤں یا جاگتا میں اچھوں / تیرا ناؤں تو لیوؤں ہر کئیں اچھوں
ولے کیوں لکھا ہے سو ہووے نہ فام / ہے امید تو مج کوں تیرا تمام
یونا ہو کہ جو دلبراں نازسوں / کیاں چال منج راکھ طنّاز سوں
سو جلنا چ کافی ہے یاں مج کو یوں / قیامت کوں پھر واں نکو جال توں
خجل ہوگکوں یانچ میں تل بہ تل / نکر حشر کے دیس پورا خجل
ندے ہات میں مج کو دوزخ کیرے / مبادا میرے ننگ تے وہ جلے
میں کیا ہوں جو تج کو کہوں یوچ کر / تو قادر ہے تج بھاؤ تا تیوچ کر
کہ میں ہوں گنہگار مج موں کہاں / جو تج کن مگنوں میں کہاں توں کہاں
ولے لطف سوں مج طرف دیکھ پھر / رکھیا ہوں تیرے آستانے پو سر
فرح بخش منج دل کی زاری کتیں / شگفتی کر دکھا منج دوکھیاری کتیں
نہ رد کر قبول انکساری مری / ترت دور کر بیقراری مری
بندا میں غواصی خداوند توں / دوکھی کوں کرنہار خورسند توں

نعت

رتن خاص دریائے لولاک کا　　　　جھلک لامکاں نور افلاک کا

محمدؐ نبی سید المرسلیں　　　　سدا روشن اُس تے ہی دنیا و دیں

عدم میں تے عالم کوں پروردگار　　　　اوسی کے کیا نور سوں آشکار

رواج آفرینش کیا سو وہیچ　　　　چراغ اہل بینش کیا سو وہیچ

ازل محض اوس کا خزینا دِسے　　　　ابد عین اوس کا مدینا دِسے

ہوے ختم اس پر نبوت کے گُن　　　　بجے طبل اُس کا قیامت لگن

نم اُس کی دِسے لطف کا سلسبیل　　　　مکھی اُس کے ہے شہد کا جبرئیل

حرم کبریا کا سو اوس کا مقام　　　　بندا شمس ہور بدر اوس کا غلام

جو کوئی اوس کے دم سوں ہے ہمدم سدا　　　　اچھے دو جہاں میں وو خرم سدا

نِرادھار پاپی مرے سار کے　　　　ہیں امیدوار اُس کے دربار کے

رسول عرب ہور عجم آج وو　　　　رسولاں کے سب سیس کا تاج وو

وہی دین کا کام بالا کیا　　　　بُہجن کفر کوں کر اُجالا کیا

ہے دو جگ پہ فرمان اوس کا رواں — گدا اوس کے درگاہ کے خسرواں

مطیع اوس کے سب حاملاں عرش کے — تیواسیاں فلک اوس کے ہیں فرش (قالین) کے

دسیں سیوک (غلام) اوس کے چارے تمام — کنکر (سنگریزہ) اوس کے انگن (صحن) کے تارے تمام

جو تیزی براق اوس کے ہے ران (اسپ) کا — سچا برق ہے وہ تو اسمان کا

نہیں کوئی اُس تے بڑا قدر سوں — بڑا سو وہی قدر اور صدر سوں

حبیبِ خدا خواجۂ کائنات — ہوئے اوس تے نابود لات و منات

سجے (زیب دے) اوس نبوت کی انگشتری — کہ پائی صفا اُس تے پیغمبری

محمدؐ وہی ہور علیؑ بھی وہیچ — نبی بھی وہی اور ولی بھی وہیچ

دیکھن ہار جو کوئی ہے ان دو میں فرق — ضلالت (گمراہی) کے دریا میں جم (ہمیشہ) ڈوبے غرق

جو کوئی منکر اُس کے اچھے شرع تے — نہ کیوں خوار ہوئے اصل (جڑ) ہور فرع (ڈال) تے

بڑے بخت جو میں غواصی غلام — ہوں ایسے نبیؐ کا علیہ السلام

سدا پاؤں سکھ میں اُسے یاد کر — ہزاراں دُرود اُس کی اولاد پر

در مدح بادشاہ گیتی پناہ سلطان عبداللہ قطب شاہ

نرنجن کی توفیق کا نو بہار — جو مج دل کوں بخشا صفائے شمار

ہوا تازہ جیوں باغ میں فرح سوں — کیا گل فشانی نوی طرح سوں

کہ الحق لطافت بھرے یو گلاں — ہے جیواں کے کاناں چ کے یو گلاں

جو کوئی اُس گلاں میں تامل کرے — کلی سبار کھل آپسیں گل کرے

اگر اُس گلاں کا جو ٹک پائیں باس — دلاں بلبلاں ہو پھریں آس پاس

کہ ہر گل کوں سرخی ہو میں قدح سوں — کیا ہوں کرم شاہ کی مدح سوں

کہوں کوں دو شہ جہانگیر ہے — جو اُس کا علم آسماں گیر ہے

مہاراج سلطان عبداللہ ناؤں — ثریا کے تارک پہ اوس کا ہے پاؤں

کہیں قدسیاں صاحب صدر اوسے ،، — کہ ہر شب سو ہے جس شب قدر اوسے

شرافت میں گرد اوس کے نعلین کا — ہے سرما چندر سور کے نین کا

دیکھت نور ور طالع اُس راج کے — صفادار روشن دلاں آج کے

کہیں یوں بحق علی ولی — کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی

سچیں آج اے خسرو نیکنام ہیں اوس کیچ آثار تج میں تمام

تو اس دھات سیتی تجکوں ہر دیس رات سلام آکرے چاند تاریاں سنگات

طرح دن سانج

جہاں تے تج اس دھات توفیق اچھے یو رتبہ ترا کیوں نہ تحقیق اچھے

نہ یو فیض ہے آج کل تے تجھے نوازیا ہے خالق ازل تے تجھے

یہہ

سچا توں ملک ہے بشر نوئے توں خداوند روئے زمیں ہوئے توں

نہیں ہوسکتا

دعا گو سو تیرے ہیں افلاکیاں ہوا خواہ تیرے سو ہیں خاکیاں

توں وہ آج بھوگی جواں مرد ہے ۸۰ جو دیو اندر ایسا یہاں گرد ہے

نیک بخت راجہ اندر

فلک سو ہے تابع تیرے عزم کا سُرگ بن سو سایا تیرے بزم کا

جنت

سکیاں سوں تو نکلے کرن گشت جب تو سنگار بن ہو دسے دشت سب

عورتوں کے ہمراہ کرنے چمنستان

دیکھت عیش کا عین گہناں تیرا کریں مدح جہاڑاں سوں چمناں تیرا

دیکھکر زیور تمنا

کلیاں کھول انکھیاں دیکھیں بہو جوراج کہیں چاند پھرتا ہے تاریاں سوں آج

بہت

دنیا میں جو کچ بھوگ کا ہے نشاں مرتب دسے تج پہ اے گن نداں

عیش

شجاعت میں دیکھوں تو اے شیر گیر ادک سخت گیر ہے ولے دیر گیر

بہت

جو توں ہو کرے حملہ یکیار کا اُٹھے شرق تے غرب لگ مارتا

پھر آوے جو تیزی کو راناں منیں پڑے زلزلہ آسماناں منیں

اسپ

سپرب دَل سوں توں جائے جس باٹ تے — زمیں گھابری ہووے چھل کاٹ تے
ہو بیتاب دیکھ تج جلالت کی تاب — نہ ہوں پر کھڑا ہو سکے آفتاب
جو کڑ کڑی نظر سوں چڑاوے تو بھوں — جھڑیں ڈر تے باگاں کے پنجیاں کے نھوں
دیکھت تج بہادر کے نیزے کی جھال — نپٹ گڑبڑا او گری ہوے اُبھال
سنے جب ہیبت تیرے گرز کا — تو سینا پھوٹے کوہ البُرز کا
ہنسے تو چندر مکھ تے تارے جھڑیں — کرے قہر تو گرم انگارے جھڑیں
ولے حلم سوں زیر غصہ کوں کر — ہوا ہے مہربان توں خلق اُوپر
اگر نئیں تو دھاکوں سے تج شاہ کے — اوڑیں فاختے مہر ہور ماہ کے
سخاوت میں جو دیکھتا ہوں تجے — سو تج باج نئیں کوئی دستا مجے
کہ یک دیس کا دان تج لال کا — خرچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا
تیری انگلیاں ہیں جو چھیلیاں دسے — خدا کے خزینے کی کیلیاں دسے
عجب کچ ہے تج شہ کی بخشش کی دھات — بغیر دیو نیکے ہنیں تج تیں بات
برستا سو دیک ابر تج ہات کا — بھگیا اشتہا طمع کی ذات کا
دَلدّر تیرے ملک تے پاؤں کر — رہیا جا کے پاتال میں ٹھاؤں کر
تیرا لطف اے شاہ عالی صفات — دسے خاص ہور عام پر ایک دھات

ڈوبے تھے ہنرمند سو بھیر کر — نکل آئے تج دور میں تیر کر
دیا جیو پھر راگ ہور رنگ کوں — کیا دور سینیاں پو کے زنگ کوں
بُدیاونت مُلکے ملک کے تمام — تیرے شہر میں آ گئے سب مقام
تجے دیکھنے باٹ اگر پاؤتے — تو آسمان کے لوگ اُتر آوتے
کہ بے مثل راجا تو ایسا چ ہے — غلط نئیں مری بات یو ساچ ہے
کیا مج غواصی کوں توں نے نہال — کروں کیوں نہیں شکر اے جگ اُجال
الٰہی توں اوس شہ جہانگیر تے — لطافت کے اس سمد گنبھیر تے
قلمرو کوں کر تازہ جوں نو بہار — بحق علیؑ شاہ دلدل سوار

در سبب نظم این داستان گوید

اجو آیا نکل دیس اقبال کا — ہوا شاد سینا مرے حال کا
صفا آرسی طبع کی پائی پھر — نوی دولت ایک مو کھ دکھلائی پھر
مرے بخت کا دیک تارا توی — کیا آزمانا مری بیروی
دیا مہر کر چرخ نیلی مجے — نوے گنج خانے کی کیلی مجے

نکھی جمعیت ہور آرام کا   ہوا پھر مسخر مرے دام کا
گیا زنگ سب دل پو کا پھانک کر   لگیا دیکھنے مج طرف جھانک کر
اُس خیال کوں دے بلند دھانوکے   بدل نیں کہ منج کوئی بد نانوکے
نہ رکھ کونڈا اپس کو کلی سار ویں   نکل آئیا پھول ہو بہار میں
چڑیا دیک کرہات بل بات کا   بجایا جہاں میں طبل بات کا
بدل ناؤں کے جو زباں آوراں   جلیچ بول کر گئے ہیں یکیک براں
سو وو حق کی درگاہ مقبول ہیں   کدھیں کو نہ کُملائے سو پھول ہیں
ہے مستی اُنہوں کی ہر ایک بات میں   کریں حظ ملک سُن سمٰوات میں
جو یک بیت اونوکی اگر کُئی پڑے   اثر ذات کوں بیگ بن مد چڑے
گئے شعر کوں جیو دے اکثر وہی   کیئے آپنا ناؤں بر تر وہی
دئے نس ہیں ذرہ لطافت کوں چھوڑ   سرس تھا سو لگیئے ہیں اکثر مڑ وڑ
رتن کہاں میانے جو عالی اتھے   رلجا چُن چُن اور کہاں خالی کیتے
عجب دو حریفاں تھے عالی مقام   اچھو اُون پو رحمت ہزاراں مدام
اُنو کیچ دولت تے ہر حال میں   کراپنی طبیعت کوں خوشحال میں
(جو دل طوطی نامہ پو دوڑائیا   مناسب مری عقل کے آئیا)

سو آپ میں کیا مست بن مئی وہیں　　ہوا بعد ازاں نظم کے یے وہیں
جو اُلبے رتن دل کے سمدور تے　　جو احسنت بولیں ملک دور تے
پرویا ہوں میں لیسے کنٹھال آج　　جو لے چاند سورج گلے گھال آج
ہوے کیوں نہ عالم میں مشہور یو　　نہ کیوں جاوے ملکے ملک دور یو
کہ ہر بیت میں ہے سمایا جُدا　　ہر یک بات میانے ہے مایا جُدا
نہیں یک وضع کی کہیں اسمیں بات　　ہیں باتاں تمام اسمیں کئی دھات دھات
حکایت سب اس میں کے خاصے اہیں　　کیتے جنس کے یاں خلاصے اہیں
دیکھے ڈھونڈ تو بند اسمیچ ہے　　سہیلیاں کے چھند بند اسمیچ ہے
نہیں داستاں ہے یو ہے بوستاں　　عجب کیا جو خوش اوس تے ہووے جہاں
کہ لک جنس کا اسمیں میوا ہے بار　۱۴۰　کہیں سیب ہور کئیں ہے انگور انار
بھریا ہے رنگا رنگ پھل پھول سات　　خزاں کوں سکت نئیں جو دوڑائے ہات
کہ پانی میں اپنے کلیجے کوں کر　　کیا اس نوی باغ شاہی کوں تر
کرے سیر اس باغ میانے جو کوئی　　سدا یو ثمر نوش جاں اوسکو ہوئے
لذت چاک میویاں کی جن ہووے شاد　　بھلا جو دعا سوں کرے مجکوں یاد

آغاز داستان سوداگر زادہ و زن او و خریدن طوطی و شارک

چُن اس گوہراں کے سمند کا گنبھیر — ہے غواص اس دور میں بے نظیر

سو یوں جوہراں کاڑ لیاتا ہے بہار — جو ملکِ ہندوستان میں ایک ٹھار
(نکال — جگہ)

کتے ہیں جو تھا کوئی سوداگر ایک — وجاہت منے پاک سیرت میں نیک

اَتَم بھاگ کا بھوگنی بخت وار — گھر اوسکا سو تھا عین بندر کے سار
(اچھے — قسمت — عیش پسند — بندرگاہ — مانند)

جتے اوس زمانے کے سوداگراں — اُوتے اسکے آنگے تھے جوں چاکراں

کیا تھا خدا یوں اوسے سرفراز — جو تھے ساتوں دریا اوپر اُسکے جہاز

شہاں پاس نئیں کچھ سو اُس پاس تھا — بکٹ نو رتن گنج نو راس تھا
(بادشاہوں — صرف — جواہر — انبار)

سدا تازہ تھا ذوق کا باغ اوسے — ولے فرزنداں نئیں سو تھا داغ اوسے

کتیک دیس پیچھیں سوں وو داغ جیوں — خدا کے کرم تے ہوا باغ جیوں
(دن)

ہوا گھر منے ایک فرزند اوسے — سو ویسا ہوا آج لگ نئیں کسے

نشانیاں سعادت کے لے ٹھار ٹھار — ہوا جگ میں اظہار یوسف کے سار
(مانند)

گھر اوسکا جھمکنے لگیا نور تے ستارا چل آیا مگر دور تے

کتیک دیس کوں جس ہوا وہ جواں سوویں باپ ہنگام اوسکا پچھاں

دن

بھنی ایک محبوب مہتاب سے لطافت میں نرمل نچھل آب سے

کم سن خالص صاف

ڈھنڈا اُنزت پیدا کیا کر نہ دیر کیا لاکھ خوشیاں سیتی کارخیر

جلد

کتیک دن کوں گھر میں تے جوں و جوں نکل بھار آیا نہ رہ سک براں

جاں

سو بازار دھیر سیر کرتا چلا نظر ہر طرف صاف دھرتا چلا

کی طرف

سو رانواں مکس کے دکھاہات میں جو مرغولتا ہے وو ہر بات میں

طوطا ایک

زباں پر اوسے یاد ہے سب قراں فصاحت پر اوسکے ہوا شاد ماں

ہوس دل میں اپنے دھرا بے شمار لیا مول راویں کوں دے ہون ہزار

خوشی سوں جو آیا پھر اپنے مندھیر اوٹھا بول رانواں کہ اے دستگیر

مکان

نمائش میں گرچہ موٹھی پر ہوں میں ولے علم کے فن میں بہتر ہوں میں

دیکھنے مشت

جہاں لگ جہاں میں ہیں اہل کلام ہیں حیراں مرے بچن تے تمام

سخن

کمینہ ہنر کچ جو ہے مج میں ایک کہونگا تسوں کھول اَزما کے دیک

تجھ سے

کہ جیسا اَنگے ہونے ہارا ہے کام سکت ہے جواب کھول بولوں تمام

آئندہ

کہ دو تین دن کے پچھے دیک یاں کہ آتا ہے یک کئیں سنئی کارواں

بعد

جنن پاس عنبر ہے اس شہر بیچ　　خرید آگر ہنہار ہے سب وہ ہیچ
وو ونا آئے لگ ہو خبردار توں　　وو عنبر سوئے مول یکبار توں
مری بات سن ہوویگا کامیاب　　ہے اس میں تجھے فائدہ بے حساب
ہو خوشحال اس بات تے وو جواں　　جنن پاس عنبر اتھا پا نشاں
لیا مول یکدھر ستی بے شمار　　لجا اپنے گھر میں بھرایا انبار
یکایک ایسے میں وو کارواں　　سو آیا وو رانوں کہے تیو پچ واں
طلب تھا سو عنبر لگے ڈھونڈنے　　نہیں پائے کئیں شہر میں کس کنے
وو عنبر بڑاں یو گنے مول سوں　　دیا اونکوں سنے کیرے تول سوں
چڑیا ہات اسوقت لئی مال اوسے　　نظر سو بھری پھر گیا خیال اوسے
جو ہر ایکدن دل منے شوق آں　　چلیا پھیر بازار کوں وو جواں
دیکھا ایک مینا کوں مٹھ بول خوب　　اوسے بھی لیا ہور دیا مول خوب
مرصع کے خوش ایک پنجرے میں چھوڑ　　رکھیا لیا کے رانویں کے نزدیک جوڑ
دے عقل رانویں میں کچھ اور تھا　　ہنر کے بلاغت میں ور زور تھا
کہ ہر بات میں باعبارت نوی　　کہے ہر گھڑی وو حکایت نوی
جو ناگاہ باتاں ہیں اوس جواں سات　　کہیا جو دریا کی تجارت کی بات

سو بہو تیج آیا اُسیں اوس کتئیں (خواہش) — دریا کے سفر کا سو کر عزم دیں
لیا بول دل میں جو بہتر ہے جاؤں — تماشا دیکھوں مال لے کچھ میں آؤں
غنیمت ہے فرصت کروں کیا درنگ — کہ دنیا کسی سوں نہیں ایک رنگ
وفا عمر کے تئیں تو چنداں نہیں — سدا ابن منے پھول خنداں نہیں
ایس میں اپے فکر کر اس وضا — توکل ستی دل سور کہہ بر قضا
لے طوطے کو مینا کو ویں ہات میں (رانوں ... شاد) — سو عورت کن آیا اوسی سات میں (ساعت)
گلے لا محبت سوں گذراں بات (لگا، ذکر کر) — وو دونوں پنکھیاں کوں سو دے اوسکے ہات
ہو مستعد گھر میں تے باہر ہوا — سو بیگی ستی ویں مسافر ہوا (پرندوں، جلد)
سفر میں لگیا مرد کوں جو درنگ — سو عورت کتئیں گھر لگیا سخت تنگ
نہ گمتا دیکھت وقت حیراں ہوی (گذرتا) — مسلّم ایس میں پریشاں ہوی (بالکل)
جو تھی گھر میں مماڑی سو جا وان چڑھی (بنگلہ کوٹھا) — ہلوں کھول کھڑکی نجھانے لگی کھڑی (کھڑکی)
سو ایسے منے یک چھبیلا جواں — پڑی اوسکو دیکھے تو دیوے بیڑاں (جواں)
بڑے دبدبے سات آتا دیکھی — سو اپنے طرف خوش نجھاتا دیکھی
جو تھا مرد کا عشق من میں اول (دل) — جو دیکھی اوسے سو گیا وہ نکل
نجھایا رخ اوسکا وہ چنچل جواں — سو ماریا وہیں عشق کا تیز باں (تیر)

جو اوس باں کی گھاؤ کاری لگی — انتر تیج دونوں میں یاری لگی

بہتر تے سواں جیوڑا اوارتی — امنگ سات اوں ٹونکتا بہارتی

یکایک نہ اس دہن کو بہار آئے جائے — نہ اوس جواں کوں بس کر جائے جائے

بہر حال اوس عشق پھاندے میں میل — چلیا اپنے مندھیر تازی کوں ٹھیل

بولا ایک بڈھی مکرزن کوں شتاب — دیا اوس ملکے خوش کیا بے حساب

کہا کھول راز آپنا اوسکے دھیر — سو منت پہ منت کیا پھیر پھیر

جو وہ مکرزن اوس دہن کے گھر آئی — وہ مہتاب سا مکھ جو اسکا نجھائی

دیوانی ہو اوسکی وجاہت اوپر — بلی جائیکر اوسکے قامت اوپر

بلالے ہلوں ویں رہ بچھانے لگی — بچھن کر کے سو چلانے لگی

بچھڑ مرد سوں رہی سو اوحال دیک — خوشامد سیتی کھائی جیفی ٹک ایک

بہر حال باتاں سوں اوس نرم کی — محبت منے جواں کے گرم کی

سو جوں موم اوسکے پگل دھیاں میں — کہی اوس بڈی کوں ہلوں کان میں

کہ دن عاشقاں کا سو ہے پردہ در — رین ہوئے تو آونگی اوسکے گھر

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جاں ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب اول و کشتہ شدن شارک و نصیحت پیش آمدن طوطی

(پد)

جگا جوت سورج اتم ذات کا
جو کر سیر سب دن سماوات کا
(یعنی اکرم وصفات)

ڈوبیا جا کے مغرب کے ظلمات میں
لگے دینے جوں دیوے رات میں
(چمکنے — چراغ)

سو وہ بے بدل نار چندر بدن
ہکوں لاجتی آئی مینا کدھن
(شرم سے — کے پاس)

کہی یوں جو اے توں ہے شیریں زباں
نہیں کوئی تج باج محرم یہاں
(بغیر)

نھنی عقل میں یک گئی ہوں نجاں
بہر حال کر منج توں خاطر نشاں
(نہ جان کر — رہنمائی)

لگیا دل مرا ایک نوے یار سوں
بھولے ہیں نین اوسکے دیدار سوں
(آنکھیں)

کہاں تے مہاڑی پو جا میں چڑی
جو آ منج اوپر ایسی بازی کھڑی
(کوٹھا)

دریچا توں اس باب کا مج پہ کھول
مل اوس یار سوں کیوں گموں مجکوں بول

سنی وو جو مینا نہ سننے کی بات
براں لیں اٹھی بول کر اوسکے سات
(یعنی براماں کر بول اٹھی)

کہ اے موہنی توں ہے ناری اصیل
سٹ اے نقش توں اپنے سینے تے چھیل
(عورت شریف — نکال)

ترا مرد ہوئے تیوں تجے کوئی نہوئے
کہ تج نار کوں نا سجے مرد دوئے
(دو)

کہ ہے پاک دامن تو ناریاں میں آج — بڑائی بڑی تج ہے ساریاں میں آج
وو شارو کے موں تے سنی جوں یو بیں — نصیحت پر اوسکی غضب میں گئیں
سٹی بھوئیں پہ وین سنکھ اوسکے مروڑ — سو مینا دئے تھرتھرا جیو کوں چھوڑ
کہ واں تے بزاں آئی طوطی کے پاس — مگر آوے اوسکے کدھیں تے وراس
سنا لیا پیرت کا جو تینا اوسے — کہی کھول سب حال اپنا اوسے
وو طوطا پچھان اوسکے من کا خیال — نہو گھا برا عقل اپنا سنبھال
کہا گر اسے منع کرتا ہوں میں — تو مینا کے نمنیچ مرتا ہوں میں
بھلا ہے جواب قال سے پیش آؤں — اوی کیچ ویں خیال میں میل جاؤں
وفا ظاہرا اوسکو دکھلاؤں کچھ — رکھوں شرم صاحب کی اس ٹھاؤں کچھ
تعقل کر اس دھات اوس نار سوں — ہوا بعد ازاں پیش گفتار سوں
کھیا یوں کہ اے شہپری نیک نام — توں عاقل ہو کے یوں غلط کی تمام
وو شارو نسوں گرچہ ہم جنس تھی — ولیکن کہاں عقل اوسکو یتی
جو انپڑا دے تجھ بیگ مقصود کوں — لیوے بانٹ تیرے نیاں سود کوں
کہ تھی سخت کو دن وو توں اسکے سات — نہ کہنا انھا آپنے دل کی بات
چھپا راکھ توں آج تے راز یو — مبادا سنے کوئی آواز یو

کہ ہر کیوں کرونگا ترا کام میں　　نکر باطن اپنا پریشان وین
کتنی طرح

نہ کئی توں مجے چھوڑ کچھ بُد کچی　　کرن جائیگی تو نہو سے سچی
عقل خام　　نہ ہوسکے

بزاں ہو یگا قضیہ تیرا بُرا　　ہوا تھا جو اوس ایک را وین کبرا
بعدازاں　یعنی قصہ　یعنی برا　　تھا

کتا ہوں سن وو قضیہ اے دمن تجے　　کہ خاطر منے یاد ہے وو سبے
کہتا　یعنی قصہ　عورت

حکایت سوداگرزادہ و زن بدکار و بگینہ ضایع کردن او طوطی را و نادم شدن

سینا تھا جو سوداگر یک بے نظیر　　انھا اوس کنے ایک طوطا گنبھیر

وفادار خوش فام شیریں کلام　　ہنر غیب کے تھا سمج میں تمام

کرے گھر کی سب دید بانی وہی　　دیوے نیک و بد کی نشانی وہی
نگہبانی

جو یکدن وو سوداگرے نامدار　　چلیا کرنے سوداگری ایک ٹھار

لگے دیس لئی بیگ پایا نہ آن　　تھی جاں اوسکی عورت لگی تلملاں
دن بہت　آنا　　جوان

جواں اوسکے باڑے میں تھا ایک خوب　　لگائی چھپیا عشق اوسے دیکھ خوب
محلہ

منگے جیو تو گھر بلا بھیج اُسوں　　کرے ذوق پھولاں سوں بھر سیج کوں

وو طوطا جو کچ ادن کرے سو بجھائے ولے موں پہ عورت کے ہرگز نہ لائے
(دیکھے)
مُنڈی شہپراں میں وو گر داں کر نجا نیچ تیوں چُپ رہے جان کر
(چھپا)
جو آیا وو سوداگرے نیک نام خبر گھر کی رانویں کوں پوچھا تمام
(یعنی اپنے مقام)
کنے کا جکچ تھا کہیا اوسکے سات دلے نیں کیا فاش عورت کی بات
کتنیک دن کو وو راز جیوں بھار تھے ہوا مرد پر ظاہر یک ٹھار تھے
(کتنے)
دل اس تے وہیں توڑ لینے لگیا ہلوں اسکوں آزار دینے لگیا
او نادان ناجان یوں دل میں لیائی کہ رانو بیچ تھے یو بلا مج پو آئی
(یعنی آپ سر)
کہیا ہے یہی راز سب کھول اوسے کیا گھات مج پر یہی بول اوسے
جو پکڑی وہیں ڈنڈ رانویں اوپر سو پنجرے میں تے کاڑ اوپاڑ اوسکے پر
(دشمنی) (نکال اکھاڑ)
پنچھے تل دیے میل ضایا اوسے ہوا اوس بڑا دکھ نہ پایا اوسے
(کوٹھے کے نیچے) (ضائع)
جو پوچھیا اوسے مرد رانواں کہاں دو ہٹ بول گیانی فراواں کہاں
(شیریں سخن) (عقلمند)
ہوا کیا وو کہہ کھول حالی منجے کہ دستا ہے پنجرا سو خالی منجے
زباں مکر سوں یوں وو عورت پھرائی بلی کھائی کر لیا کے وو پر دکھائی
(یعنی بلی کھا گئی کر کو پر لا دکھائی)
وو پر دیک کھالاک افسوس مرد غصا دل میں اُبلیا سو ناسوس مرد
(برداشت نہ کر)
قباحت سوں آزار دے بے شمار وہیں گھر تے عورت کوں بھایا بہار
(نکالا)

جو وو بھار کد گھر تے نکلی نہ تھی گلی ہور بازار چِنگلی نہ تھی
بھوکی ہور پیاسی ننگے پاؤں سانتھ یکیلی نرادھار ناکوئی سنگات
نکل شہر تے جو یکیٹ بھار آئی اتھا ایک روضہ سوا سٹھار آئی
کہی یاں تو نیں آدمی کا نشاں بغیر از زمیں ہور بغیر آسماں
یو روضا سو ہے مَٹ کسی خاص کا کہ دستا ہے یو ٹھار اخلاص کا
بھلا[۱] ہے جو میں اس ولی خاص سوں لگا دل کروں خدمت اخلاص سوں
کہ شاید مج اوپر مہربان ہوئے عجب کیا جو یو مشکل آسان ہوئے
چھنک نیر انجو اس صفادار ٹھاؤں رہی دکھ سوں گردالے ہات پاؤں
دورانواں جو پنجرے میں تے بھار کاڑ نکالی جو تھی او سکے شہپر او پاڑ
نہ ضائع ہو کیں سب بلا یاں تھے بانچ رہیا تھا وطن کر کے اول نے وانچ
دیکھا جوں او سے جھاڑ اوپر ال تھے او تر آئیا ویں ہری ڈال تے
چھپیا جا کے روضے کیرا ئیک ٹھار ہلوں آسرے تھے او ٹھیا یوں پکار
کہ اے موہنی یاں جو تو آئی ہے جو اخلاص ہمنا سیتی لیائی ہے
تیرے سیس پر ہے سو سب کیس کاڑ بھواں ہور پلکاں کے لے بال او پاڑ

ملہ ۔ یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

مجاور ہو یاں بیس (بیٹھ) چالیس دن — کسی باب دل کوں نہ کرے سنگن (سنگین)
ترا مرد تج سوں ملنہار (ملنے والا) ہے — تجے فتحیا بی اسی ٹھار ہے
سنی یو جو آوازہ درحال (اسوقت) او — سٹی کاڑ سب تن پو کے بال او
ہوا بے وضع روپ جاں (حسن) کا نہاں — نہ پلکاں نہ سرکوں پٹیاں (بال) نا بھواں
رہی جھیج سب تن سوں بھالو کے سار (مانند) — نکل آئیا موں تنبا لو کے سار
بُری سخت دسنے لگی عیب تے — ہوی مسخرا گی بڑی غیب تے (ن: ہوی مسخرے نے من)
او رانواں بزاں (بعد ازاں) آسرے تے نکل — نچھا اوسکوں یاں واں اوپر ہور تل (نیچے)
ادک تیز کانٹے تے (بہت) بی سخت بول (بن تیز ہول) — گلیا (گھوڑ) بولنے تائیں منقار کھول
کہ اے بے کٹر دہن (سنگدل عورت) اور انواں ہوں میں — نکالی جو تھی بگینہ میرے تئیں
میرے حق پو توں کچ بی نیکی نہ کی — خدا کا ہوا کھیل کیسا دیکھی
دوکھانے منجے عار تجکوں نہ آئی — پوچھیا مرد توکئی (کہی) بلی اوسکوں کھائی
بدی وو بدی یاں (پھل لائی) جو تیری اتھی — ہوا وو چہ حاصل جو بیری اتھی
پکاریا سو تھا منیج تجکوں یہاں — سکت نئیں تو مردے کوں ہے (بولی) یو کہاں
رنجانی[1] (رنج دی) تو توں کیا ہوا منجکوں — اچھوں بی وفادار ہوں تج سوں

ح۱ ۔ یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

نمک لئی ہے تیرا مری ذات میں — ادک شرمندہ ہوں میں اسبات میں

یقین جاں میں وُئی بندا ہوں قدیم — کرنہار (بہت) ہوں کام بھر مستقیم

سکت ہی جواب مرد سوں تج ملاؤں — تجے ہور اوسے ایک دل کر دکھاؤں

کئے ہیں جکئی لا کو چاڑے (چغلی کھاکر) یو کام — کروں شرمندے اونکوں سرتے تمام

دے دھیرک (دلاسا) اوسے اس وضا بے حساب — اڑیاواں تے درحال (اسی وقت) رانواں (بالکل) شتاب

سو اُتریا قدیم آپنے گھر میں جا — ولی نعمت اپنے کوں دیکھا بجھا

کیا بے نہایت دعا اوسکے تئیں — کہا یوں اے صاحب او رانواں ہوں میں

جو پنجرے میں تے کھینچ کر بھار کاڑ — بلی کھائی تھی منجکوں پھاڑ پھاڑ

سنیا جوں وُلی نعمت اسنے یو بات — عجائب لگیا اسکے تئیں دھات دھات (طرح)

سو بولیا اچھوں تو قیامت ہے دور — ہوا کیوں کنا پھیر تیرا ظہور

کہیا تب کہ اے بھوگنی نامدار — تیرا ناؤں (کہنا) روشن اچھو (ابھی) ٹھارے ٹھار (جگہ)

جو اپنی پیاری سندر نار (خوبصورت عورت) کوں — غضب بے سبب کر ستیا بھار توں

فلانے ولی کے سو روضے میں آ — رہی ہے پکڑ گوشہ بھی کئیں نہ جا

مہربان ہو وو ولی اوس اوپر — منج اپنی دعا سات پھر زندہ کر

دئے بھیج تج کن دیو کر گواہ — کہ ہے پاک تہمت تے او بے گناہ

اُٹھے ہیں دُندے (دشمن) اس پو طوفان لے — دو سب جھوٹ ہو یاں تے توں جان لے
جدھاں لگ تیرے گھر منے یں اچھا — نہ دیکھیا کدھیں کوچ اس تے خطا
چل اوس پاک دامن کیرے ٹھار توں — وفادار ہو مل وفادار سوں
لگی سچ اوسے دل کوں رانوں کی بات — اوسی تل (گھڑی) چلیا وہیں شتابی سنگات
دیکھت اپنی عورت کوں لایا (لگایا) گلے — سو باہاں (باہیں) کیرا (کا) ہانس (ہنسلی۔ طوق) بہایا (ڈالا) گلے
کیتے وضع سوں عذر خواہی کیا — لجا گھر اوسے بادشاہی دیا
اور انواں اوسے کام آیا ہی جیو لے — تجے کام میں آنہارا ہوں لعل
گر اے موہنی عشق سوں تج ہے کام — اندیشہ نہ کر کام کر لے تمام
شتابی بھی تج نکو کر درنگ — ہو اوس نور کے شمع کی توں پتنگ (پروانہ)
محبت لگانے جو لگتی ہے صاف ۳۲۰ نکر یار کا وعدہ ہرگز خلاف
جوں اسی بات پر او چنچل چھند بھری (عشوہ گر) — جو رُخ یار کے گھر کوں جانے کری
یکایک صبا (صبح) کا اوجالا ہوا — اوسے او اوجالا سو جالا ہوا
پریشان ہو پھیر جیت (دل) غم سوں لائی — نکل دیس (دن) آیا سو جانے نہ پائی
غواصی اُتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رَین (رات) تھے تو ہے دیس (دن) روشن صحی (صحیح) — ولے کال (دشمن) سو عاشقاں کا ہی

حکایت زرگر و نجار بجائے بتخانہ رفتند و حرافت کردند

جو ستار آسمان کا کھن سال ۔ سنا سور کا مس میں مغرب کے گھال
رپا چاند کا کھود مشرق کی کھان ۔ جو آنے لگیا سب جہاں جگ مگان
سوا و سرو قد نار سندر سو دھن ۔ جڑت ابرن سات سنگار تن
وہی دھک دھکاتے زرینے سینتی ۔ چلی راتوں کن جلتے سینے سیتی
زباں کھول اسوں بول اٹھی اس طریق ۔ کہ اے میرے من کے موافق رفیق
نہ جانوں کہ کیوں ہے مرے بھاگ آج ۔ لگی ہے سینے کوں برہ آگ آج
جو عقل آج لگ تھی مرے ہات میں ۔ کدھر گئی کی دستی نہیں ذات میں
اگر توں نہ کچ مہربانی کرے ۔ کرے کوں بھی اونشانی کرے
توں اس وقت اے صاحب عقل و رائے ۔ نہ کام آئے تو مجکوں کیا کام آئے
رضا دے جو میں واں تلک جانوں آج ۔ وصال اوس نوے یار کا پانوں آج
سنیا جیوں یو باتاں او دانوں گنی ۔ او ٹھیا بول کریوں کہ اے موہنی

دیکھت بے وضا حال ایسا ترا   یتا کچ منجے لاگتا ہے بُرا
جو کھول اس زباں سات کہیا نہ جائے   اتال اُس تے بیلار سہیا نہ جائے
تجے تا نہ مقصود کوں انپڑاؤں   قرار امن آرام ہرگز نہ پاؤں
ولے میں کہے تیوں توں کرنا بھلا   نہ کرنا گلا چھت دھرنا بھلا
جو منگنی ہے جا نیچ توں یار لگ   تو تن پر تے سب جڑت کے کا رنگ
مبادا طمع بست پر کراو یار   نکالے ننگی کر تجے بہائے بہار
نہ کئیں ووں ہووے تج میں ہوریار میں   ہوا جیوں بڑائی و سُنّار میں
سنی جوں او سندر سلونی یو بول   کہی کیوں اہے او سو کہہ منجکوں کھول
سو کہنے لگیا دیں کہ اے گلعذار   سنیا ہوں جو کس شہر میں ایک ٹھار
اتھے دو جنے مل کے جیوں بھائی بھائی   یکس اسمیں سُنّار یک تھا بڑائی
ہنرمند یک سینتی یک بے نظیر   ولے گردش چرخ سوں تھے اسیر
نہ لیائے نوائی کیرا تاب ویں   مسافر ہو دونو چلے دور کئیں
سو یک شہر میلنے کئے جا مقام   خبر جیوں وہاں کی لیے سب تمام
سو اس ٹھار بتخانہ ایسا دیکھے   جو تھے بُتلے سب اسمیں سُنیچ کے
ہوس سات واں خرچ کے لاک دام   کئے تھے جڑت ہر کیس کوں تمام

جمع کر لئے خاطر اپنا او دیک کلپنے لگے یوں کے اکیس کوں ایک
مٹ کر کہنے لگے

ہنر کوں تو چنداں نہیں روچ یاں نہ ہمنا کوں کوئی دیکھتا پوچ یاں
وقر

کسی کسب میں تو نہیں یاں نفا کدھاں لگ اچھیں سو سہتے یو جفا
کب رہیں سہتے

بھلا ہے جواب مکر سوں پیش آئیے سٹیں کسب یو بھیس اپنا پھرائے
ہم پیش آئیں چھوڑیں ہنر ہٹ پھرائیں

لے جب مال خوش مکر کا ہات میں کریں حال پیدا اپن ذات میں
سمرن

یوں ماہیت یاں کی سب فام کر نکل جائے فرصت سیوں یک کام کر
معلوم اصلیت

دیئے گوند اس وضع سوں دل منے دیئے سٹ او اسباب یک پل منے
ہم لئی سوچ

چلے دو وی بتخانہ میں ہس ویں عبادت کیے در پیٔے ہوئے بیس ویں
گھس کر بیٹھ

کتک دن کوں واں کے پوجاری تمام ہوئے معتقد مکر اون کا نہ فام
ہم کوں کر سمجھ

دکھت جفت اوں کی عبادت کیے دھات دیئے واں کی کیلی کلف اونکے ہات
ہم دیکھے جب انوکے طریقے کنجی قفل

کشش میں اُن سات سینا نہ توڑ خجل ہو چلے وانے بتخانہ چھوڑ
خضوع وخشوع ہم کا جو دیکھے ہیں طور

او جوں غل تے بتخانہ خالی جو پائے ہلوں شہر میں مَیں یک دیس آئے
گھس کر روز

کہے اس پوجاریاں کوں یوں مکر سات کہ سارے بتاں ٹیک ہو آج رات
ہم بچاریاں

ہمن خواب میں آ کو یوں بول اٹھے کہ سب لوگ یاں کے ہمن تے توٹے
ہمارے

جو دھرتے تھے ہمنا اوپر اعتقاد نہیں کوچ دستا او ڑیا ہے سواد

نہ رہے ہیں یاں نکل جائینگے ‌ ‌ ‌ یکٹ دور کئیں یاڑ بلکائینگے
سنے یو بچن جیوں پو جاری تمام ‌ ‌ ‌ ہو ہیبت زدے آہ مارے تمام
قرار اپنی بد اعتقادی پو کر ‌ ‌ ‌ پڑے آ اُنن دوتی کے پاؤں پر
جو پھر اُٹ کھڑے ہوئے روبرو ‌ ‌ ‌ کہے یوں جو ہیں تم ہمارے گرو
عبادت ہمیں سب سٹے سو سیچ ‌ ‌ ‌ ہو کاہل ان تے توٹے سو بیچ
ہوا ہے ہمن تے بڑا یو گناہ ‌ ‌ ‌ تمن بن ہمن کوں نہیں کوئی پناہ
پھر اتبار واں لگ تمیں جاؤ آج ‌ ‌ ‌ منت کر گنہ سب کے بخشاؤ آج
نکل یاں تے نا جائے تیوں منگ لیو ‌ ‌ ‌ تماری عبادت کی سوگند دیو
ہو اس وضع عاجز و نادان سب ‌ ‌ ‌ پھر اُس ٹھار انو کوں دئے بھیج تب
سو فرصت اُنو کوں غنیمت ہوا ‌ ‌ ‌ گیا شک سو ہمت پو ہمت ہوا
نہیں دیک کوئی ویمن آدمی رات کوں ‌ ‌ ‌ چڑیا دیک کر خوب بل ہات کوں
او سُنئے کے تیلے سو کاڑے تمام ‌ ‌ ‌ بچا دور کئیں بھیں میں گاڑے تمام
جھنجر کینچ ویں شہر میں ڈور آئے ‌ ‌ ‌ سینا کوٹ لے کمر سوں فل او چائے
کہے[1] آج تو سب تماں نھاس گئے ‌ ‌ ‌ نجانے چھپے کاں کس آکاس گئے

[1] نسخہ (ب) میں یہ شعر نہیں ہے۔

نہیں کوئی معبود دوجا (دوسرا) یہاں — کہو اب کریں کس کا پوجا یہاں

اگر کوئی تمیں سَت (ایمان) نہ بدلاوتے — تو ہرگز نکل یاں تے ناجاوتے

ستم تن پو کے کپڑے لوگاں میں پھاڑ — نپٹ (بہت) واں کے لوگاں کوں سب دُکھ میں پاڑ (ڈال)

چلے روتے پھیر بتخانے کوں — نہ سمجھے نمن (ویسا) کوئی اس بھانے کوں

رکھے ایسیں گردان یک سانزا (بمعنی مدت) — ہوا جوں ٹھنڈ اگرم او جانزا

رضالے ہلوں واں کے لوگاں کے ہات — چلے او بتاں کاڑلے راتے رات

خلق واں کی احمق دیوانی تمام — دغا کوں ان کے سکے کئی نہ فام

خدا کوں جکوئی چھوڑ سَت (ایمان) بت پو لیائے — سو کیوں او دغا اس و ضاسوں نہ کھائے

جوں او دوئی او باش واں تے نکل — غنی ہو اپن شہر کوں آئے چل

رکھ او مال یک ٹھار اپن جان سوں — خرچنے لگے عقل اور گیان سوں

کتک دن کوں ایمان بدلا سُنار — رکھیا جوں نظر طمع پر بے شمار

نلپٹ (اکیلا) کاڑ او مال اس ٹھار تے — چھپایا لجا ہور کئیں یار تے

نہ جا نیچ تیوں سادگی سار (کی طرح) او — بڑائی سوں گمنے لگا یار ہو (مرد۔ منگنے۔ پھرنے)

ضرورت کی اک حاجت انگے جو آئی — لے سُنار کوں او بچارا بڑائی

چلیا واں تے کچھ کاڑ لیانے کے تئیں — نہ تھا واں سو ایسے میں سُنار وہیں

منڈا سا پھرا باند بولن لگیا — زباں غیر باتاں سوں کھولن لگیا
گردن۔ دستار۔
کہ اے یار کم عقل توں یار ہو — دغا خوش دیا یاں طمع دار ہو
یو جاگا تو تج ہور مج باج کوئی — سمجھتا نہ تھا دوسرا آج کوئی
پھرا دل خیانت کیا سو تھینچ — چورا مال یاں کالیا سو تھینچ
تو ہی
کتے دیس کھاگا منجے چھوڑ توں — میلاگا کہاں منج ساجوڑ توں
دن کھائیگا
نظر تو پڑی بیوفائی تری — کہ بس آج تے آشنائی تری
بن بس ختم
سن اے پر کمرّی بات گم ہو بڑائی — یکایک نہ ٹٹے اس سوں ناکر بُرائی
علیحدہ ہو
لیا دل میں کہ یوں کہ میں تو یو کام — کیا نیں ہوں ہے یو خدا کو چ فام
ن۔ دغا خوش دیا کر طمع دار منج
چورا اب یو کرتا ہے بدنام منج — دغا دینے منگتا ہے یو خام منج
اگرچہ ہے ناحق پو یو نابکار — خدا آپ سکتا ہے یاں حق بچار
سمجھ
سمج سات اس دھات سوں کھول ہوں — کہا اوس دغاباز سنار کوں
کہ اے یار توں جے کہے سو سیچ — سراسر خطا سو اہے منج تیچ
ولیکن خدا کوں ڈر اس ٹھار توں — کہ توں یار ہے کیا کہوں یار سوں
نہ لے سوں میں اس مال کا کوچ ناؤں — نہ لے ناؤں میرا توں جا اپنے ٹھاؤں
ونگا
کہ تج ہور مج بن یو کس فام نیں — منجے آج تے تج سوں کچ کام نیں

او سنار جوں نرم پایا اوسے ہوا خوش پچھا کر لئی او مال اپے

ولے پھیر دغا کھائیگا سو نہ جاں سٹیا آپنے دل تے دھوا او گماں

بڑاں او بڑائی سو عاقل گنبھیر کیا فکر گھر بیس خوش بے نظیر

سو سنار کی شکل کے دھات سوں کیا راس پتلا اپن ہات سوں

بنایا سلا کپڑے و بیسچ اوسے رکھیا ایک گوشے میں گھر بیچ اوسے

بچے ریچھ کے کئن تے دو لائیا اسے پتلے کن باندکر بھائیا

سو بھر دور میں اسکے چارا تمام کھلانے بچیاں کوں لگیا صبح و شام

ہوئے سلگے پتلے سوں یوں او بچے او سکے مگر پیٹ تے نیب سچے

جو جاگے پوتے ٹک اوپتلا ہلائیں تو اسکیچ ویں پیٹ لگ دوڑ جائیں

سلگ خوب اسوں او بچے لائے دیک کیا اپنے گھر مہمانی خوش ایک

جتیاں عورتاں دوستداراں کی تھیاں بلایا تو آیاں گھر اسکے و تیاں

نہ رک دل میں کچھ ہور نکر کچھ برائی او سنار ہور اسکی عورت بی آئی

جو تھے فرزنداں دو سو دو جوہراں لیکر آئے سنگات آتے براں

ملے داٹ جوں گھر میں مہماندار ویں ایسے منے او بڑائی عیار

چھپا او سکے دو فرزنداں کوں کہیں بچے ریچھ کے بھار کاڑیا وہیں

دیا چھوڑ مہمانداراں میں جا / دیکھے جوں او سنار کاموں بنجھا (بغور)
نہ لا شک وہی پوتلا (پتلا) کر خیال / لگے پھیرنے خوش سوا و سکے دنبال (پیچھے)
وہیں او بڑائی سوا سوقت پر / فلانے کے پنگڑے (فرزند) ہوئے رینچہ کر
پکاریا گلا کاڑ کر شور سوں / ہوا غُلبلا (شور) گھر منے زور سوں
ملے لوگ باڑے (محلہ) کے سب اوس گھڑی / کہ جیں نین سو ہوی مسخراگی بڑی
ہوا خلق حیراں اس ٹھار کا / رہیا کام سو کچ ہو سُنار کا
سو کچا (شرمندہ) اپے گھر میں تے نکلیا بہار / لگے او بچے پیٹ بے اختیار
جو کوئی مار کر دور کرنے کوں جائیں / نہ چھوڑیں اُسے دوڑ اُس پاں آئیں
سو ہر کوئی اس نحس کا دیکھ دھات / صحی (صحیح) ہے کی سچ بڑائی کی بات
کہے سب جو گر اسمیں ادراک (عقل) ہوئے / بھلا جو گناہاں تے سب پاک ہوئے
عجب نیں جو کر لطف پروردگار / کرے او سکے پنگڑیاں (بچوں) کوں اول کے سار (طرح)
تماشے تے جوں کم ہوئے لوگ سب / او سنار سو کہہ لیا دل میں تب
جو میں اوس سوں نا ہووں تا بے وفا / تو نا دیکھتا خلق میں یو جفا
کپل مکر پیدا کیا او اندیش (سوچ کر) / عجب وضع سوں منج کیا سب تپش
خطا (بڑا) منج کدھن پیچ (کی طرف) آیا اول / ہوا سب منے تو مرا سیس (سر) تل

بھلا اب جو او سکے پکڑ لیوں پانوں — دے او مال او سے فرزنداں اپنے پانوں
چلیا بعد ازاں وویں گھر اوس یار کے — رکھیا سیس جا پگ پر اوس یار کے
ادک عذر خواہی سوں تسلیم کر — دیا لیا کے او مال تقسیم کر
ملیا یار ہو دل سے ڈھونڈ کوں — لیا منگ اس دووی فرزند کوں
گیا آپنے گھر کوں پایا قرار — ہوا یو قصا ٹھار ٹھار آشکار
طمع اس وضا کی ہے سن اے موہن — کسی کا نہ کوئی نیں دیکھیا ہے من
اگرچہ او دو یار تھے ملکر ایک — ہوے یار اغیار او مال دیک
اسی واسطا بولتا ہوں تجے — کہ ہے بولنا تج کوں واجب منجے
خوشی کا سمند کرلے سینا اتال — ترت کاڑ تن تے زرینا اتال
تجے کام سو یار سوں ہے تمام — نہ کی تجکوں بستاں سوں ہے کوچ کام
بڑی رات ہوئی مستعد بیگ ہو — جو منگتی ہے جانے بجد بیگ ہو
جب او سندری تن پوتے کاڑ بست — منگی جاؤنے عشق کے مد سوں مست
ہوا نور وویں صبح کا آشکار — سو رہی تہج اپس میں نہ نکلی بہار
غواصی اتم رین کالی دراز — یقین جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت زنِ لشکری مردِ خود را گلدستہ دادن و بادشاہ امتحان نمودن

گگن (آسمان) بن تے جھڑ جوں گل آفتاب ٭ لیا آپیں بھُیں (زمین) میں مغرب کی داب
کنول چاند کا نِرملا (صاف) بے بدل ٭ چمن تے جو مغرب (سے مشرق) کے آیا نکل
شگفتا ہو تب چلبلی او نگار ٭ لٹکتی چلی چھب (ادا) سوں رانویں کے ٹھار
مٹھے شکر ایسے ادھر (اب) کھول اُسوں ٭ لگی بولنے یوں مٹھے بول اُسوں
کہ اے میرے پنکھی خوش آواز کے ٭ اے بلبل مرے گلشن راز کے
نہیں ٹھارتا من (دل) مرا آج کئیں ٭ مرے درد تے تج خبر ہے کی نئیں
توں اے وقت نیں جو کرے کچ درنگ (دیر) ٭ رضا دے ترت منجکوں آئی ہوں تنگ
نہیں اس تے پیلاڑ (زیادہ) کچ منج میں تاب ٭ کہ عشقوں تے او سکے ہوی ہوں خراب
سن اس بات کوں او پنکھی بے بدل ٭ کھیا یوں جو اے مدکی ماتی (عشق مست) چنچل
سبب آپنا من (دل) توں لیتی ہے گال (گداز) ٭ اپس کی توں کرتی ہے یوں پائمال
نہیں گنج اگرچہ کِسے باج (بغیر) رنج ٭ ولے بیگ (کیوں) جا آج نس (رات) پاڑ گنج

مبادا سفر سے ترا مرد آئے تری ہونس رہ یوں تیرے من میں جائے
بزاں شرمندگی ہوئیگی یار تے ہوا ایک راجا جوں یک نار تے
کہی کیوں ہوا شرمندا او سو بول سو بولن لگیا اے بچن رول رول
سنیا ہوں جو تھا کوئی اک لشکری اسے ایک عورت تھی جوں شہپری
مکھ اس نار کا چودواں چاند تھا دل او لشکری اوس سوں لئی باندھتا
او دک گن میں بے مثل ناری تھی او وفادار ہور ست میں ساری تھی او
ولے او سپاہی زمانے پو جا اچھے اوسکی رکھ دیک میں جا بجا
دیوانا ہو گھر میں تے نکلے نہ بھار گذرنے لگی مفلسی بے شمار
او عورت سندر گنونتی بے نظیر کہی عقل سوں ایک دن مرد دھیر
اگر گھر تے جو توں نہ نکلے بہار تو کہنا چلے کس وضا روزگار
نفا نیں دیوانا توں ہونے منے رکا اس عشق کوں باندکو نے منے
میلا چاکری توں نکل گھر تے بھار کہ ہے چاکری مرد کیرا سنگار
سنیا یو بچن او ستے جوں لشکری کہیا سچ کہتی ہے توں اے گن بھری
ولے غیرت اکثر ہے مانع مجے کروں کیوں کنارے ایس تے تجے
یکیلی تجے سٹ دے کس دھات جانوں کے جانے کوں آتے نہیں میرے پانوں

بڑا عذر ہے منجکوں سو یہی — سن اے بات عورت اوسے یوں کہی

کہ یے تجکوں جو عذر حائل ہے پیش — سو باطل ہے او عذر دیک توں ان اندیش

جو کوی نار ہے پاک دامن نچھل — ست (عصمت) اوسکا کدھیں کوں نہ جاوے نکل

جہاں لگ ہے بد فعل عورت چہنال — رہے نا جتا کچ رکھیں اوس سنبھال

سنیا ہے کہ تھے یک ایک جوگی مدام — نہ عورت کوں اپنے تیا صبح و شام

پھرے پیٹ سوں باند بنو (جنگل) اس او — سو ویسے پو گئی (بھروسہ کر) تنو جنیاں پاس او

کتی ہوں سن اسکا کتھا (قصہ) اے سجان (ساجن) — کتے ہیں جو تھا اک دل آور جواں

دلے او سکوں عورت کی غیرت نہ تھی — سوا سکیچ عورت اُسے اس پو تھی

منگی یک نس (رات) از ما نے انکار سوں — سو گل لاگ (گلے لگا کر) سُتی (سوئی) ہل ہور یک نار (عورت) سوں

جو مرد آئیا بھارتے گھر منے — دیکھیا دوئی کوں ایک بستر منے

پرایا مرد کوئی ہے کر پچھان — ذرہ اوس گھڑی دل میں غیرت نہ آن

کھیا کون ہے اُٹھ مجے سونے دے — کہ آئی ہے نوبت مری ہونے دے

جوں آیا ہے توں تیوچ جا ڈر نکو — بچھانے منے ڈرتے تک بھر نکو

سن اے بات او سخن بڑیاں کھول ہوں — سو ویں اٹ کھڑیاں ہور کھیاں اے جو تو

دلاور ہے نامی دلیراں میں آج — سچا شیر نر ہے توں شیراں میں آج

تجے رشک اس ٹھار پر آئے نا — ہنیں رشک آیا سو کیا ہے کتا
بزاں نا چھپا دل میں او مرد ویں — لگیا بولنے یوں کہ یکدیس میں
یکیٹ ایک جنگل میں جاتا اتھا — دکھیا یک ہتی کوں جو آتا اتھا
اتھا پیٹ پر او سکے جیو ڈھل ایک — مری عقل گم ہوی او جیو ڈھل دیک
کیا ہیبت اسکا مرے من میں ٹھار — سو یک جھاڑ پر جا ہوا میں سوار
بغیر دھوپ واں چھانوں بی کئیں نہ تھی — سو آیا او سی جھاڑ تل او ہتی
سو ویں پیٹ اوپر تے او جیو ڈھل اتار — چلیا آپ چرنے یدل ہور ٹھار
سو یکنار جتنا سراؤں سبجے — تھی جو ڈھل کے میانے سو دیکھی منجے
نکل اس میں تے بھار آئی ہلوں — اپر تے تلے منج بلائی ہلوں
رھیا نیں مرا دل سو آیا او تر — چلی ویں مجے لیکے جو ڈھل بھتر
سیناکھول اوپر جیوں بڑی شوق سوں — کیا میں بھی سنبھوگ اُسوں ذوق سوں
ہلوں بعد ازاں مجکوں باتاں میں پاڑ — این ڈب میں تے ڈوری ابریشم کی کاڑ
لے ہاتاں میں ویں کس کو یک گانٹ بھائی — وو ڈوری پھیر اڈب میں اپنے چھپائی
یہاں عقل میری جو گم ہو رہی — صریحاً مجے کھول تو یوں کہی
کہ اے جان جن کوئی مرا مرد ہی — سو کوٹیال جوگی جہاں گرد ہی

ادِک من میں غیرت سو عورت کی دھر لے پھرتا ہے منج یوں ہنی ہوئیکر
بہت دل

جنگل باج بستی میں منج نا لجائے مبادا منجے پر مرد کوئی بجھائے
بغیر غیرمرد دیکھے

اسی ہٹ سوں دی میں دغا او سکے نیں نو دیہ گئی تو جنیاں پاس ہیں

سو ہر بار یک گانٹھ ڈوری میں بھا بدل یاد کے میں رکھی ہوں چھپا
ڈال

ملیا توں جو اس جھاڑ تل نا گہاں او گانٹھاں سو پوریاں ہویاں سنتو یہاں

سنیا جوں میں اوس نار تے بات یو ندھاں تے سٹیا دل تے غیرت کوں دھو

میرے ہات میں نیں کہ یو کام فام خدا پر کیا ہوں توکل تمام
معلوم

کہیا ایسی حکایت بزاں او سندر اپن مرد کوں نرم جوں موم کر
بعد ازاں

گندی ایک پھولاں کی گیند اپنے ہات کدم کی اوسے اپنے ست کے سنگات
گلدستہ عصمت

دئی مرد کے ہات میں ہور کہی کہ اے توں جو ہے لال میرا صحی

مسوں کر لے دل آپنا ایک توں مرا ست اسی گیند میں دیک توں
مجھ سے عصمت

گر اخلاص ہے تج سوں میرا تمام جہاں جائیگا توں تو ہر صبح و شام

تیرے ہات میں ہر گھڑی دمبدم اچھنہار ہے گیند تازا یو جم
ہمیشہ

جب یو گیند کملا رہے تج کنے گیا منج میں کا ست تو لیا دل منے

سن اے بات تب او سپاہی ہوشاد درست او سہیلی سوں باندا اعتقاد

لے سنگات اوگیند تازی نچھل   خوشی سوں چلیا چاکری کے بدل
سو پر ملک میں جاکے یک شاہ پاس   لگیا چاکری کرنے راسیک راس
ولے جو بی اوگیند اچھے اوس کنے   شگفتا ہو ہر لحظہ ہر پل منے
جیوں آیا زمستان کیرا ہنگام   ہوا بار کم پھول بن کا تمام
کلیاں تھج رہیاں ٹھنڈتے پات میں   سو دیک شاہ اوگیند اوسکے ہات میں
سردی ن تپا پاتاں منے   ن دیکھت شہ اوگیند اوسکے ہاتاں منے (ب)
کہیا کاں تے یو پھول لیا یا ہے توں   یو کس پھول بن میں تھے پایا ہے توں
دیا سو تجے یو کتا کون ہے   بھولا را یہاں آشنا کون ہے
کہ ہے سب چمن ٹھنڈتے بیتاب یا   ہیں اس وقت پر پھول کمیاب یا
ہوا جوں بجد شاہ اس بات پر   ادب سوں اٹھیا بول اس دھات کر
کہ اے بادشاہ زمین و زماں   جو ہے جگ تیرے چھانوں تل شادماں
گندے پھول نرمل مرے ہات میں   جو تازے ہیں نت جیوں کلیاں پات میں
سو اس دھات کے کئیں پنجسے نہ یاں   کسی پھول ڈالیاں پو اچھسے نہ یاں
کہ آتے براں گھرتے میری حلال   ستا زما ؤ اپنا کہہ میرے دنبال
اپن صدق کے باغ کے توڑ پھول   دی منجکوں سو کیا میں قبول
اجھوں لگ تو کملائے نیں گئیں ہیں یو   ہے پورا ست اس میں کہ یوں رہیا ہیں یو

نجانوں اُنگے کیوں ہیں ربّی کے کام   پتیارا تو اسکا مجے ہے تمام

شہ اسکی زباں تے سن اس بات کوں   کیا دل میں اپنے کہ اس دھات سوں

کہ البتہ ہے اُوسکی سحر گر   دغا دی ہے تحقیق اِسے سحر کر

جہاں تے فریب اسکوں یوں دے چھپے   کرن غیر کا ماں بجا سے پچھے

اِنے تو اُسے ست ونتی نار کر   رکھیا ہے پتیا ہم وفادار کر

دیکھوں آزما کر یو مایا بری   خبر لیوؤں کیا ہے سمایا بری

کر اس دھات شہ نٹ اپن فام پر   مسلّم بجد ہو کر اس کام پر

دغا دینے اس پاک داماں کوں   دیا بھیج یک چلبلے جوان کوں

سو ہر حال سوں کھوج پایا او جواں   ۵۵ گیا اوس سپاہی کی عورت کے تھاں

نہ کر راز بھی کئیں ہویدا وہاں   گیا ایک کوٹنی کوں پیدا او ہاں

جو اہرسوں بھر گود اوسکا تمام   کہیا مجکوں ہے یاں فلانی سوں کام

لگیا ہے مرا دل اُسوں رات دن   منجے یاں نہیں کوئی ہے توج بن

اگر اس سوں یک رین میلاگی مجے   تو لئی کچھ اچھوں دیونگا میں تجے

نظر دھر او ناپاک اوک طمع پر   بہر حال جادی خبر اوس کے گھر

سو او نار ستونت روشن ضمیر   اتم پاک دامن او عاقل گنبھیر

سن او نا موافق بچن خوب اندیش — کہی یوں کی آئی ہے بازی نو پیش
اگر چپ رہتی ہوں نہ دے جواب میں — تو کم عقل دسنتی ہوں اس باب میں
بھلا جو بلا لیا ڈکر اوس کہوں — دغا دے اوسے میں سلامت رہوں
بچار اس وضا کو ٹنی کوں کہی — گرا بات توں بولتی ہے صحی
توں اوس جان کوں لیکر آ رات کوں — ولیکن نہ کر فاش یو بات توں
بھروسے سوں دے اوس بڈھی کوں رضا — کتی گھر منے فکر ہور یک وضا
جو کھو گھر تے چھے خالی یک تھی سو پائی — منگا نرم بالو خوش اس میں بچھائی
کچھے سوت سینٹی بونی یک پلنگ — پلنگ پوش تس پر سٹی تازہ رنگ
امانت رکھی سیج اس کھو اوپر — نہ جا نیچ تیوں گھر میں رہی بیس کر
نما شام ہوی دیک وو آیا جواں — دغا اوس سہیلی کیرا نا پچھاں
گھر آیا سو تعظیم دینے چل آئی — سنواری سوا وصدر اوسکوں دکھائی
دوانجان جوں اوس پلنگ پر نکوت — گیا بیسنے کوں سو تٹ جا وو سوت
پڑیا کھو میں غفلت سوں تل سیر پانوں — ہوا کھو میں لکھو رے نکل ٹھاؤں ٹھاؤں
قیامت نگر اوسپو نازل ہوا — نکل بھار آنے کوں مشکل ہوا
اوٹھیا جوں دو کھو میں تھے کچو ایکار — ہلوں آئی نزدیک تب او نگار

کہی کون توں کاں تے آنا ہوا　　　بُرا تج سوں کیوں یو زمانا ہوا
تجے یو بلا کھینچ کر کاں تے لیائی　　　منج اوپرال کی ہوس کیوں تجکوں آئی
جکچ ہے سو کہہ کھول کر سب منجے　　　جو یاں تے سلامت سیتی کاڑوں تجے
ہوا لاعلاج اُن سو کہو میں تے تب　　　جوں آیا اتھا نیوں کہیا کھول سب
سو خاطر میں لیا او حقیقت سکھی　　　اوسی کھو میں اسکوں سلامت رکھی
لگے دیس (دن بہت) لئی دیک او شہ اوسے　　　دیا بھیج چونڈی دُوَن (دوسرا) بھی کسے
سو او بی (بھی) کیا مکر آلئی (بہت) وضا　　　ولے کھا دغاؤ ونچہ پایا سزا
جکوئی جو بدی جس پو چاوے (چاہے) اندیش　　　سو کیوں او بدی اسکے آوے نہ پیش
اچھے سیتی (عصمت) جے (جو) نار اپن ٹھار پر　　　کہو کیا چلے مکر اوس نار پر
حیا شرم جسکا الٰہی رکھے　　　اوسے کون گمراہ کرنے سکے
ہوئے غیب دیک او دو نوجوان ویں　　　لگی فکر ور زور (زیادہ) اوس شاہ تئیں
سواری کے بھانے سوں ویں ناگہاں　　　چلیا اوس سپاہی کن آپی وہاں
سو جا اوسکے باڑے (محلہ) میں اُتریا رَین (رات)　　　سو ویں بادشاہ ہے کہ سمجھی وو دہن (عورت)
تب اوس کھو میں تے بیگ وو نوکوں کاڑ　　　مُچھیاں (مونچھ) مرد کے بات اُن کے اُوپاڑ (اکھاڑ)
رینیا (پہنا) سر تے پگ (پاؤں) لگ زنانی لباس　　　دئی بھیج خدمت کوں اوس شاہ پاس

دیکھے شہ کوں وو دو نوجوں نین بھر　　پڑے لک خجالت سیتی جا پانوں پر
کہہ اپنا سب احوال رو رو ساک ساک　　گواہی دیے اسکی عصمت پو پاک
سو پر دے کے پیلاڑ تے تب اوتار　　کہی اس وضا اے شہ نامدار
میں اونار ہوں جو توں باور نہ کر　　لہیا تھا منجے سحر گر ہے گگر
میرا سحر تو اب ہوا تجکوں فام　　ولیکن نہ تھا تجکوں واجب یو کام
ترے چھانوں تل خلق لئی ہی کئی یں　　یو تقصیر تیرا سو بخشی ہوں میں
اگر میں تو یک آہ سوں مار دم　　دو جا کوئی ہوتا تو کرتی بھسم
اپن ٹھار ہشیار اچھ آج تے　　بری کر سیو تہمت نہ پچ آج تے
کہ عالم کے حق پر ہی ماں باپ توں　　سمجھتا اہے کیا کہوں آپ توں
نصیحت دے اس دھات جب دی رضا　　سو وہیں شرمندا ہو چلیا بادشاہ
نہ کئیں اپنے عاشق تے اے گلعذار　　خجل ناگہاں ہو گی اوس شہ کے سار
نہ کر کاہلی اٹ شتابی سوں جا　　مل اس یار سوں فتحیابی سوں جا
کیتی قصد جب او نکلنے کوں بہار　　اٹھیا مرغ وہیں صبح کیرا پکار
نہ جا سکے رہی وہیں پشیمان ہو　　جلی من میں اس دن نٹ بھان ہو
غواصی اتم رین کالی دراز　　یقیں جاں ہے عیں عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

روز چہارم حکایت رای رایاں

سورج روپ ونتا جو یوسف کے ہار لیا جاہ مغرب میں اپس اُتار
سو مشرق کی مچھلی کیرے کر طپ تے جو یونس کے نمنے چندر نس بیتے
نکل بھار آیا سو بھیر او چنچل زلیخا ہور انویں کنے آئی چل
کہی یوں کہ اے بے بدل ہم جلیس جو سب دن وجود آپنا غم سوں پیس
نہ کر ناغہ ہر رات آ تیرے پاس جو تصدیع دیتی ہوں میں بے قیاس
نہ میں سوں نا تجکوں دیوں نہ سوں بجز توں جفا یو سکے سوس کوں
عجب کچ مروت ہے تج ذات میں تیری شرمندی ہوں میں اس بات میں
ولے فکر کر کچ مرے کام کا جو بل ہوئے تجکوں بی آرام کا
جو اے بات رانواں سنیا اسکے لوں دیا جاب معقول اس دھات سوں
کہ اے دہن اتم ذات صاحب جمال رکھی ہے جو توں مجکوں جاواں سوں پال
سببت یو جو یک وقت پر کام آؤں نہ دلگیر کر وقت تیرا گماؤں

رہوں نیک خواہی میں صادق تری کروں فکر ہر یک موافق تری
سونی ہے کہ زمین ہند میں ایک ٹھانوں اتھا راج کوئی رائے رایاں سو نانوں
سو یک جان ہور یک بڈھی کے بدل این زندگانی کیرے سر تھے تل
(جوان، بوڑھا)
کیا ہے وو کس دھات اوتار کام سو کہتا ہوں سن کھول تجکوں تمام
(خدائی صفت والا، تجھے)
کہتے ہیں جو تھا کوئی راجا گنبھیر اتھی ایک بیٹی اوسے بے نظیر
پری تھی وو لک ٹھار محبوب تھی ہنم چاند ہور سور تے خوب تھی
(بدر کامل، سورج)
سو یک جواں درویش اُدک نامراد نہ تھا فام اوسے کچ دنیا کا سواد
(لذت)
پکڑ گوشہ کہیں رہ نہ سک دہر میں جوں آیا اُسی راج کے شہر میں
دیکھا ناگہاں اُس اُتم نار کوں سو مجنوں ہوا بھول سنسار کوں
(اچھی عورت، دنیا)
لگیا عشق کا جوش ور زور زور اٹھیا شہر میں سب اسیکا چ شور
(زوردار)
سو جانے لگے لوگ چل اسکے دھیر حقارت سوں بولن لگے اے فقیر
(طرف)
گدا ہو کے کیا خیال دھرتا ہی توں ہلاک اپس کیا کام کرتا ہے توں
تجے دیک ہور شاہ زادی کوں دیک ترے موں کو دیک کیقبادی کوں دیک
زمیں ہو گگن سوں نہ کر ریس توں لہاٹی سوں کھجلا نکو سیس توں
(آسمان، مقابلہ۔ خواہش، ہاکو لیتی، سر)
ہتی سات گانڈے نکو کھانے جا نکو سنگ توں سانپ سوں لیانے جا
(ہاتی، نیشکر، ساتھ)

نہ کر آپنے عشق اوپر اعتماد — کہ ہے ٹھارتے توں ادک نامراد
سدا سر کوں بس یک چھندھوتی تجے — یو دو بونٹ کی بس لنگوٹی تجے
مبادا سنے راج تیری خبر — تو ٹکڑے کرے توڑ تیری کمر
نکل شہر تے بیگ جا راتے رات — بچالے اَپن سُن ہماری یو بات
اوسے لوگ تو لئی وضا سوں ڈرائے — ولیکن وو شک دل منے کچ نہ لیائے
کہے ہر کسے یوں کہ اے گمرہاں — کسی کا کہیا کچ نہ چلسے یہاں
کہ جاں عشق کیرا دخل سنچر نیک ہے — وہاں بادشاہ ہور گدا ایک ہے
منجے عشق دیتا ہے یوں آگہی — کہ ہے او دلارام میری سہی
کہ ہات آئے تو مجکوں وو ہی آؤنا — نہیں تو یو سیر اوس بدل جاؤنا
کہہ اس دھات سوں بیٹھ ویں او گدا — دیا راج کوں جا یکر یوں ندا
کہ اے شاہ میں گرچہ ہوں نامراد — ولے عشق بازاں میں ہوں کیقباد
کچ استھار عارف ہو توں داد کر — منجے تیری بیٹی کوں دے شاد کر
گدا ہوں کہ نادیک اہانت سوں منج — پکڑ ہات اپنی عنایت سوں منج
کہ اوصاف جاگا تیرا دور دور — ہوئیگا ترا ناؤں جگ میں مشہور
سنیا جوں او راج اس گدا تے یو بات — ہوا آگ ایسیں ادک قہر سات

منگیا اسگھڑی جو سٹوں اسکوں مار — کرے پارچے دو سر اسکا اوتار

سو ایسے میں وو یں اٹھ کھڑا ہو وزیر — کہیا راج کوں یوں کہ اے شہ گنبھیر

اسے مار سٹنے تو کچ نیں ہے بار — ولے ہوئیگا ظاہر اے ٹھار ٹھار

دیوانا ہے او سُد (ہوش) نہیں کچ اوسے — نہیں تو کنے یوں ہے قدرت کسے

میں یک فکر سوں ہر سند اسکے تئیں — نہ رہے تیوں یہاں دفع کرتا ہوں میں

کنارے بلا بعد ازاں اوس وزیر — کہیا اے دیوانے کمینے فقیر

اپے توں کہاں شاہزادی کہاں — دکھی تج گدا کوں یو شادی کہاں

کہ سجتا (زیب دیتا) نہیں کچ یو تدبیر تج — جرو سے (ہضم ہوسکے) نہ امرت (آبحیات) کی یو کھیر تج

سٹ اے خیال توں کچ پکڑ خوب گن — نہیں تو کتا ہوں تج یک بات سن

اگر چودا (۱۴) بانی سُنا (سونا) ایک بار — لیکر آئیگا سات ہتیاں کے بھار (بار، بوجھ)

تو عاشق ہو کر تجکوں میں پاؤنگا — ترے عقد میں تب اوسے لیاؤنگا

سن اس بات کوں وو یں ہوا مبتلا — کہیا کاں تے مجھ پر پڑی یو بلا

چڑے ہات منج کس جنم میں یو مال — سراسر ہوا کام میرا تو گھال

یہاں کون ایسا ہے کر منج پو پیار — جو دیوے سُنا (سونا) سات ہتیاں کے بھار

یو مشکل نہ جانوں کیوں آسان ہوئے — خدا باج (کے بغیر) تو نئیں مہربان کوئی

مسلم ہوا اس فکر سوں بے قرار　　ستیا جیونے (زندگی) کا امید ئیک بار

سوایسے میں کوئی آ کہیا اوسکے دھیر (تے)　　نکویوں توں دلگیر ہوائے فقیر

گرائے مال منگتا ہے پانے کوں توں　　تو جا رائی رایاں کنے ذوق سوں

کہ ہے ہونہار اس تھے تیرا یو کاج　　کہ بخشش منے ہے او بے شل آج

سُن لے میں اُن لاک اُمس پائیا　　سووین رائے رائیاں کنے دھائیا (آیا)

کہیا جا قصا (بیان) آپنا (ہمت) اسکے دھیر (تے)　　سوا و رائی رایاں سخی بے نظیر

خزنیا سُنے کا کھولا ئیک بار　　دیا بھر اسے سات ہتیاں کے بھار

لے او مال ان لاک خوشیاں سنگات　　پھر آیا اسی راج کن راتے رات

او فرمائے سو ہدیہ لیا یا ہوں کر　　شتابی ستی بول بھیجا خبر

سوا و شہ وزیر آپنے کوں بلا　　کہیا یوں کہ آیا ہے پھرا و بلا

اپتا مال جو لیکر آیا ہے او　　مگر رای رایاں تے پایا ہے او

کرا اتبار توں فکر اس دھات (طرح) کی　　نہ ہووے جو درویش کے ہات کی

سو پھر (اس مرتبہ) او وزیر اپنے من (دل) میں بچار　　بلا بھیج اوس (اوسکو) ایک خلوت کے ٹھار

کہیا یوں جو توں تو کیا سچ (سوچ) یو کام　　ولے ہے ترا کام اچھوں (ابھی) نا تمام

کہ شہزادی اس مال کوں خوش نہ کر　　رکھی ہے نظر ہور مقصود پر

رکتی ہے جو جوڑا وہی ہے مِرا
جو کوئی لیاوے سرائی رایاں کرا

سر اسکا توں سکتا ہے لیانے اگر
تو اُن لوڑتی ہے تجے مرد کر

جو اس دھات سیں بول اٹھیا او وزیر
پشیمان سر تے ہوا وو فقیر

سو اپنے نصیباں پو تقصیر دھر
چلیا رائی رایاں کنے پھیر کر

کھیا جا کے اے جگ کے رایاں کے رائے
کہوں کھول کیا تجکوں کھیا نہ جائے

کہ ہر سات ہر تل منج ایسے گدا
تیرے سیں اپرال اچھو جم فدا

مرے تئیں تیرے سیر پو آیا ہی بھار
کنا لیویگا کیوں توں اے بھار اوتار

اس انکھیاں سوں بن سیر دیکھوں کیوں تجے
نہیں کھیلتی جیب یاں کچ منجے

بھلا جو کر اپنا چ سر میں جدا
سٹوں تیرے پاواں پو تجھے کر فدا

سمج رمز او سکا وو رائے گنبھیر
کھیا غم نکر سر بدل اے فقیر

جفا سوں تیرے دلا رام کوں
دیو نہار ہوں سیر تیرے کام کوں

ولے سیر میرا دیک اور اج اگر
کرے کام تیرا تو ہے خوب تر

جو راضی نہو پھر او بھانا کرے
تیرا کام بھی کون دانا کرے

بری واں تو جنیا چ لیجا منجے
کہ اُسٹھار دستا ہے بیجا منجے

منگے او مرا سر تو حاضر ہوں واں
اگر نیں تو لیکچ یو قادر ہوں واں

یقیں جان مقصود یہ ہے میرا — جو ہر وضع سوں کام ہووے تیرا

او درویش اس دھات سوں بعد ازاں — چلیا رائے کوں لیکو جیتا وہاں

دیکے او راج تب تخت پوتے اوتر — پڑیا رائی رایاں کے آ پاؤں پر

کہیا اے جواں مرد عالی مقام — کرن ایک درویش کیرا توں کام

لے سرہات میں یاں لک آیا اچھے — تو کیوں تج پوچھن کا نہ سایا اچھے

سچا رائی رایاں تو ہے اے گنبھیر — ہوا شاد تج دیک میرا ضمیر

او بیٹی بڑی ذات صاحب جمال — کیا میں تو تسلیم تیری ایتال (اب)

جسے توں منگے (پری زاد) دے اوسے ہات اوچا (اٹھا) — کہ میں تج انگے نا سکوں بات اوچا

جو دونوں میں یوں ہم زبانی ہوی — سو درویش کی شادمانی ہوی

اسی دھات سوں اے سہیلی سندر — ہو ہنار ہے شاد توں غم نہ کر

سنی سربسر یو قصا توں تمام — بڈھے کا بی (بھی) سن قصا اے نیک نام

کہتے ہیں جو تھا ٹیک انجم شناس — جم اچھیتا (رہتا) اچھے (تھا) رائی رایاں کے پاس

جب او گھر منے (بہن) تے نکل جائے بھار — قرار اس نہ تھا باج (بغیر) کھیلے قمار

پڑا اس کھیل کے شغل میں صبح و شام — گنوایا جو کچ تھا سو مایا تمام

ملامت لگے کرنے لوگاں اوسے — سو لاجوں (شرم) تے او مکھ (سراپا) نہ دکھلا سکے

چلیا زن بچیاں کوں لے ہور نیٹ ٹھار — جو کوئی کھیلتے تھے سو دیکھا قمار
نہ رہ سک حماقت سوں لے پھر او شاند — مل ان سوں لگیا کھیلنے ہوڑ باند
سو ہاریا وہاں سے ٹکے لاک ویں — لئے گھیر اسے سب او ناپاک ویں
کشاکش تھے طاقت نہ لیا ہو دکھیا — گرو زن بچے واں سب اپنے رکھیا
حیا چھوڑ بھی طمع سوں باند آس — چلیا دوڑ تا رائی رایاں کے پاس
لگی پیاس کی دھک سو رانی اوسے — ملیا باٹ میں کیں نہ پانی اوسے
سو جا یک جنگل میں پڑیا باٹ چھوڑ ۱۷، — دکھیا تامیں یک چیر بندی بجوڑ
منگیا نیر جو پیوں اسمیں انز — سو لے مثل محبوب یک اوس بہتر
جڑت تخت پر چڑ کے بیٹھی اتھی — تندور آگ کا گرم یک کی اتھی
انگار اس میں یوں دھک دھکاتی ہی لال — جو شرمندہ ہوئے اس انگے ہلال
چڑا ایک کڑھائی بڑی اس اوپر — سو بھائی ہی مونہہ بھر کے تیل اس بہتر
ادک گرم ہو سلسلاتا ہے تیل — بڈھا ایک بیٹھا ہے پلکاں نہ میل
نظر جوں برہمن کی اسپر پڑی — سو او پیاس جا بھر بنی اوس چڑی
کیا جوں دعا ہات اوچا اوس اوپر — سو دی ہات کے کار دوست گر
چڑی جوں بڑے مول کی نسبت ہات — بھگی لاک خوشی سات بہمن کی ذات

جو یک جوہری پاس جا دوڑاو — منگیا بیچنے ترت (جلد) او بست سو

پکڑ جوہری اسکوں بولیا یو بست — کہاں تے میلی کیوں ہوی تج یو دست

مگر راج کیرے خزینے کوں پھوڑ — چورایا ہی توں ہست گر کا یو جوڑ

نہ کر جوہری یو خبر بھی کسے — چلیا رائے راياں کنے لے او سے

دکھیا جوت (چمک) جوں اس کڑیاں کا اورائی — عجب یوں رہیا جو کہیا کچ نہ جائے

بولا اس برہمن کوں اپنے نزیک — کہیا کن سنیں تج دیا ایسی بھیک

نہ جا جھوٹ پر ہیچ نیتوں بول توں — جو سمجوں او کن (کون) ہی سو کہہ کھول توں

او بہمن کہیا تب کھونگا تجے — جو دیگا او ل سُن (سونے کے) ٹکے لک (لاکھ) منجے

نہ رد کر سوال اوسکی خواہش ہی نپونچ — دیا اسگھڑی سُن ٹکے رائے وُونچ

رکھیا تھا گرو زن بچے اپنے جاں (جہاں) — رضا لے چلیا پھر برہمن سو واں

دے وو مال ساریاں کوں لیا یا چھوڑا — سو پھر رائے کے سامنے آ کھڑا

کہیا قصا اس بائیں کا کھول سب — چلیا رائے اس بائیں کن آپ تب

وو بہمن کہے تیونچ اسوقت پر — وو محبوب بیٹھی ہے چڑ تخت پر

دیک اس نار کا رائے مکھ ماہتاب — اوسی تخت پر چڑکے بیٹھا شتاب

لطافت ستی کھول میٹھی زباں — کہیا کون ہی تو کیوں اچھتی (رہتی) یہاں

رکھی ہی سبب تخت اس بائیں میں / گماتی ہی کیوں وقت اس بائیں میں
گرم یو کڑائی چڑائی سو کیا / بھر او سکے بہتر تیل بھائی سو کیا
بڈھا مرد بیٹھیا سو ہی کون اے / سبھ ہووے تیوں یو خبر منج دے
او محبوب تب مکھ صفا سات کھول / اٹھی رائی رایاں سوں اس دھات بول
کہ بیٹی ہوں جناں کے میں راج کی / سو صاحب ہوں لک تخت ہور تاج کی
بڈھا یو جو بیٹھیا ہے منج سامنے / مرا عشق دھرتا ہے لئی دل منے
مرے پیچ گال آپنا سب سریر / ۴۷۰ اَسّی برس تے یاں ہی یو جاگیر
جوانی کیا عشق سوں پائمال / ولے پایا نئیں ہی اجنوں وصال
کہ میں آتشی ہور خاکی اِنے / ہے فرق آتشی ہور خاکی منے
لطیف آفرینش میں ہیں اِن کثیف / ملے کیوں کثافت سیتی جا لطیف
مرے وصل کا تو او نے ذوق پائے / جو اپس لجا کر کڑائی میں بھائے
ولے شرط وو ہے جو تن سو کہیں / جلے تا نکل آئے سارا وہیں
کہ یو رسم جناں کیرا ہے مدام / بشر کوں سکت کاں بجلے سر یو کام
نہ یو کام کچ اس سے ہوتا دیسے / نہ منج عشق تے ہات دھوتا دیسے
اسی واسطے سٹ دے اپنا دیار / چھپ اس بائیں میں رہی ہوں لے سفر کے سار

سنیا جوں یو بات تمام اس تھے رائی — منگیا جو اس اپنا شجاعت دکھائے
جو آتے براں گھر تے آب حیات — لیکر آیا تھا چھپا اپنے سات
اسی آب سوں کر لے سب انگ تر — اتر گرم خوش اوس کڑائی بہتر
سلامت عجب آیا نکل بھار وں — سو دوڑ آپڑی پانوں اونا روں
کہی مرد سو آج کوں تو نچ ہے — اب آرام منجکوں سو تج سوچ ہے
مرے من میں اب یوں ہوائے شہتر — جو توں جو کہے سو کروں اختیار
سن لے بات یوں رائی بولیا اوسے — کہ میں باپ ہور توں سو بیٹی دسے
ترا مرد آخر سو ہے پیر اے — میں آیا ہوں کرنے کوں تدبیر اے
کر اس دھات کی بات اس دمن سنگات — چھنک اس بڈھے پر دو آب حیات
دیا ٹھیل اس نیل میانے سو پھیر — نکل آیا جواں ہو کر او پیر
کدورت اسّی برس کا کر بھجن — ملا تب کیا دوئی کوں ایک تن
عجب کام اتار اس ٹھانوں کر — رضا لے چلیا واں تے یک ناؤں کر
شہ ایسا کہاں ہے کہو جگ منے — جو ایکس بدل جا پڑے اگ منے
اسی شاہ کا ہوئے عالم میں نام — جو ایسے کرے نیک نامی کے کام
جہاں تے شہاں سار کے اے نگار — کئے ہونگے خدمت یوں اختیار

کروں کیوں نہ میں آج خدمت تری ۔ کہ میں ہوں بندا توں سوں خاتوں مری
ہو مستعد اب توں کہ تھوڑی ہے رات ۔ خوشی ہور کر ذوق جا یار سات
او جانے کوں جاگے پوتے جوں کلی ۔ صبح ہوی سو شرمندی ہو پھر چلی
غواصی اتم رین کالی دراز ۔ یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی ۔ ولے کال سو عاشقاں کا یہی

روز پنجم حکایت چار یار۔ نجار۔ خیاط۔ زرگر و زاہد

جوں اپنا کیا دیس پارا تمام ۔ ہوا جمع یکٹھار اندھارا تمام
گیا سور مشرق تے مغرب کوں چل ۔ ستاریاں سنتی چاند آیا نکل
پھر او برہنی عشق کے خیال سوں ۔ چلی راؤیں کن مضطرب حال سوں
کہی یوں کہ اے درد ہور دوکھ کتے یار ۔ پڑے مج کلیجے کوں روزن ہزار
ہوا جیو بجرا مرا تن تمام ۔ گلے برہ کے اگ تے جوبن تمام
بغیر توں تو محرم مرا کوئی نئیں ۔ تری آس سوں جیو پکڑ رہی ہوں میا
رضا دے جو گھر یار کے جاوں آج ۔ جو راحت فراغت سوں ٹک پاؤں آج

UNIVERSITY RARY RABAD
3364

سُن اے بات ہنس پڑا اور انواں اُسے   کھیا یوں کہ اے نار منج یوں دِسے
اگر عشق اچھتا ترے دل میں کوچ   تو کرتی گُپت کام یو کس نہ پوچ
کہ ہے سخت الڑ (طفل مزاج) ہور ناداں توں   ہے جلنے میں اپنے پریشان توں
جو ہے ست اس کام میں توں اچھول (اب)   ادک (بہت) خام ہی فام (عقل) میں توں اچھول
نہ کئیں تج تے ہو یار ووُں نا امید   ہوئے ساتوں عاشق وو جوں نا امید
اگر تج اثر ہے مری بات کا   تو کہتا ہوں قصا سن اس سات کا
کہتے ہیں جو یک ٹھار تھے چار یار   یک اسمیں بڑائی یک اسمیں سنار
یکن درزی اکین سوزاہد گنبھیر   اتھے چار ہیں چار فن بے نظیر
سو پردیس جا گشت کرنے لگے   جہاں دِل منگے واں اترنے لگے
سو یکدن ہوا یوں جو او چار یار   پڑے ایسے جنگل میں جا ایک ٹھار
جو پھرنا سکے باؤ (ہوا) واں ترس تے   اوجڑ (ویران) ہو پڑیا تھا وو کئی برس تے
جناور کی دستی نہ تھی ذات واں   کہ دہشت تے ہلتا نہ تھا پات واں
ڈوبیا سورویں واں اندھارا ہوا   یکایک رَیَن (رات) آشکارا ہوا
نہ جا سک اُسی ٹھار پر اُو رہے   سو کر فکر اپس میں اپے یوں کہے
کہ یو ٹھار تو ہے ادک ہولناک   سو سوئینگے ہمیں یاں تو ہوئینگے ہلاک

بھلا ہی جو نوبت سوں بیٹھیں ہشیار — لیویں بانٹ چاروں جنے چار پار
کریں پاسبانی سو ایکس کی ایک — صبا ہووےگی تو بزاں لیویں دیک
سو کر شرط یوں جاگنے کے بدل — اٹھیا آپ سب تے بڑائی اول
نہ نیند آئے تیوں فکر کر ذات میں — لیا کارٹ تیشہ اپن ہات میں
دکھانے بدل اپنی صنعت گیری — یکے مغز کی ڈال کاٹ یک ہری
کیا یک اس پتلی سو اس دھات تے — مگر آئی تھی اوڑ سماوات تے
اگر آذر اس وقت پر ہووتا — تو دیک بت تراشی تے دل دھووتا
رہتا دل پو مانی کے بھی داغ یو — بھلا جو نہ تھا اس زمانے میں او
یکیٹ او بڑائی ہنرمند خاص — جو پارا کر اپنا ہوا جوں خلاص
اوٹھیا دیں سنار اس پچھیں دوسرے پار ... لگیا دیکھنے کوں جو انکھیاں پسار
سو او پتلی خوش نظر تل پڑی — سنا کار ڈب میں تے ویں اس گھڑی
گھڑیا میں ناز وک بستاں عجب — سو چھوڑیا اسے ڈوب سنے میں سب
چڑیا حسن پر حسن سر تے اوسے — لیا نور گھیرا ایکدھر تے اوسے
جو تھی خوب اول تے ہوئی خوب تر — ہوی جادو محبوب محبوب تر
ہوا او اپلا کام تے جوں سنار — اوٹھیا درزی پارا کرن تیسرے پار

دیکھیا ناگہاں جوں او صورت اونے — نہ تھی کسوت اسکوں سو ایسے منے
لباس

رنگیں کپڑے بقچے میں تے کاڑ کر — سو تقطیع سج سوں سٹیا پھاڑ کر
کتر بیونت کے کی سج سوں پھاڑ کر

کیا مستعد کسوت بے نظیر — سنواریا نزاکت سوں اسکا سریر
جسم

سو کسوت میں او نار دسنے لگی — خوش عاروس کے سار دسنے لگی
دلہن مانند

ہوا جو کنارے او درزی سنوار — سو زاہد اٹھیا آپ چو تھے پہار

وضو ساز بندگی میں مشغول ہو — یکایک دیکھیا پتلی مقبول او

جو رنجہ اس اوپر دیں دعا جو کیا — وہیں جیو پروردگار اوس دیا
جان

عاشق ہو
سو موں آدمی کے نمن کھول کر — اٹھی خلبلا ناگہاں بول کر

صبح ہوی سو چاروں ملے ٹیک ٹھار — ہوئے عاشق اوس روپ کے ہر چہار

لگیا آ کو چاروں کو داوا کنپل — سو دیسے منے او بڑائی اول
جھگڑا

کھیا اے عزیزاں ہو خوش روزگار — اگر دیکھنے ہیں تمیں حق بچار

سو یو صورت اول تراشا سو میں — یو میری ہے دیسونے میں کس کیتے تئیں
تو دونگا

سن یو بات سنار ہوں کرے لال — کھیا یوں کہ اول یو صورت تے گھال
تراشا ہو

زر ینا بنا اس دیا روپ میں — دکھیا یا ہوں کراسکوں اپروپ میں
زیور خوبصورت

چڑھی ہے میری بست اول اسکے تن — یو میری ہے دیکھو نکو اس کدمن
چیز کی طرف

سن یو بات درزی اوڈھیا کود پڑ | لگیا بولنے یوں غصّے سوں اکڑ
کہ بنیاد میں تھی اول یو نگی | نرم ڈھانپ کر میں کیا اس چنگی
یو عاروس (دلہن) میری ہے چھینے اسے | اندازہ نہیں منج بغیر از کسے
تعجب میں ہو زاہد اس بات پر | اوڈھیا بول تندی سوں اس دھات کر
اگر جیو تن میں نہ آتا اِسے | تو اڑکے کوں ناکام آتی کِسے
تمیں گرچہ تینو کئے تین کام | ولے جیو دلایا سو میں ہوں تمام
یو میری ہے یاراں تماری نہیں | چلو جائیں مل منصفی کوں کہیں
کہیں جس وضا مل لگانے (غیر لوگ) چہار | چلیں اس وضا زیاستے (زیادہ) دم نہ مار
ہوا اس دھات راضی ہو سنگات لے (راضی ہو سنگات اسکو لے) | نکل اس جنگل میں تھے لڑتے چلے
سو ناگاہ یک شاہ مارگ (شاہ راہ) منے | ہوا جوان یک لشکری سامنے
سو چاروں نہ رک سک خیال آپنا | کہے کھول اس دھیر (سے) حال آپنا
سو خاطر منے خوب لیا یا تمام | دو عیار پایا سو پایا (حقیقت) تمام
دیکھیا تل او پر خوب اس نار کوں | دیوانا ہو گھیرا وہیں چار کوں
کھیا یو سہیلی تو میری دِسے | لیکر آئے ہیں تم دغا دے اِسے
تماری ہوں ہیں اختیاری (جرأت) یو کم | عجب کوئی اوباش ہو آج تم

مرا مال دے جیب سلامت سوں جاؤ — اگر نئیں تو کتوال کن جائیں آؤ
یعنی مری دے کو عورت
ہو در ہم اپس میں اپے پانچو تن — بدل نیاؤ کے آئے کتوال کن
انصاف
او کتوال اول تے تھا عشق باز — دیک اس نار کا روپ ہور چھند ناز
مندا سا پہرا پانچو پر باندویں — سولے پڑمڑی کا اٹھیا شاندویں
کھیا بھائی میری کی عورت یو نار — سو چوراں شبا پر جیواں اسکوں مار
لیگئے تھے اسے بہت ہور بھاؤ سوں — بڑا فکر تھا آج لگ منجکوں
زیور
وو چوراں سوں تم ہے خدا ناگہاں — لیکر آئیا کھینچ تمنا یہاں
نہ چھوڑوں تمن کوں بغیر کچ کرے — چلو قاضی کے پاس جاویں بڑے
ڈرا اس وضا خوب پانچو کے تئیں — جو قاضی کن آیا لے دنبال ویں
دغا باز سب تے وو قاضی اتھا — سدا ایسے کاماں سوں راضی اتھا
سو دیک اوس پری رخ کوں ہو اٹھ کھڑا — ہوا دعویدار آپ سب تے بڑا
کھیا یو تو باندی ہے جیونی مری — وفادار گھر کی سلونی مری
لے طبلے کئی برس تھے گئی تھی نہاس — پھر آپی ہو آئی ہے کر گھر کی آس
صندوق بھاگ
میلی میری باندی تو ہر حال منج — ولے کاں ہے لیا دیو وو مال منج
جوں اسدھات کا شور اچایا تمام — ہیلے اس تماشے کوں سب خاص و عام

سو ایسے میں کوئی شخص عارف نول کھیا اے خصومت تو ہے بے بدل
کہ ہر کوئی جھگڑے تو عالم منے نبڑنا کہ جاتے ہیں قاضی کنے
اَہیں مدعی جاں تے قاضی ہووے کہو کیوں نہ انصاف ماضی ہووے
کہ ساٹو جنے ہیں غرض وندیو سو دھرتے ہیں اکیس سوں یک دندیو
سکت کاں ہے کس آدمی زاد کوں جو نیڑے انوں کے ترت داد کوں
فلانے جو صحرا میں ہے ایک جھاڑ جو عالم کے جھاڑاں منے سیس کاڑ
لگیا ہے بلندی سوں اُسمان کوں کیا ہے پھل اپنے چیندربھان کوں
عجب کچھ کرامت ہے آج اس منے ہے افضل ولی کا رواج اس منے
جو کوئی جس نیت سوں نزک اسکے جائے تو ویساچ آواز اس روکھ تے پائے
گرا ہے سات مل واں تلک جائینگے تو فارغ ہو اس جھنج تے آئینگے
سُنے جوں دو اس جھاڑ کے ناؤں کوں چلے اس سکی کوں تے اس ٹھاؤں کوں
کھڑے رہے اسی جھاڑ کے پیڑ کن کہے حال جوں موں کر اسکے کدھن
سو قدرت تے یک بارگی جھاڑ دو لیا کھینچ اس دھن کوں دو پھاڑ ہو
برابر ہوا ویں پھر اول کے سار ہوا حق جو کچھ تھا سو واں آشکار
وہیں جھاڑ کے ہنس پڑے پات سب پھرے واں تے دو جُو رلے ہات سب

ہوا غیب او جو مہرے شب چراغ — سو جل بل الس پاں ہوے داغ داغ
نہ کیں مرد تج نار کوں جوں اوجھاڑ — یکایک میانے تے تج لیوے کاڑ
رہے بار تج تے سو نراس (ناامید) ہو — کہ جا آج تو بھی توں اُس پاس سُو
گنوالے نکو رات یو بات تے — کہ ہے شادمانی تج اس رات تے
ہوی مستعد جوں وو اس بات پر — نکل آیا صبح وین گھات کر
انجو (آنسو) کا لوے دو نین (آنکھ) سوں چلا — نہ جا سک پڑی گھر منے تل ملا
غواصی اتم رین (رات) کالی دراز — یقیں جان ہی عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس (دن) روشن صحی — ولے کال (دشمن) سو عاشقاں کا یہی

حکایت روز ششم قصۂ شہزادۂ کند ذہن

سورج جو تھے اسماں کا دیدبان (دربان) — گیا دیدبانی کوں مغرب کے میاں
نکل چاند جا سوس مشرق تے بہار — جو آیا سو پھر غم زدی ہو وو نار
دے دُکھ سمد (سمندر) کوں جوش سینے منے — انجو (آنسو) ڈھالتی آئی رانویں کنے
کہی یوں کہ اے میرے خلوت کے دوست — میرا ماس (گوشت) گل جا رہیا تن پو پوست

سینا کونڈتا ہے مسلم مرا　　قیامت لے آیا ہے یو غم مرا
نجانوں اسے کس گھڑی میں نجھائی　　اُسوں کس بُرے وقت پر جیو لائی
کہاں تے نظر اُسپو میری پڑی　　یو کیسی بلا آ میرے سر کھڑی
کدھیں ٹک ہیں برہی جلی ہوئی نہ ہیں　　پنجستیج کیں اندھلی ہوی نہیں
یو دیسے جو دن دن سیدے ہوئے　　سو دندے ہو کر مج پو سیدے ہوئے
جوں اس دھات سوں دک اُنڈیلی بہار　　کھیا تب اورانواں کہ اے گلعذار
جو کچ توں کہی سو صحی جھوٹ نوئے　　بلا عاشقاں پر سو انکھیاں تے ہوئے
اگر اسپو تیری نہ پڑتی تو آنانک　　تو جاتا نہ یو دل ترا بھانک بھانک
خبردار ہو قید سوں لے سکی　　اول تے توں انکھیاں کوں نہیں روک سکی
سمایا تو آیوں کھڑیا ہے ایتال　　تو ہر وضع سوں آپ اُیسکوں سنبھال
اگر جائیگی یار کے ٹھار پر　　نظر کس پو نا کر بغیر یار پر
عزیز کوئی اچھے شاید اسکے نزک　　اچھے حُسن میں خوب اس تھے ادک
نہ کئیں تیرے انکھیاں سوں و حُسن دیک　　ترے سر پو لیاویں بلا ہور ایک
جوں یک شہ کی رانی لیکایک نہ جان　　دغا کھا انکھیاں تے گنوائی پران

۱۔ یہ اور اسکے بعد کا شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہیں:-

وو چنتی نہ ہو مج طرف کان دھر — کتا ہوں سن اسکا قصا سَر بسر

کتے ہیں (پریشان خاطر) جو تھا ہند میں راج نیک — سو ہُئیں نُئیں کتے اس ہو فرزند ایک

سو اوتار کچ روپ لے آئیا — نمک حُسن اپ روپ لے دھائیا

ہنا تھا سو جوں ٹک (ٹالی) بڑھیا چاؤ سوں — لجا بھائے (ڈالے) مکتب میں لک بھاؤ سوں

سو نکلیا اوک (بہت) ذہن میں کند ہو — چُھڑا الطبیعت منے تند ہو

اوّل کا مُلّاں (اُستاد) ہو کہ ہر یک لے آئے — کہ شاید کچ اس تے تو بی باٹ (راہ) پائے

ذرا اس تے بھی باٹ (راہ پر) آیا نہیں — نَفَا (نفع) علم تے کوچ پایا نہیں

دیکھے یو پنچ از ما کے بارا برس — سو لے نئیں سکیا کس کنے خوب درس

دکھی ہو یکرا ایک دن شاہ وہیں ۹۰ بلا بھیجا سب حکیماں کے تئیں

کہیا حال فرزند کا کھول کر — انو ہیں یکن یوں اٹھیا بول کر

جو مرے حوالے کریں پادشاہ — تو کر سعی ہر (کسی طرح) کیوں اسے لیاؤں راہ

دلے خوب یو منج سوں ہوئے لک (مانوس) سلگ — بلانا نہ اسکوں چھ مہینے تلگ

دل و جاں سوں شہ وہیں قبول اسکی بات — دیا اپنے فرزند کوں اسکے ہات

سو لیجا حکیم اپنے گھر رات دن — پڑھانے لگیا کر مشقت کٹھن

جو ذہن اسکی تھی کند سو تیز ہوئی — حیا سوں طبیعت رنگ آمیز ہوئی

ہوا بے بدل نحو ہور صرف میں — سو نکلیا حریف ہو کے ہر حرف میں
چھ مہینے کے جوں دیس آئے نزک — سو خوش ہو حکیم اپنے دل میں ادک
دیکھیا کھول جوں اسکے طالع سوں فال — سو نکلیا برا سو ہوا دیں نڈھال
ادک دک سوں انکھیاں منے لیا لے نیر — بجھا دیکھیا شاہزادے کے دھیر
کھیا یوں کہ میں تو مشقت ہزار — تیرے حق پو کر تج کیا فہم دار
کرے جے علم تھا منج منے تج دیا — کسی باب تقصیر تو نیں کیا
ولے کیا کروں آ لگیا غم منجے — ہے دن سات لگ جیو کا ڈر تجے
۱؎ کر کس سوں اس سات دن میں توں بات — کہ ہے اختیاری تو تیر تج ہات
اگر نیں تو ہے تج دغا یا درک — نکو ڈر توکل سوں دل شاد رک
نصیحت دے اس دھات سوں او حکیم — رہیا چپ دیں دل کوں کرلے دو نیم
ویں ایسے منے شاہ کیتا طلب — چلیا شاہزادا ہو حیران تب
کھڑا جوں ہوا شاہ مجلس میں جا — سو بولیا نہ کچ شاہ سوں جیب او چا
رہیا چپ سوں موں پچ لے ڈنگ جوں — لیا بول تب شاہ آتنگ یوں
تصور کیا تھا جو فرزند یو — سکیا ہوئیگا کچ ادب پند تو

۱؎ ۔ یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

اول تو بھی کرتا اتھا کوچ بات — گنواں بات آیا ہے گنگے کے دھات

میں اسکے بدل اب کروں کیا علاج — مگر دل میں دھرتا ہے مجلس کی لاج

بری اس حرم بیچ کینا لجاؤں — صبوری سوں کی نا اسے آزماؤں

کہہ اس دھات دے مجلسیاں کوں رضا — چلیا اس حرم میں سے غمگیں وضا

خوش ایسے میں ایک رانی وہیں — شہنشاہ کا رخ پچھانی وہیں

کہی یوں کہ نھنواد تھا یو جدھاں — اتھی دائی میں اول اسکے ندھاں

کدورت سوں رہیا ہے یو بات باج — نکر غم کیا نیں کہ یو بات آج

رضا شہ کی ہوئے تو گھر اسکوں لجاؤں — خلاصا جو کچ اس کیرا ہے سو پاؤں

دیا جوں رضا شہ سو گھر لے چلی — تحمل اسکے دیدار پر جا بلی

کہی یوں کہ اے شاہ زادے مرے — سٹوں وار جوبن چرن پر ترے

دیوانی ہوئی دن تے پتی تھی میں — ولے آج لگ بل ہوا منج نہ کہیں

نہے بخت مرے جو تج پائی آج — عجب بہانے سوں تجکوں گھر لیائی آج

ہوس ہے جو تج سات یک تل ملوں — متی ہو ترے وصل مد سوں گلوں

یو تن فرش کر تج تلے ٹک بچھاؤں — لگا آنگ کوں آنگ سنتوس پاؤں

جوں ایسی کہی پاپ کی بات او — سو درہم وو شہزادہ لک دھات ہو

غصا کھا اپس میں اپے بے شمار نہ رہ گھر میں اسکے جو نکلیا بہار
اُڑے فاختے محض رانی کے وین سو ڈر عدل کوں خسروانی کے تئیں
کیتی فکر سوں مکر ایک اس گھڑی سو جا دوڑ پانواں پو شہ کے پڑی
کہی یوں کہ اے شاہ کیا کوں تجے کہ کہنے کوں آتا نہیں موں منجے
جو فرزند تیرے کوں میں گھر لیجا لگی پوچھنے حال سو ہنج نجھا
کہتا ہی جو اے نار بہوت دن تے میں ہوں مجنوں ترا اس میں کچ جھوٹ نئیں
نہ کر بات کس سوں زباں باند لے رھیا تھا ترے تئیں پو شاند لے
یکایک چڑی آج توں میرے ہات ملے بن نہ چھوڑوں نہ اب نج سنگات
کہہ اس دھات آویں پڑیا منج اوپر سو آئی چھوڑا الیکو میں شور کر
شرم نئیں تو کہا تا چ تھا او مری یو کس دھات کی کہہ کمائی تری
بگوں میں اوسے ماکہ جایگا وو کیوں ستیا ماں پو بیٹیا ہو کر ہات کیوں
میرا داد دے آئی ہوں تیرے پاس اگر نئیں تو جیو دیونگی بہا کو بھانس
سنیا جوں شہ ایسی قباحت کی بات سو ہوا گ بیٹے اوپر قہر سات
یکایک حرم میں تے کاڑ اسکوں بھار دیا بھیج کرنے سیاست کی ٹھار
غواصی اگر نار کہتا تک پر آئے تو سچ بات کوں جھوٹ کرے ہرائے

برائی - دشمنی

جو بھیٹ جا سجاں کا سینا چور ہوئے　　بُری ذات ہے یو اگر حور ہوئے
(سجوں)

تمثیل گفتن وزیر اوّل

جو شہ پاس تھے سات عارف وزیر　　حکومت منے ہر یکین بے نظیر
اُنو میں تے ایکین ہو آنگے شتاب　　کہیا یوں کہ اے خسرو کامیاب
یو روشن تجے ہے جو ہر ایک ٹھاؤں　　اندلشا بغیر ترت رکھنا نہ پانوں
(بغیر سوچے سمجھے)
کہ کم عقل ہے عورتاں ٹھار تھے　　رنجیدہ نہ ہو ان کی گفتار تھے
(جلد)
مسلّم بُری کچھ انھوں کی ہے ذات　　بغیر مکر سیدی کریں نا یو بات
انو کے مکر ہور نا جنس گُن　　منجے یاد کچ ہے سو کہتا ہوں سُن
(بُرے اطوار)
کہ یک مُنس کی شوخ عورت اتھی　　جو کچ اس کیرے ست کتیں گت تھی
(شخص)　(عصمت)　(کے)
جو رنگریز یک اسکے ہمسایہ تھا　　گیت عشق اس سوں لگا ایتا
گھراں بیچ جوں توں بلاتی اچھے　　رہنا بیچ اُس پاس جاتی اچھے
دو رنگریز نا فام ہوئے تیوں کسے　　گھر اپنے منگیا لیانے یکدن اوسے
(پوشیدہ طور پر)　(معلوم)
جو شاگرد اُس پاس یک خوب تھا　　نھنے سین کا خوب محبوب تھا
(کم سن۔ عمر)

دیا بھیج اسے کاڑ لیانے بدل — گیا گھر میں او جوں بلانے بدل
نظر جیوں پڑیا اُس او چھورا سیلول — سینے لیائی وِیں بند چولی کے کھول
لیگئی سیج پر کھینچ ہوا سیو شاد — ٹرت کر لینی حاصل اپنا مراد
او چھورا اُدھر بار جوں لائیا — سو رنگریز کے تئیں غصا آئیا
ہوا بات میں لے ہو باول وہیں — گھر اسکے چلیا ہوا باول وہیں
جوں اسکے سنی پانوں کا تنک تنک — چھپا چھورے کوں ایک جاگے پو رک
جو رنگریز کے سامنے چل کو آئی — نہیں جانتی تیو نچ اپیں دکھائی
کھیا او جو تجکوں بلانے کے تئیں — ۹۷۰ دیا اپنے شاگرد کوں بھیج میں
نہ توں آئی نا اُن خبر لائیا — چھٹیا وِیں غصا منجکوں سو آئیا
دئی جاب تب یوں اسے مکر سات — کہ کہنہ بھیجیا تھا نوں عورت ہات
او آکر بلایا منجے بھار تے — سو نکلی نہیں بھار اپن دار تے
گیا بھار کا بھار وِیں او نکل — توں آیا تو آئی سیر انکھیاں سوں چل
جوں اسبات میانے تے ان ہوراونے — سو آیا مرد کئیں تے ویسے منے
کمر وِیں سو رنگریز کی بیس گئی — رگے رگ میں اس کھلبلی بیس گئی
اُپرا پڑے تیوں لگیا آسماں — ہوا اَدمو اسخت اڑجا پراں

سو ایسے میں او نار رنگریز کوں — کہی یوں کہ نا ڈر کے ہو نتیز توں
لہوا میان میں تے شتابی سوں کھینچ — انیاں جھاڑتا پانوں پھانتے توں اینچ
ادھر جاب میں دیو نگی ہر سند — بری کچ بلا گر چہ ہے یو مرد
نہ ڈر و بیچ کر نیٹ وو رنگریز — لہوا سر دے ویں میان تے کھینچ تیز
انیاں جھاڑ لینا ڈگے ڈگ وہیں — گیا تاک سو گھر لگ رہیا نئیں کہیں
دیک اسکا مرد یو تماشا عجب — دٹا کر جو پوچھیا تو او نار تب
کہی یوں کہ اے جیو کے جیوں مرے — بلی جاؤں میں قدا و پر تے ترے
کہوں کیا کہ لئی خیر تیرا ہوا — کہ بد مست تھا او بلہاری موا
لگیا ایک چھورے کیرے جوں دنبال — ہو ہیبت سوں اسکے وو چھورا نڈھال
کھیا گھر منے دوڑ کر آے مانی — چھپا کئیں اسکوں تو منج مہر آئی
چھپائی او سے و بیچ یک ٹھار میں — سو او خر میں بھی آ سنکا بیچ ویں
لگیا پوچھنے منج وو چھورا کہاں — او آ بیچ میں تو جو آیا یہاں
دیکھت چہرا تیرا سو طاقت نلیا — او تس منڈ نلیں کر منڈی پھر چلیا
ولے فاختے اڑ مرے ٹھار تھے — گئے تھے کہ اتش پاس تروار تھے
بھلا جو لگیا توں نہ کچ اسکے ہول — قرار اب ہوا اٹک مرے جیو کوں

ترے صدقے سوں بانچیا یو کھنا　　نہیں تو وو کیا باٹ ہوتا کنا
جو اس بات پر مرد کوں مہر آئی　　سو ویں لیاکے چھوڑے کوں بانو ان یو بھائی
شکے نا تیوں آنے کوں دو دُسرے بار　　دلاسا دلا ذوق سوں بھائی بھار
دو مکار جوں مکر لے یوں اُٹھی　　سو دی مرد کے تئیں دغا آپ چھُٹی
کریں عورتاں مکر سو یوں شہا　　لگی بات او سچ تجھے کیوں شہا
سُن اس بات کوں شہ تحمل سنگات　　رکھیا شاہزادے سی اس دیس رات
غواصی ہے عورت بڑی حیلہ گر　　کہ ابلیس ویسے کوں اسکا ہے ڈر
جوں اسمان کوں ایسی عورت نجھائے　　فرشتہ اُتر بھیں پو ہرگز نہ آئے

حکایت وزیر دوم

جلالت سیتی سور جوں دُسرے دیس　　نکل آئیا کھول کرناں کے کیس
لٹاں چھوڑ دے پھر ہو رانی گیرم　　منگی واد شہ کن چلی سٹ شرم
سو فرزند تے شہ اعتراضی ہو بھی　　دیا مارنے بھیج راضی ہو بھی
ویں ایسے منے اکو دُسرا وزیر　　کھیا یوں کہ اے خسرو بے نظیر

توں عارف اہے آج ہر باب (یکن بات) میں اچھے خسرواں (یکن خسروی) سب ترے داب (یکن ذات) میں
نہیں تجکوں واجب جو فی الفور یوں پھر آوے عضب سات تو طور یوں
جنیاں (جوان)[1] ہور بڈھیاں ہیں یو حیلے سیتی نہ جیتیا ہے کوئی اس قبیلے سیتی
کہ ہے عورتاں کا نپٹ (بالکل) کام خام ہوئے بھیدانوں کا یکا ئیک فام
ادک (بہت) پیروی ہیانوں کی ہے گھات (نقصان) کتا ہوں سن اے بادشاہ ئیک بات
سنیا ہوں جو تھا کوئی ایک پہلواں ۱۰۱۰ نظیر اس نہ تھا ہیچ زمیں آسماں
سو دے زندگانی کوں عورت کے ہات چلیا ملک پھرنے کے تئیں فوق سات
نہ رہ سک و عورت اپس شرم چھوڑ پڑی فسق کے کام میں گھر کوں چھوڑ
پرت (محبت) خوب جاناں سوں لیانے لگی لگیا چت (دل) سو راتاں کوں جانے لگی
ملک پھر کتک دن کوں او پہلواں جو آیا لے دولت کے ہمرہ نشاں
یکایک خبر گھر کوں نا بھیج ویں دے ڈیرا رہیا شہر کے بھار کئیں
کدھیں نئیں سو کر خیال پرنار (پرائی عورت) پر بلایک بڈھی کوں ادک شاد کر
کھیا آج رین (رات) ئیک محبوب کوں مرے تائیں لیا ڈھنڈ کر خوب توں
جو میں حظ کروں رات ساری اسوں گیت بیشتر لاؤں یاری اسوں

---

۱ ۔ یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

بڈھی خوش ہو جوں دھنڈنے کوں جو دھائی   سونا جان اسکیچ عورت کن آئی
جو بے مثل اسکے نظر تل پڑی   ہلوں جا نزک اسکے بیس یک گھڑی (بیٹھ)
کہی بعد از اں اس چنچل نار کوں   کہ تا زاد دنیا دار اس ٹھار کوں
کدھیں نیں سو آیا ہی لئی بال سات (کبھی، بہت)   سو ڈبرا دے اتر یا ہی اقبال سات
نہ عورت اسے کوئی چھڑ اچھانٹ ہے (بہنیا)   تجے ہور اُسے لے سکی گانٹھ ہے (جوڑ)
لجاؤنگی آوگی تو اس کے پاس   کہ حظ پائیگی اس سوں تو بے قیاس (ہیں)
جوں اس دھات سوں او بڈھی بول اٹھی   اوسے عشق کی گدگلی دیں چھٹی
سو سنگار ایس کر گھنگٹ ناز سات   چلی دیں لٹلکتی بڈھی کے سنگات
یکایک جوں اسکی مجلس میں چیا   گھنگٹ کھول جوں دیکھتی ہی بنجھا
تو ہی مرد اپنا ہوی دیں ٹھنڈی   ولے مکر سوں کر تو یک نرمنڈی
لٹاں سیس کیاں لونچ لے شور او چائی (سر، اٹھائی)   گریباں ہیں اسکے جا ہات بھائی (ڈالی)
ستم اس بیچارے پو کی کوٹ کوٹ   تراش اس گھڑی کوچ کا کوچ جھوٹ
کہی یوں کہ لئی دن تے نت گھال میں (بہت)   دیکھوں باٹ تیری جنم جال میں (راہ)
ٹلک پھرنے کا لے تو جیب کیچ نانوں   سہیلیاں کوں یوں ڈھونڈ یا ٹھانوں ٹھانوں
تو ایسا ہو لوڑ یا چ کہہ کی منجے (بدچلن)   پتیانوں کیوں اے بکٹر اب تجے (بھروسہ کروں، سنگدل)

سفر تے پھریا نوں تو گھر آو نا
نہ کی ایسے کاماں کرن جاؤ نا

کیا توں مرے جیو کوں بارا باٹ
لگے کیوں نہ تجکوں مرا کل کلا باٹ

بھلی غیب تے ہوی خبر یو منجے
اجھوں نئیں تو کاں دیکھتی ہیں تجے

اُٹھ اے بیوفا اب تو بی گھر کوں جائیں
ادیکھیاں میں ہو سرخرو سلو جائیں

سٹ اس دھات سوں مکر کا اسپو مچ
چلی گھر کوں لے بول اوپر بول سچ

ہیں اس وضع کیاں عورتاں خسرا
نہ دھرتوں ان کے بچن کوں روا

سن اسبات کوں وو شہنشہ گنبھیر
ہوا مہرباں اپنے فرزند پو پھیر

غواصی جتی خوب عورت اچھے
رہے نا بغیر کوچ چھلے رچے

زباندار عورت تے ڈرنا بھلا
کہ ہے جے بلا بدسو ہے یو بلا

حکایت تمثیل گفتن وزیر سوم

جو مشرق کے ڈونگر پو تے تیسرے دن
نکل آیا سورجوں لال اگن

اور رانی لے سر تے حماقت کی شاند
انچل سانت چھلے سوں سر کھینچ باند

منگن داد شا ہے جہاں ہاپ دھائی
جو پھر شہ کوں غصے کے عالم میں لیائی

سو منکر ہو فرزند تے بے شمار   رضا مار نے پھر دیا کر نہ عار
جو تیسرا وزیر یو خبر پائیا   شہنشاہ کن دوڑ کر آئیا
کہا یوں کہ اے بادشاہ جہاں   شتابی سوں تج کام نئیں ہے یہاں
شکر تے اگرچہ ہے عورت مٹھی   ولے سر بسر زہر کی ہے گٹھی
تیانا نہ اس ذات کی بات کوں   نہ دِنیا سلگ ہرگز اس ذات کوں
کہ ہے یاد یک مکرانوں کا مجے   کتا ہوں سن اے شاہ عالم تجے
سنیا تھا جو یک شیرنی گر جواں   ادک سادہ دل ہور تھا مہرباں
سو بازار تے مول لیانے شکر   دیا اپنی عورت کوں جوں بھیجکر
چلی یک بقال کیرے دوکاں   او بقال چنچل رُخ اسکا پچھاں
مذاق اس ستی کر شکر باج دام   دیا اُن سو چادر میں بندے تمام
حیا چھوڑ دے چلبلے خیال سوں   چلی بل کو گوشے میں بقال سوں
جو شاگرد تھا اسکی دوکان پر   لیا کاڑ چادر میں کی او شکر
دغا دینے کا مکر جوں یک گندیا   سو چادر منے خاک اسکی بندیا
ہو انجان بیٹھیا پھر اول کے سار   یکا یک اُن آئی سو بے اختیار
او گنٹھری بغل میں کھڑی ہو کہیں   شتابی سوں اپنے چلی گھر کوں ویں

دیکھیا مرد جوں کھول ماٹی بغیر — نہ تھی اس میں شکر سو پوچھیا نڈر

دو فی الحال اٹھی بول یوں مکر سات — کہ کیا پوچھتا ہے سنجے یوتوں بات

شکر لیا ؤنے کوں جو گئی بھا ہیں — ہوی یک بلا میں گرفتار ویں

چھوٹیا تھا منیا ایک متی کرڑ کڑا — پڑی جا کے لوگاں میں میں گربڑا

تلیں چھیٹ پڑے ہات میں تجھے جو دام — دھنڈی گھا بے بن سوں ماں ان تمام

یکایک دو یکے ملنے نئیں سو ویں — اوچا واں کی ماٹی لیکر آئی ہیں

اجھوں دھڑ دھڑا تا ہے سینا مرا — یکایک بھکل کڑبا سینا مرا

مرا اعتقاد ایک تھا کرتُسوں — بچایا خدا جیو دے منجکوں

دو مرد اے بچن سن کھیا یوں اُسے — دو یکے تج اوپر تے صدقا دیسے

شکر نئیں تو نئیں شکر جیو باج پھیر — سلامت سوں آئی توں اپنے مندھیر

دو چنچل کر اس دھات تقریر خاص — ہوی مرد کی دھاک ڈرتے خلاص

ہیں اس جنس کیاں اے شہنشہ انو — پتیاوں نہ ہرگز ہیں عارف جنو

کیا جوں اثر شہ کوں اسکا کھیا — نہ لے ناؤں فرزند کا چپ رھیا

غواصی سکیاں پر نہ دھر اعتبار — کہ ہیں اندرائن کے یو پھل کے سار

میٹھیاں گرچہ دستیاں ہیں جوں شکر آج — ولے دل میں کچ نئیں ہے کڑوائی باج

حکایت تمثیل گفتن وزیر چہارم

جو پھر دیس چوتھے جہاں تاب سور — کیا جگ منے آپنا جوں ظہور
او رانی اوسی (دن) مکر کے دھاؤں سوں — چلی شہ کنے پھر ننگے پانوں سوں
کہی تند (غصہ) ہو یوں کہ اے راجنا — مرا داد کی دیوتا نئیں کنا
اگر توں ایسے ہو یوں انجان ہوئے — ڈرے کیوں ترے عدل کوں خلق کوئی
کر انصاف اگر کچھ مراتج ہے چاڑ (پرواہ) — اگر نئیں تو لیتی ہوں میں جیب اوپاڑ (اکھاڑ)
پھر اس بات پر شہ ہوا خشمناک — کیا امر بیٹے کوں کرنے ہلاک
سو ایسے میں چوتھا وزیر آ تروت (جلد) — دعا کر شہنشہ کے تئیں بھوت بھوت
کھیا یوں کہ اے شاہ عالی صفات — نپٹ (بالکل) عورتاں کا ہے ناجنس ذات
بغیر مکر سوں پیش انو آئے نا — گیت (دشمن) گھات کرنے پچھیں جائے نا (پس و پیش نہ کریں)
کہ اکثر نہیں بات انو کی سچی — سراسر انو کی سو بدھ (عقل) ہے کچی (خام)
سن یک نار کی بات اے شہ تجے — کتا ہوں کی واجب ہے کہنا منجے
سنیا تھا جو یک برہمن نابکار — نہ لیا بھوک تے تاب ہو بیقرار

منگیا کھان عورت کن آ گھر منے — پکائی نہ تھی بیگ سو ویں اونے

غصا پیٹ کا [طعام] پیٹ [شکم، پیشت] پر اسکی کاڑ [نکال] — دکھایا سو لی ہات تے اوسکے جھاڑ

انجو [آنسو] لیالے انکھیاں میں بھرتی اُساس [آہ] — ۱۰۹۰ چلی پانی لیانے کوں یک بائیں [کنوئیں] پاس

سو استھار یک جو اس چنچل سگھڑ — کتاب ایک بیٹھیا ہے ہت میں پکڑ

اوسے دیک کدورت کوں سب دور کر — نزک جا ہلوں ناز سوں گھور کر

کہی کوں تیوں کیا ہے تج ہات میں — ہے مشغول توں کس حکایات میں

تج اس بائیں [باولی] پر کام کس سات ہے — کنا کیا تری راز کی بات ہے

جوں او جواں استے سنیا یو بچن — چھپا اسکے دیدار سیتی نین

کھیا یوں کہ عاشق ہوں اے ناریں — نو آج آیا ہوں استھار میں

جہاں لگ سکیاں ہیں چنچل تیز فام — لکھن ہار ہوں ان کے مکراں تمام

اسی فن سوں پھرتا ہوں دن رات میں — یہی دل میں دھرتا ہوں ہوس [حرص] رات میں

اگر تج چنچل دھن تے کچ مکر پانوں — غنیمت ستی لکھ لے خوشحال جانوں

ہوا سات پر خوش وو دھن چابلی — ۱۱۰۰ اٹھی بول اوسے ہوئے تیوں گدگلی

کہ اے جواں اگر تج میں ہے یو ہوس — تو دیک آج یک مکر میرا سرس [بہترین]

ولے میں کہے تیوں توں کر کام ایک — میرا مرد کر ایسیں دکھلا ٹک ٹیک

گنگھٹ کرا وڑا بھر کے چادر منجے ۔ مرے گھر کوں چل یاں تے لیکر منجے
اگر مرد تجکوں جو پوچھے مرا ۔ توں دے جواب اسے میں ہوں سارڈو تیرا
تیری میری عورت ہیں بھاناں سگیاں ۔ ازل تے یو آیاں ہے کہنا لگیاں
ہمن ہور تمن میں جدائی نہ تھی ۔ ولے بن ملے آشنائی نہ تھی
ملے آج سو لئی غنیمت ہوا ۔ صفا سوں مبدل کدورت ہوا
کہ اسدھات سوں وو اپلا ہو تلکیک ۔ بزاں کیا تماشا ہے میرا سو دیک
کرا و جواں ٹنک دو روپیں دھیٹ سوں ۔ گھنگٹ کرا و سے وو پیچ لے بیٹ سوں
چلیا سانج کے وقت خوش اسکے گھر ۔ سو آیا نکل مرد اسکا بھر
ادب سوں انگے ہو کیا اُن سلام ۔ او سکلائی تھی تیوچ بولیا تمام
سو سچ مان او کوچ من میں نہ لیا ۔ وہیں گھر منے دو کے تئیں لے چلیا
نفکر سوں تو یوں لیا دل میں آن ۔ کدھیں نئیں سو آئی ہے عورت کی بھان
بڑی بار تے ان سو گھر میں نہیں ۔ چھپی ہو گی ہمسایہ شاید کہیں
بری ترت جا اسکوں لیانوں بلا ۔ کروں دو نوں بھاناں کے تئیں خوش ملا
کہہ لے یوں چلیا جوں نکل بھار کوں ۔ ادھر اُن بڑی گھر میں ہے یار کوں
کیتی ذوق اُن پھر کو آئے تلک ۔ میلی یار سوں دل الگھائے تلک

عبث یاں وو ہاں اس بدل پھیراو پڑیا گھر میں آ چوپ (خاموش) دلگیر ہو

اندھاری آدھی رات باڑے (کیلیے) منے چلیا اُٹ کے جیون بچھواڑے منے

سو شک شاک وو دھن فام کرویں (ملیے) گھنگٹ دھگڑ کوں بکیلا بچھانے میں سٹ (ڈال)

ہلوں کوٹھری میں تے نکلی بھار اراخت (پیشاب) کوں بیٹھی اُنید کی سار

سو ان اپنی سا لیچ ہے یو لگر ہنسی سوں پڑیا جا ہلوں اوس اوپر

رہی چوپ سے اس اندھارے میں وویں کیا کام اپنا لڑا اسکے تئیں

گیا پھر وو بیگی سوں جس گھر میَں ادھر آنگ اُن جھاڑلے خوب ہیَں

ہلوں اٹ دھگڑ کیچ (گھس کر) نزدیک آئی پڑیا دیکھتا تھا سو اسکوں اوجائی

کہی مکر میرا تو توں دیکھیا مسوں عیش مل رات ساری کیا

پھر اے (کہہ) مرد کوں کیوں ہراتی (جھٹلاتی) ہوں دیک خجل کر کے کیوں بیسلاتی (بٹھلاتی) ہوں دیک

ولے غل مرا سُن نہ رہ توں یہاں نکل جانہ ہوئے فام تیوں ناگہاں

کہہ اس دھات او جواں کوں او سو دھن (عورت) جھنجر (خنجر) کیچ (کھینچ) اُٹ آئی ویں مرد کن (کے پاس)

سوتا سو اوسے مار اوچا (اٹھا) شور کر کلا (آواز) غلبلا (شور) سات ور زور (زوردار) کر

کہی یوں کہ اے نحس لا اعتبار (بے بھروسہ) تری زندگانی پو لعنت ہزار

کدھیں نئیں سو میری سگی ماؤجائی گھر اپنا ہی کر جو ترے گھر کوں آئی

اوپر پڑ شرم اسکی گھایا سو کیوں — خلل اسکے جیو پر توں لیایا سو کیوں
ہوا کیوں توں ماں بھان سوں اختیار — مکر گھانے کوں تج نہ تھا ہور ٹھار
ترے دل میں تھا جو نہ تھی گھر میں میں — یہ چھپی تھی ترے ڈرتے میں پانچ کئیں
تیرے رات ساری کے چالے تمام — مرے من کوں کر راک جالے تمام
اجھوں میں توں جیتی ہوں کچ موئی نہ تھی — تجے سٹ دیوانی تو کچ ہوئی نہ تھی
یو کیسا مجے داغ توں لیا ئیا — یو کیسا بلا منج پو لیا بھا ئیا
وو جو تنیں دونوں گھتر اوٹ کر — چلے روتے منج پر سینا کوٹ کر
نہ جانوں وو کیا گھات کرتے ہیں کی — یو فریاد کس سات کرتے ہیں کی
ہوئے جا کہیں ڈب مراس لاج تے — مرا مود کہوا نکو آج تے
فضیحت کر اُسن جس رہی چوپ اُن — سو ہو گھا برا یوں اگن کا دوگن
کھیا پڑ کو پاواں پو عورت کے ویں — کد یو عیب میرا نہ کر فاش کئیں
کیا میں نہ جان لے کچی بد سیچی — نہ دیکھیا کچ اندیشہ آگے تیچھے
منجے پیٹ میں رک لے اپنا زنق — نکو کر منجے کئیں گرفتار توں
سُن یو غلبلا او جواں اُٹھے شتاب — گیا سو بغل میں وہیں لے کتاب
بچالے اپس اُن جلیپا دور کئیں — سو لکھنے تے مکراں کیا توبہ دیں

ہیں ایسے سکیاں شاہ یو حیلہ گر — ان کے بچن کوں توں باور نہ کر
شہ اس بات پر تے ہوا نرم ویں — دیا پھیر جیو داں بیٹے کے تئیں
غواصی جو ناریاں کیرا مکر کوئی — لکھے سٹو کتاباں تو پورا نہ ہوئے
بھلا جو ہوتا اب ان تے چھٹے — قلم توڑ کر کاغذاں ڈھوسٹے

حکایت تمثیل گفتن وزیر پنجم

جو دن پانچویں گرم ہو آفتاب — نکل صبح کے وقت آیا شتاب
وہ کم عقل رانی لے فریاد بھی — چلی شاہ کن مانگنے داد بھی
سو فرزند تے شاہ دل توڑ لے — کیا حکم سو مارنے لے چلے
میلا لے وزیر ایسے میں پانچواں — کھیا یوں کہ اے بادشاہ جہاں
زناں کا کھیا سن نہ ہو تیز توں — نہ کر طبع کوں اپنے خوں ریز توں
کہ نئیں ترس انو کوں ذرا حق کیرا — بجاویں تے پیچھے یوں کرن افترا
کتا ہوں سن اے شہ حکایت نہج ٹیک — کہ عارف ہی توں ڈھنڈ اسیچ دیک
سنیا تھا جو یک ٹھار تھا کوئی بقال — سو تھی اوسکے بیٹے کی عورت چھنال

ولے نرم تھی پھول کا پان جیوں	نین دو وی تھے لعل مرجان نیوں
جو ایک جوان کی او نظر جوں پڑی	سو عاشق ہوویں بھل گیا اسکھڑی
سمج خیال اس جوان کا او چنچل	منگی اس سوں اس رات گمنے بدل
نین بان سوں کر اشارت اُسے	چلی گھر میں نا فام ہوئے تیوں کسے
وو عاشق اول تے دھگڑباز تھا	بجنہار ویسے ادک راز تھا
سمج خوب اسکے اشارات کیوں	چلیا اسکے گھر ویں آدھی رات کوں
جو یکبھار خلوت میں دونوں ملے	سُوتے یک بچھانے مین جوں لگ گلے
جو ایسے میں سُسرا جو اُسنار کا	اوٹھیا نیند اوب گئی سو یکبار کا
جوں آیا انگن میں اوتر زہ پوتے	دیکھا بہو کو پر مرد سوں مل سُتے
کرن شور تو کچ مناسب نہ دیک	چلیا پاؤں کا بکاڑ پینجن لے ایک
کہا یو نچ بیٹے کو وو دیکھلاؤں	کھتر اوٹ کو جا بہو کے پھنسلیا تو ڑاؤں
ہو ایسے میں او دھن خبردار بیگ	دی اس جوان کے تئیں رضا بھار بیگ
نہ ہوئے تیوں آواز پانواں کا کئیں	سُتی مرد کے گود میں جا کو ویں
پچھیں تے ہلوں مرد کوں کر ہُشار	کہی یاں ہوا گرم ہے بے شمار
نہس نیند انکھیاں میں آتی یہاں	چل انگن منے جاکے سوویں وہاں

کہہ اس دھات جا ملکر اس یار سوں — سُنی تھی سُتی وانچ لے مرد کوں
ہوا جوں یکایک صبح کا جو یار (پہر) — سُتا سو مرد کوں ستم کر ہوشیار
کہی یوں کہ اے مرد کیا کوں تجے — کہ یہو تیچ عجب لاگتا ہے منجے
ترا باپ آکر مرے پانوں تے — گیا کاڑلے پینجن یک پانوں تے
تھی اس رات کیا نسبت آنے اوسے — مرے پانوں پر ہات بھانے (ڈالنے) اوسے
جہاں تے ہو سسرا ایچی بد کرے — دوجیاں (دوسروں) کا سو کیا باپ کہنا پرے
گل آدھی ہوی میں تو اس لاج (خام عقلی) تے — کہ دکھلاؤں کیوں موں (گناہ) اوسے آج تے (ان کہنا پرے)
کیا کام بنجتا (بتجربہ کار) ہو کر خام (شرم) کیوں — لیا ایسیں کر سب میں بد نام کیوں
دو اس بات پر تے پینجن لے کے باپ — گھر تے (فجر کو) بیٹے کے پاس آیا چل آپ
قصا رات کا جوں منگیا بولنے — سو بیٹا نہ دے موں اُسے کھولنے
کہیا جلنے تے عورت سوں ہیں آپنے — سُتا ہو ونگا یک بچھانے منے
آدھی رات کوں آکے بے واسطا — توں پینجن لیجانا سبب کیا اتھا
کہ میرا سگا ہو ٹیکر باپ توں — لیا یو گلے باند کیوں پاپ توں
تھکا ہور رھیا باپ اس بات تے (سکتہ کے عالم میں) — چھٹی اُن تو خوش مرد کے ہات (گناہ) تے
بڑی کچ بلا ہے شہا یو سکیاں — دیسے مکر میں بے بہا یو سکیاں

انن کئے بچن کوں نہ دے کان توں — ہو فرزند پر ٹک مہربان توں
تحمل کراو شاہ اس بات تے — غصے کوں سٹیا کاڑ کر ذات تے
غواصی یقیں جان عورت ہے سانپ — پھبے بل تو نلدُے بلا عذر جانپ
نہ جانگی ظاہر کی خوبی یو پھول — کہ کانٹے تے ہے تیز گرچہ پھول

حکایت تمثیل گفتن وزیر ششم

چھٹے دیس سورج دبینہار جوں — پھر آیا نکل بیچ سنسار دوں
دورانی سو پھر رووتی ڈھل ڈھل — چلی شہ کنے داد منگنے بدل
سو دیں تنگ آ شاہزادے تے شاہ — رضا مار نے بھی دیا بے گناہ
سو ایسے منے آچھتا اک وزیر — چرن پر شہنشاہ کے راک سیر
کہیا یوں کہ اے خسرو داد گر — یو مثلا تو مشہور باور نہ کر
کہ عورت تے کوئی بے وفا نہیں — سچ اکثر نہیں قول ان کا کہیں
عجب ہے مفتن یو مکر زناں — زناں نئیں ہے یو عیں ہے رہ زناں
کہ جالے انوں کے ہیں کئی دھات دھات — کتا ہوں سن اے بادشاہ ایک بات

سنیا ہوں جو عورت کسی شخص کی — ہوئے فام تیوں کس کوں چوری چھپی
یکس پاس یارڑے میں جاتی اچھے — بل اپنا دکھیت ذوق پاتی اچھے
جو یک دیس کس کی زبانی کہیں — سنیا مرد اسکا سو شیدا وہیں
لے چونٹی کے بال اس لڑا مار مار — پچھونڈے سٹیا باندکر ایک ٹھار
ٹکی جیو کوں بہا شور ہور شر منے — ہوی رات سو جا سوتا گھر منے
سوایسے منے یار اس نار کا — طلبگار رہوا اس کے دیدار کا
بُلا بھیجیا ایک کٹنی کے ہات — سوا وس کٹنی کوں کہی آج رات
سمایا تو آیوں کھڑیا ہے منجے — اگر سا لقا منج سوں کوچ ہی تجے
تو میرے بدل توں یہاں ہو دو گھڑی — پچھونڈے ایس باندلے ہو کھڑی
گھڑی کم رضا لے کے ویں یار تے — کروں گی خلاصی تج اس ٹھار تے
او ناداں اسی دھات راضی ہو ویں — پچھونڈے بندھالے ایس اسکے تئیں
اسی سات گئی یار کن دوڑ او — اودھر پھر کے آئے تلک بھوڑ وو
اُستا مرد اسکا جو تھا سو اوٹھیا — ہوا سرتے پھیر آغصا جو چھٹیا
چھوری ہات میں لے نہ لیا زرہ تاب — سو جا ناک کاٹیا وہیں اسکی شتاب
شباہت اندھارے میں نا فام کر — ہوا وائیلا اون تو خوش کام کر

کتک بار کوں یار کن تے اوآ | جو کٹنی کوں جا دیکھتی ہے بجھا
ہنیں ناک موں پر کھڑی ہی ہلاک | کیتی شکر اپن حال پر لاک لاک
انجو اسکے موں پر ٹک انکھیاں نیں لائی | پچھونڈے ہلوں کھول افسوس کھائی
نہ آزار ہوئے تیوں سینا مارلے | کیتی گھر منے تے بیگ اپن بھارلے
سو ہوا او بچاری ادک دردناک | بلکتی چلی ہات میں لے کو ناک
اُدھر اُن ایس باندلے ٹھار ٹھار | کھڑی ہو رہی چپ اول کے سیار
صبا کھترا آ دیکھتا ہے جو مرد | نہ کچ زخم موں پر نہ لہو ہے نہ درد
سلامت اول کیچ نمن ہے او ناک | ہے خوشبوی کے باس سوں پاک ساک
پڑیا او سکے پانواں پو جاکر وہیں | کہیا آج سَت کی سو بی بی تو ہیں
پچھانیا نہ تھا قدر تج نار کا | گنہ بخش میرا توں اتبار کا
کہہ اس دھات سوں لے چلیا گھر منے | جیئے لگ اُسی کے رھیا ڈر منے
او ناپاک نکٹی ہو گھر جا سیکر | جو دیکھی بجھا مرد کوں گھر بہتر
سو سوتا ہی لے ہات میں جے کتی | ہلائی ہلوں اس سو کچ سدنہ تھی
ستی کار میاں اس کتی کا شتاب | سُتی پیٹ سوں لگ نتھا اسیں تاب
جو کروٹ پھریا او کتی تھا سو ہات | سٹیا اسپو سوویں چلا مکر سات

سنیا ہوں جو عورت کسی شخص کی — نہوئے فام تیوں کس کوں چوری چھپی
یکس پاس یارٹے میں جاتی اچھے — بل اپنا دکھیت ذوق پاتی اچھے
جو یک دیس کس کی زبانی کہیں — سنیا مرد اسکا سو شیوا وہیں
لے چونٹی کے بال اس لڑا مار مار — پچھونڈے سٹیا باندکر ایک ٹھار
تکی جیو کوں بہا شور ہور شر منے — ہوئی رات سو جا سوتا گھر منے
سو ایسے منے یار اس نار کا — طلبگار ہو اس کے دیدار کا
بُلا بھیجیا ایک کوٹنی کے ہات — سو اوس کوٹنی کوں کہی آج رات
سمایا تو آیوں کھڑیا ہے منجے — اگر سا تقا منج سوں کوچ ہی تجے
تو میرے بدل توں یہاں دو گھڑی ۱۲۱۰ — پچھونڈے ایس باندلے ہو کھڑی
گھڑی کم رضا لے کے ویں یار تے — کروں گی خلاصی تج اس ٹھار تے
او ناداں اسی دھات راضی ہوویں — پچھونڈے بندھالے ایس اسکے ٹھیں
اسی سیات گئی یار کن دوڑ او — اودھر پھیر کے آئے تلک بھوڑ رو
اُٹھا مرد اسکا جو تھا سو اوٹھیا — ہوا سرتے پھیر آغصا جو چھٹیا
چھوری ہات میں لے نہ لیا زرہ تاب — سو جا ناک کاٹیا ویں اسکی شتاب
شباہت اندھارے میں نا فام کر — ہوا وا اُبلا اون تو خوش کام کر

کتک بار کوں یار کن تے او آ　　جو کٹنی کوں جا دیکھتی ہے بجھا (بغور)

نہیں ناک موں (دیر) پر کھڑی ہے ہلاک　　کیتی شکر اپن حال پر لاک لاک

انجو اسکے موں پر ٹک (ذرا) انکھیاں نیں لائی　　پچھونڈے (مشکیں) ہلوں کھول افسوس کھائی

نہ آزار ہوئے تیوں سینا مار لے　　کیتی گھر منے تے بیگ اِن بھار لے

سو ہوا او بچاری اوک (بہت) دردناک　　بلکتی (روتی) چلی ہات میں لے کو ناک

اُدھر اُن ایس باندلے ٹھار ٹھار　　کھڑی ہو رہی چوپ اول کے بیار (مانند)

صبا (صبح) کھتر آ دیکھتا ہے جو مرد　　نہ کچ زخم موں پر نہ لہو ہے نہ درد

سلامت اول کیچ نمن (طرح) ہے او ناک　　ہے خوشبوی کے باس (بو) سوں پاک ساک

پڑیا اوسکے پانواں پوجا کر وہیں　　کہیا آج سَت (عصمت) کی سو بی بی توہیں

پچھانیا (نہ بوجھتا تھا نہیں) نہ تھا قدر تج نار کا　　گنہ بخش میرا توں اتبار (اس بار) کا

کہہ اس دھات سوں لے چلیا گھر منے　　جنے لگ اُسی کے رہیا ڈر منے

او ناپاک نکٹی ہو گھر جائیکر　　جو دیکھی بجھا (بغور) مرد کوں گھر بہتر

سو سوتا ہے لے ہات میں جے کتی (چھوٹی تلوار)　　ہلائی ہلوں اس سوں کچ سد (ہوش) نہ تھی

ستی (پھینکی نکال) کاڑ میاں اس کتی کا شتاب　　سُتی (سوئی) پیٹ سوں لگ نتھا اسیں تاب

جو کروٹ پھریا او کتی (تلوار) تھا سو ہات　　سٹیا (ڈالا) اپس سو ویں چلا مکر سات

کہی ناک توگئی مرے موں پوتے ۔ ہوئے کی ستا ہات میں لے کتے

نیٹ گھابرا کر کے اسبات میں ۔ (کیوں) سٹی ناک اسکے وہیں ہات میں

(بالکل پریشاں) گنواں آپنے ڈھنگ سوں لے او ناک ۔ بلا مرد پر بھائی (ڈالی) کر او ہلاک

ہیں اس جنس کیاں سخت ناپاک انو ۔ بھلا ہے جو ہوئے تربت درخاک انو

نہیں ذرّہ انصاف ان میں شہا ۔ نہ جانوں (جلد) بچن (بات) پر انن کے شہا

سنیا بات یو جوں او راجا گنبھیر ۔ ہوا مہرباں شاہزادے پو پھیر

غواصی جفا کار عورت اگر ۔ کھڑی ہوئے آ کمر کے سیس پر

تو یک تل (لحظہ) میں عالم کوں برہم کرے ۔ خداوند اس ذات کوں کم کرے (عزت خدا دن دن)

حکایت تمثیل گفتن وزیر ہفتم

جو دن ساتواں مشعلہ (مشعل) سور (سورج) کا ۱۲۴۰ سٹیا (ڈالا) جگ پو تاب (شاب) آپنے نور کا

دورانی ادک (بہت) من میں دھر اضطراب ۔ سو جا شاہ کن کھول کر موں شتاب

کہی یوں کہ یک سا (مدت) ترے تے بھی میں ۔ جو آتی ہوں نت (ہمیشہ) داد منگنے کے تئیں

نہ میرا توں دیتا دسے داد کچ ۔ نہ سنتا دسے میری فریاد کچ

بھلا ہے جواب زہر کھا جیو دیوں — سہیلیاں میں سب ٹیک کر ناؤں لیوں

جوں اس دھات دو شاہ کوں لیایی واز — کھیا مارو فرزند کوں راس باز

دیں ایسے منے ساتواں آ وزیر — کھیا یوں کہ اے شاہ روشن ضمیر

مرے تئیں عصا دل تے کر آج دور — بلا شاہزادے کوں اپنے حضور

حقیقت یو کیا ہی سو توں آج پوچ — کہ شاید کہے کھول او تجھ کوں کوچ

جکچ ہی سو حق ظاہرا ہوئے آپ — کہ ڈوبے نہ تحقیق چھپے نہ پاپ

جو یو بات ادک خوش لگی شہ کے تئیں — بلا شاہزادے کوں وین

نزک آکر او شاہ کوں دیکھیا — دعا شہ کوں موں کھول بیحد کیا

فصاحت سیتی بول اٹھیا بعد ازاں — کہ اے بادشاہ زمین و زماں

مرے حق یو کرسی لئی کچ حکیم — ہنر علم سکھلا کیا منج فہیم

جو خوش ہو دیکھیا کھول طالع مرے — نکل سات دن مچ پو آئے برے

سو بولیا کہ اس سات دن میانے توں — نہ کو بات کر ہے خلل تج کوں یوں

کیا میں نہ بات اس سبب سات دن — گنگا ہو بیکر چپ رہیا رات دن

جو ایسے میں شہ کا ہوا منج طلب — کھڑیا قصہ آگچھ کا کچھ ہور عجب

مری ماں ہور رانی شہنشاہ کی — پھرا دل برا دشت جو منج پو کی

سیناجھاڑ سولے اوٹھی منج پو گھات — دئی شہ کوں تصدیع لئی مکر سات

ولے کچ اسی کا چلیا نیں یہاں — کہ حق تھا سو آیا نکل نا گہاں

ٹلے آج تے اوسنگیں دیس سات — ہوا میں سرافراز کرشہ سوں بات

جوں اس دعا ت فارغ ہوا بول کر — گلے لائے ویں شاہ دل کھول کر

وزیراں جتے اپنے تھے خاص و عام — کر اس دیس یکدھرتی حاضر تمام

سراسر بھرا مجلس آنند سوں — دیا ملک ہور راج فرزند کوں

کیا او سکے استاد کوں پیشوا — اپیں بادشاہی تے فارغ ہوا

پلا زہر رانی کوں ماریا جیواں — ہوا سرخرو آپ دو نو جہاں

وو رانواں سو بولیا حکایت تمام — کھیا اوس سہیلی کوں اے نیکنام

پیرت کی اگن کی بڑی کچھ ہے سیک — اگر توں ہے عارف تو اندیش دیک

مجازی اچھو یا حقیقی اچھو — کرے جیو کی پروانہ ذرا چ او

کھیا میں تو سب کھول تج گیان سوں — توں جا یار کن اپنے ایمان سوں

پکڑ جیو اوسکا نظر ٹھار رک — ادکھیا تے اپیں توں ہشیار رک

درنگ کی توں کرتی روانا ہو بیگ — ولے یار نہ لاگو آتا ہو بیگ

دو جانے بدل جوں سٹی پانون بھار — نکل آئیا صبح دشمن کے سار

پھری سر پہ ہو دیس چلی گھر منے — لگن ہو پڑی جا کو بستر منے
غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہفتم

جو فرعون خورشید کا چھوڑ شرق — ہوا غرب نیل آب میں جا کو غرق
سو مہتاب موسیٰ نمن دور تے — جوں آیا نکل شرق کے طور تے
پھر او برہنی نار راویں کن آئی — سو دلگیر ایس تے اُسے سخت پائی
رگے رگ میں پھر بے قراری چھٹی — نیٹ جیٹ پٹی سات یوں بول اوٹھی
کہ اے میرے غمگین کے غمگسار — توں کس فکر تے آج ہے بے قرار
میں آئی جو توں فکر میری کرے — نکی مج دکھی فکر تیری کرے
سن اس بات کوں او پنکھی بہا اوس — کھیا یوں کہ اے موہنی حق شناس
توں محبوب ہے ذات ونتی گنبھیر — حسب ہور نسب میں نہیں تج نظیر
ولے یار تیرا ہے کس دھات کا — منجے فام نیں اسکی کچ ذات کا

اگر ذات ونتا ہے تج سارہ کا
تو یارہ اس کھیا جائے تج نار کا

اگر یوں نہیں جان صد حیف ہے
جئے لگ تجے تا ابد حیف ہے

کہ اچھتا ہے جان جنس سوں جنس مل
تو کھلتا ہے جوں پھول مل دل سوں دل

اسی بات کی یک موافق کی بات
کتا ہوں سن اے ہمنی پاک ذات

سنیا ہوں جو تھا ایک جنگلی شغال
پھر ہار تھا حرص کوں لے دنبال

جنگل سٹ طمع دار ور زور ہو
گھراں میں لگیا پیٹنے چور ہو

ولے رند ہور سخت مکار تھا
سنپڑتا نہ تھا کس کوں عیار تھا

سو یک روز بر حکم عادت ہیں
بھکا ہو چلیا سیر کرتا کہیں

نما شام ہوی دیک ہشیار نیں
ہلوں نیل گر کے چلیا گھر میں ہیں

بھریا نیل کے رنگ سوں ایک خم
جو دیکھیا ہلا ویں خوشی سات دم

سٹیا جا کے اس خم پو جوں ہات اول
سو گئے گنٹ تے ہات دونوں پھسل

پڑیا خم میں تل سیر او پر پانوں ہو
ڈوبیا نیل میں خوب اس ٹھانوں او

تمام انگ یکبر نگ کا لا ہوا
صبا کا نزک جوں اوجالا ہوا

مشقت سیوں وس خم تے نکلیا بھار
جنگل کے کدھن خوش کیا ویں گذار

جنگل کے اوسے دیک حیوان سب
رہے یک طرف تے ہو حیران سب

جتے وحشیاں جو اتھے خاص و عام — دئے باگ کی چھوڑ خدمت تمام
دلاں میں جو کی ہیبت اسکی اثر — ہوئے سارے اسکے مطیع آئیکر
سیر اسکے چڑی دیک امرت کی بھاگ — لگے ڈرنے ہم بور بیچے و باگ
ولے سوں صفا باند میداں ہیں — لگے چلنے اسکیچ فرمان میں
پھکیا اس خوشی تے سو دورا ہوا — منم سات مغرور پورا ہوا
ولے آپنے حوصلے کوں تے پچھان — نہ دیوے دو رندیاں کوں نزدیک آن

ملے اپنے ہم جنس سوں یار ہو — کرے حکم ساریاں پو سردار ہو
اٹھے جسکھڑی سب شغالاں پکار — اپے بی او اٹھے اسکھڑی واں پکار
کتیک دن تے پچھے جو جنگل ریچ باگ — اٹھے خواب غفلت تے یکبار جاگ
جو واقف ہوئے اسکی آواز پر ۱۳۱۰ — غضبناک ہو اسکے وین ناز پر
پھریا خیال یکدھر تے سب یکبار — منگے پھاڑ اس ٹکڑے کرنے ہزار
سمج مرگ او اپنی نیلی شغال — وہانتے کیا نہاسنے کا خیال
نہ کس فام ہوئے تیوں اس ٹھار تے — گیا تاک سو بانچیا اس آزار تے
سینا کرلے اس دھاک تے چوریں — رہیا ہور جنگل تیں جا دور کئیں

۱۔ یہ اور اس کے بعد کا شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

جو اسکے تھے ہم جنس واں بے قیاس — سب یکدھر تے اسکے ملے آس پاس
دیکھت صورت حال اسکا عجیب — لگے پوچھنے تب سو وو کھول جیب
جکچ حال تھا آپنا سر بسر — کہیا دل میں کچ نا چھپا کھول کر
تب او دل میں سب لیائے جیو تک — نچھا سر تے پگ لگ اوسے خوب دیک
کہے تج تو اے بھائی پروردگار — دیا تھا بڑی کچ بزرگی کا ٹھار
ولے قدر اسکا سکیا نا پچھان ۱۳۲۰ تیری ابلہی کا دکھیا یاں نشان
تڑا قصہ سن اے ہمن میں کے یار — ہے تحقیق اسکی حکایت کے سار
کہتے ہیں جو کوئی شخص دانا اتھا — ولے کچ اسوں یو زمانا اتھا
سو سامان جا سب پریشان ہو — کہ دلگیر تھا او پشیمان ہو
سو کی مفلسی پر لے ہیچ اوسے — بغیر ایک گدھڑا نہ تھا کچ اوسے
کہ دبلا ہوا وبی ادک باج گھانس — نکل پیٹ کا بھار آیا تھا بانس
مہربان ہوا اسکے حق پر او مرد — لیا کھینچ آپس پو اسکا او درد
سو پیدا کر ایک باگ کا چمڑا — سلا سیج سوں خوب اسکے اوپر چڑا
اٹھیا بعد ازاں بول اس ڈھات سوں — ارے خر سنیگا مری بات توں
جو منگتا ہے توں پیٹ بھرنے کے تئیں — تو جا رات کے وقت چرنے کے تئیں

اگر باغ میں ہوئے تیرا گذر   تو موں کھول فریاد ہرگز نہ کر
جو رکھوال واں تج دیکھن آئینگے   تج اس شکل سوں باگ کر پائینگے
ترے ڈرتے نزدیک آسے نہ کوئی   توں چرتے وقت تج پھراسے نہ کوئی
چھپا دل میں رکھ یو نصیحت مری   نہ اظہار کر کئیں حماقت تری
سراسر اسے پند دے اس وضا   جو چرنے کوں جا کر او دیتا رضا
سوراتاں کوں وو ونچ جاتا اچھے   ہریا خوب چارا چراتا اچھے
کتک دیس کوں جب او موٹا ہوا   ہری گھانس سوں چرب پٹھا ہوا
پڑے چندنی کی رات جسکی نظر   تصور کریں باگ سچلا ہے گر
قضا و قدر یوں ہوا ایک رات   چلیا چرنے کوں باغ میں ذوق سات
جو ہور ایک گدڑا ہم اُستے اول   اسی ٹھار آیا تھا چرنے بدل
بھریا پیٹ سو دُم ہلا شاد ہو   کیا ناگہانی جو فریاد او
او خرے خری جوں کیا آشکار   بسر او نصیحت اٹھیا دیں پکار
پڑیا بھار جوں اپنے راز تے   بلا آئی اسیر اوس آواز تے
پڑیا جوں او آواز مالی کے کان   صحی اسکوں گدڑا چ ہے کر پچھان
پکڑ اس کتک سات رنجور کر   بچارے کی پھسلیاں سٹیا چور کر

طبیعت جو اصلی بد اسکی پھرائی　　نصیحت اسے کام واں کچھ نہ آئی

کہ او شخص گدڑے کوں کرے بے قیاس　　جتیا باگ کا لیا پناویں لباس
(یہ اگر کسی)　　(جتنا)

نہوئے باگ وو یو بچن سانچ ہے　　سو گدڑا سو آخر کوں گدڑا چ ہے
(بات　سچ)　　(گدھا)

جو گئی رات باتاں میں تج آج کی　　اٹھ اے شہپری شرم ہور لاج کی

ترت آج جا یار ہو یار سوں　　کر انکھیاں کوں سیر اسکے دیدار سوں

دیک اس امتحاں کی نظر سات آج　　سمج خوب لے اسکی سب دھات آج

کیتی قصد جانے کوں جوں او نگار　　سو دن جو ہرا اپنا کیا آشکار

نکل گھر تے اسوقت جانے نہ پائی　　گیا چوک بل سو نجھانے نہ پائی
(تھے گیا جو اول)

اُبل آئے سو عشق کوں داب ویں　　پلنگ تے چڑی جاکے بے تاب ویں

غواصی اتم رین کالی دراز　　یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن تمہی　　ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہشتم

مگر سور کا جیوں گگن تے اوتر　　گیا ہیں مغرب کی دریا بھیتر
(مگر مچھ　سورج　آسمان)　　(گھس کر　اندر)

سو مشرق کے چشمے کے میانے تے بھار ۔۔۔ نکل آیا چاند مچھلی کے سیار

پھر او نار جیوں مین بن نیر کی ۔۔۔ ہدف بے قراری کی ہو تیر کی

طلب سوں جو رخصت کی پراوین کن آئی ۔۔۔ انجو برہ کے داٹ انکھیاں میں لیائی

کہی یوں کہ اے مصلحت کے عزیز ۔۔۔ مری زندگانی تو کچ ہوئی نہ چیز

کہ تنگ آئی ہیں یار کے برہ تھے ۔۔۔ بچالے منجے آج اس گرہ تھے

توں گرچہ میٹھی پہ ہے دراصل ذات ۔۔۔ ولے عقل میں توں ہی عالی صفات

تج ایر ال مرا جو ہے اعتماد ۔۔۔ بھلا جو کرے منج دکھی کوں توں شاد

جوں لے بات انواں سنیا کان دھر ۔۔۔ دیا جاب اسے اس وضع گیان دھر

کہ اے نار تیرا ہوں میں گرچہ دوست ۔۔۔ ولے مغز سوں توں ہے ہور میں سو پوست

توں اپنی فراست کی دیکھ کھول انکھی ۔۔۔ کہ ہے آدمی توں سو میں ہوں پنکھی

ہوا تج سوں محرم تو میں کیا ہوا ۔۔۔ کہ تیری لیکھے روز میں ہوں نوا

چھپانا بھلا راز توں غیر تے ۔۔۔ نہ دیکھیا وفا کوئی اس دیر تے

توں عاشق تو ظاہر کھانی ہی سچ ۔۔۔ منج انگے توں آنملاتی ہی سچ

ولے عشق تیرا دسے منج دروغ ۔۔۔ نہیں راستی کا کچ اس میں فروغ

مبادا ترا عشق اے گلعذار ۔۔۔ اچھے آج اس ایک رانی کے سیار

اگر جیو منگتا ہے سننے ترا — تو سن قصہ کہتا ہوں میں اوس کیرا
سنیا ہوں جو تبریز میں ایک ٹھار — اتھا ایک تاجر بڑا مال دار
سو یک جو تھی ہور ایک بیٹی اُسے — نھنی تھی کہ بھیا کر نہ دیتا کسے
قضا یوں ہوا جو او تاجر گنبھیر — گیا ایک دن گشت صحرا کے دھیر
سو ایک کھوپری آدمی زاد کی — یکایک اسکی نظر تل پڑی
لکھی تھی یوں اسکی پیشانی منے — کہ جس وقت پر جیوتا تھا اُونے
کیا خون انسان کے چار بیس — موا ہے یو اجنو سو یکبار سیس
او ہشتاد دنا ہو کے ہشتاد کے — کریگا یو خون آدمی زاد کے
لگیا بھوت تاجر کے دل کوں عجب — سو یوں بول اپس میں لیا آپ تب
کہ جیتے براں کر دلیری یو مرد — کیا ہے عجب نئیں اتی خون فرد
یو مُردا ہو لگتا ہے منجکوں محال — اتی خون بھی کیوں کریگا اپال
بری کی نہ میں اس اجا کر لجاؤں — چھپیا کر بھی اسکوں رکھوں ایک ٹھاؤں
کہہ اس دھات دو کھوپری خوب پیچ — پیشانی پو کے حرف سارے کھرو پنچ
پسا خوب باریک سُرمے نمن — سو ٹھکتے منے گھال راکھیا جتن
ولے یوں نہ سمجھا جو تقدیر کوں — کیا جائے نا دفع تدبیر سوں

کتک دن گذر گئے پچھے ویک بل گیا جیوں او تاجر تجارت بدل
جو بیٹی اتھی اسکی جیسی پری سو یکدن نظر اس چتے پر کری
وو کھا نیچ کی بست ہے کر پچھان حقا کھول کر کھائی تھوڑا نہ جان
سو درحال قدرت تے مریم کے سار ہوی بن پُرُس پیٹ میں او نگار
تاثر جو اس کھو پری کا کیا وو کھا نیچ میں اس حمل رہ گیا
جو نو ماس پورے ہوئے وو نھنی سلامت سوں اوتار بیٹا جنی
نھنی کی جو ماں اوس نھنے کوں دیکھی سو ناؤں ابن غیب اس نھنے کا رکھی
برس سات بعد از وو تاجر گنبھیر سفر تے جوں آیا پھرا اپنے مندھیر
دیک اس خوب فرزند ادب دار کوں لگیا پوچھنے آپنے نار کوں
سو عورت کہی سر بسر قصہ کھول فکر زاد ہو باپ موں سوں نہ بول
سمج یوں لیا جو اسی کا چ عیں ہے آثار کچ یو غلط نئیں ہے ہیں
نہیں کوچ حیلے کوں یاں پل اتیال نہو سے مقدر مبدل اتیال
کیا عقل میں آئے یتوں میں ولے خدائی سوں کیا زور کسکا چلے
کر اس دھات سوں دل کوں خاطر نشاں رہیا چوپ گھٹ کر دو چنتا یراں

۱۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

وو بالک جو دن دن کوں نشا نا ہوا　　خرد مند ہنر مند دانا ہوا

بچہ　بڑا　　نٹ ۔ خرد میں وحید زمانا ۔

کتک دن کوں دریا پو تے جوہری　　لے نادر اتم جوہراں سمدوری

سمندری

جو تبریز کے شہر میں آئیا　　جواہر امولک جو دکھلائیا

بیش بہا

وو تاجر کتک جوہراں قیمتی　　لیا مول کر جوں انو پاس تھی

وو نادر جواہر پرک این غیب　　کھیا یوں کہ ہے اس جواہر میں عیب

جھلک میں تو ظاہر ہے یو بے نظیر　　ولے کاچ تے مول میں ہے حقیر

کانچ

اتھے گرچہ واں لئے جواہر شناس　　ولے اس نمن کر سکے نئیں قیاس

بہت　　طرح

تب او تاجراں ہو پشیمان سب　　رہے اسکے پارک پو حیران سب

پرکھ

فراست جوں اسکا ہوا آشکار　　سو او جوہری مل کیے یوں بچار

کہ ہر حال کر دل کوں تاجر کے شاد　　اسے مول لینا دے پیکے زیاد

پیسے

سنیا جسگھڑی این غیب یو بچار　　کھیا یوں کہ اے تاجر حق گذار

اگر بیچتا تو انو کوں منجے　　تو ہے ایسے میں فائدہ لئی تجے

بہت

وو تاجر سن اس نور دیدے کی بات　　اسی ٹھانٹ بیچیا دیا انکے ہات

نٹ نور دیدے

جو او جوہری اپنے مقصود پائے　　لے دنبال اسے آپنے شہر آئے

ساتھ

سو اس شہر کا راج بھوگی گنبھیر　　جہاں پروراں میں جو تھا بے نظیر

سو تھیاں عورتاں چالیس اس راج کوں نہ ویسیاں کہیں شہریاں آج کوں

انو میں جو رانی یکن خوب تھی سو اس راج کے دل کی محبوب تھی

ال اچھتی براں اس سوں وو شہ چتور لیکر آئی جیتیاں سو مچھلیاں حضور

جو مچھلیاں کوں دیکھی وو دہن کھول آنکھ لیتی آپنا موں وو یں آنچل میں ڈھانک

عورت

سبب کھول جوں اسکوں پوچھیا وو راج کہی تب کہ اے صاحب تخت و تاج

مگر اس مچھیاں میں اچھے کوئی نر مبادا پڑے منج پو اسکی نظر

جوں اس دھات کی بات بولی اونار وو مچھلیاں وہیں ہنس پڑیاں ایک بار

بنپٹ اس ہنسی پو تھے او دھن او راج ہو حیراں اپس میں ہوئے لا علاج

بہت

سبب اس ہنسی کا حکیماں کوں پوچ جو دیکھے کسی تے ہوا حل نہ کوچ

عقلمنداں

جوں اس باب عاجز ہو سارے رہے بناں کوئی اس راج کوں آکہے

بعد ازاں

کہ اس شہر میں یک نوا نوجواں خدا اسکوں لیایا ہے اس درمیاں

سو ہے ابن غیب اس کیرا ناؤں سو سمجھتا ہے بات اہل دریا کی او

کا

اگر شہ منگے کرنے یو فکر دور بلا بھیجنا اسکوں اپنے حضور

سبب مچھلیاں کی ہنسی کا تمام کہیگا وہی جیوں ہے تیوں کھول فام

اسی سات اسے شہ بلا بھیجیا نزک اپنے دے مان بسلائیا

ساعت عزت بٹھایا

جو تھا جس ہنسی کے بدل بے قرار کیا اسپو اظہار سب ایکبار

تب اوکاڑ سٹ دل میں تے فنک ویر بچن ماہیاں سات کر ابن غیب

کھیا یوں کہ اے راج یو ماہیاں سو کرتیاں ہیں اس دھات سیتی بیاں

جتی عورتاں چالیس اس راج کوں سو ہر یک جنی چھوڑ دے لاج کوں

خوش ایکسا ایک امرد کوں رک اپنے پاس پنا ہر ایکس کوں زنانی لباس

نہوے تیوں کسے فام ادک شوق سوں گماتیاں ہیں وقت آپنا ذوق سوں

جے رانی جو راجے کنے تھی کھڑی ہے اس کام کے فن میں سب تے بڑی

جو ہنسا کوں دیک مار عصمت کی لاف چھپائی جو موں ود سو تھا سب خلاف

ہنسا آیا اس سبب بے شمار سو سارے ہمیں ہنس پڑے ایکبار

جوں اے بات مچھلیاں کی تقریر سوں ۱۴۴۰ کھیا کھول اس راج گنبھیر کوں

ہو درہم اور اجا حرم بیچ جا دھونڈانے جو فرمایا جا بجا

او چالیس مرداں نکل آئے بھار سب اس عورتاں کوں کیا سنگسار

کہ آخر ہوا او کھوپری ابن غیب اتھی خون کی بھار بھا سب کے عیب

نہ تاجر کی حکمت چلی کچھ یہاں قضا جیوں اتھا تیوں ہوا ناگہاں

گرا ے نار توں جاگی عاشق کے گھر توں اس بات کچھ جھوٹ دعوی نہ کر

تون عارف سہیلی ہے بہو چھند کی نہیں کوچ حاجت تجے پند کی

اچھیگا ادک منتظر آج یار رضا ہے مری ترت جا اے نگار

ہوی مستعد جوں او جانے بدل وہیں دیس غوغے سوں آیا نکل

برہ پھر جو اس تیر ہو کر چبیا ہدف ہو پڑی سو بجانے پھبیا

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب نہم

جو سب دیس پھر اژدہا سور کا کیا غرب کے غار میں ٹھانوں جا

گگن اُجلا اتم چاند کا بے بدل گنوارے تے مشرق کے آیا نکل

پھر او برہنی نار گج چال کی لٹبے بال ہور گد گلے گال کی

اوٹھی بول طوطی سوں اس دھات آ کیتا دکھ کہوں تجکوں ہر رات کا

کہ کہنے ہور آنے تے تج ٹھاؤں کوں گھٹے تو پڑے جیب ہور پاؤں کوں

جو آوُوں تو باتاں میں بھایا ہی مج خجل ہر رین کر پھراتا ہے منج

منگوں میں جو تج دھرتے کچ پاؤں ٹک ولیکن نہ دیکھوں بغیر دکھ پو دکھ

کیا ہے برہ سانپ ہو مج پو قہر اُتار آج توں منج تے ہر کیوں زہر

سن اس بات کوں وو بیکھی نامدار کھیا یوں کہ اے گیان ونتی نگار

عبث آپنا تند کرتی مزاج یو کیا سرزنش ہے جو کرتی ہے آج

تیری مصلحت کے بغیر بات میں نہ لیاؤں زباں پر کسی رات میں

ذرا فکر کچ میں نہ میرا کروں صبا اوٹھ اندیشہ سو تیرا کروں

کھیا منج ہوا خواہ کا اے سُندر تیرے دل کوں لگتا ہے کڑوا اگر

میرے بول ہرگز توں کڑوے نہ جان میٹھے شہد تے بھی میٹھے کر پچھان

کتا تجکوں منج باج ایسا ہے کون جو بھورا ہو تجھ غم تے لے چھنک لون

اگر یار کا آج منگتی ہے سنگ تو منج لیا نکو اس تے پیلاڑ رنگ

شتابی سوں جالاؤتی یار کی ولے خوب خدمت کر اوس یار کی

کہ جیوں ایک شہزادہ دھو دل تے شک کیا خدمت یک سانپ کی جیو درک

سو وو سانپ اوسے یوں کیا کامگار جو دیک رشک کھانے لگیا روزگار

سن اے بات پھر اودن اوک چھند سات کہی منجکوں بول اوسکی خدمت کی دھات

سو بولن لگیا اے مدن کی متی سنیا ہوں جو یک ملک کا جگ پتی

اتھے دوئی فرزند اوسے بے نظیر — سو آخر کوں ہو پیر و وشہ گنبھیر
(دو)

بڑے فرزند اپنے کوں نزدیک بولا — حضور آپنے تخت پر بیسلا
(بٹھلا)

دیا اوسکے ہت سلطنت کا زمام — سب ارکان دولت کیے آسلام
(ہاتھ)

جو بھایاں منے تھا اول اتفاق — بدل خسروی کے پڑیا آنفاق
(کے لئے)

تھنا بھائی اپنے تھے جی کوں شک — تعدی بڑے بھائی کی سہ نہ سک
(ظلم، جان)

ہنوے فام تیوں کسن پھر ابھیس یں — چلیا سر لے ویتاگ پردیس کیں
(معلوم، کسی کو بدل، فکر)

بغر سکھ نہ دیکھیا اتھا کدوہ دوکھ — سو دیکھن لگیا دکھ یو دکھ جاوہ سکھ
(کبھی)

بغر نرم تھالیاں بچھانا نہ تھا — سو وہ چھوڑ بھوئیں کا بچھانا کتا
(زمین)

ہنسا باج رونا نہ تھا فام اوسے — سو آرُونے سوں لگیا کام اوسے
(ہنسی بغیر، معلوم)

دریغے جو آنے لگے دات کر — رہیا ٹکڑے ہو کر سینا پھاٹ کر
(انکارات)

غریبی کے غم سوں ہو دبلا نمام — کسی شہر میانے کیا آمقام

نہ محرم جو بولے کچھ اوس کھول مکھ — نہ ہمدم جو خاطر کرے اوس پو دکھ
(شناسا، منہ)

جیوں ایسا کھڑیا آسمایا اوسے — سو مکیرات یوں دل میں آیا اوسے

زمانا تو مج سوں نہیں ساز گار — نہ یاں کوئی میری خبر لین ہار
(لینے والا)

بھلا جو سمجھ اپنی غربت کے دیس — لیوں دیس جیسے ہیں ویساچ بھتیس
(دن، دن، ویسا ہی)

نکل آئیگا گر صبا کا پھار ۔ تو گھر میں تے باہر نکل تیج بار
پڑیگا جکوئی یاں نظر منج کوں ۔ کرونگا اوسے خدمت اخلاص سوں
اوسی فکر سوں رات لہو گھونٹ گھونٹ ۔ ہوی جو صبا سو جھنجر کیچ اوٹھ
نکل گھر تے جیوں پاؤں بھایا بہر ۔ سو کالا پڑیا ناگ اوسکی نظر
کہے تیوں نچ آنگے ہو اوسکے نہ ٹک ۔ قدم نیٹ کا ثابت اوس ٹھار رک
کہا یوں اتم ذات کے ناگ آج ۔ نظر کر جو میرے کھلیں بھاگ آج
کہ اس شہر میں ہوں میں وارد غریب ۔ جو نا کوئی مج دوست ہے نا حبیب
مرا ملک سو ہے بخارا و بلخ ۔ کیا دیک فلک زندگی مج پو تلخ
بڑے بھائی کے ظلم و آزار تے ۔ لے ویتاگ نکلیا ہوں گھر دار تے
اگرچہ بڑا دوکھ زادا ہوں میں ۔ ولے نسل میں شاہزادہ ہوں میں
ہو بیزار اپن جنس کی ذات سوں ۔ پریشان خاطر ہو اس دھات سوں
تیری چھاؤں میں آئیا ہوں اپتال ۔ لے خدمت مرے ہات کر منج نہال
کہ منج دل منے ہے کہ تج خاص سوں ۔ گموں ہور کروں خدمت اخلاص سوں
اگرچہ ترے سر میں ہے نیش رنج ۔ ولے ہے ترے پانوں تل نوش گنج
سنیا اس تے جوں یو عجب بات ناگ ۔ کھیا مہربان ہو تے اوس سات ناگ

ترا گرچہ دشمن ہوں میں اے جواں ولیکن ترا دوست ہوں کر بچھاں

کہ منجکوں اثر کی غریبی تری کر ہنار ہوں میں طبیبی تری

کسی باب خاطر نہ کر لے ملول کہ خدمت کوں تیری کیا میں قبول

دے تقویٰ اوس اس دھات اپنی مقام چلیا لے سو ہو وہ بجد صبح و شام

لگیا کرنے خدمت خوش اس ناگ کا سو دیک اعتقاد اوس اتم بھاگ کا

کھیا ایک دن یوں کہ اے یار میں جو یاں دیکھتا ہوں نونئیں گنج کئیں

جو چلتی مری کوچ تدبیریاں ترے باب کرتا نہ تقصیریاں

اگر صدق تیرا ہے منج سوں صحی تو آج منج سات کر ہمرہی

فلانے نگر کا جو ہے تربتی ہے اس پاس ناد راک اُجلا ہتی

اس اپرال اس کا ایتا کچ ہے پیار گھڑی اوس نہ دیکھے تو ہوئے بیقرار

جوں اوس ہست کوں کھول پانی پلان ندی کی طرف لیائیگا بیل بان

تو اوس ہست کے سنڈ میں پیس میں ضرر دیونگا دوئی دن بیس میں

کریگا کوئی آکر تو اسکا اوتار نکل سوں نہ میں سُنڈ میں تے بھار

سُنا ہر سند آ کو آواز تئیں سنگا تیج نکل بھار آتا ہوں میں

لہ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

جب اس دھات سوں کام ہو آئیگا   تو لئی کچ توں اس راج تے پائیگا

کر اس دھات اوس جان سنگات بات   چلیا اوس نگر کی طرف لے سنگات

جوں اوس ہست کو لیائے پانی بدل   سو بیٹیا وہیں سُنڈ میں دیک بل

لگیا دیون اس دھات سیتی ضرر   جوں آئی بلا ہست کے جیو اوپر

حکیماں جتے واں جو تھے خاص و عام   وتیے حکمتاں کر کے دیکھے تمام

کسی تے ہوا کچ نہیں فائدا   دئے شہر میں بعد ازاں یوں ندا

کہ جن اس ہتی کا کریگا علاج   جو کچ اون منگیگا سو دیونگا اوس آج

جو اوشاہزادا اسنیا یو خبر   کھیا خلق کوں واں کی یوں کھول کر

جو شہ کی رضا ہوئے تو یک رات میں   کروں حکمت اوسکی ہی منج ہات میں

کہ حکمت میں جوڑا نہیں منج کئیں   طبیعت ہتیاں کی سمجھتا ہوں میں

خبر سن شہ اسکوں بلایا حضور   کھیا گر کریگا توں اسے درد دور

کرونگا سرافراز اس دھات سیوں   جو توں بھول ہو کھل رہے ذات سیں

سُن اس بات کوں وویں ہتی پاس آ   دکھیا ہات سٹ انگ پر جا بجا

خوشی سات کر دل کوں جوں سمندپور   کیا وانتے سب پیل باناں کوں دور

گئے بھانک جوں لوگ سب ٹھار ٹھار   اُدھی رات کوں مات سنڈ پر اوتار

سنایا جوں اپنا گلا ناگ کوں — سو آیا نکل سنڈ میں تے ہلوں
کرا ایکار اس دھات اس جوان پر — رضا لے چلیا ناگ وہیں اپنے گھر
جو ٹک کی دھر سیت کوں نیند آئی — جھنجر کی ہلا انگ دے انگڑائی
ہوا جوں انکھیاں کھول یکایک ہشیار — کھڑا ہو رھیا خوب اول کے سار
جوں لے خوش خبر شاہ کوں اپڑی — بلا شاہ زادے کوں بھیج اسگھڑی
شہانی عنایت سوں بے حد نواز — کرا وس شاد کیتا ادک سرفراز
سمج قدر اسکا گلے لائے کر — لگیا مہر سوں مانتے بھائی کر
جو آخر وو شہ حق سوں واصل ہوا — مراد اسکے دل کا سو حاصل ہوا
نظر پھر جو اسپر الٹی کیا ۱۵۴۰ اسی شہر میں اسکوں شاہی دیا
جو دشمن ہے انسان کا سانپ آج — ہے ویسے کی خدمت میں ایسا رواج
کرے خدمت انسان کیرا جو کوئی — سرافراز دو جگ میں او کیوں نہ ہوئے
کھیا میں تو یو قصہ تج نار سات — بڑی رات ہوئی جا گم اس یار سات
وو جانے کی خاطر کیتی جوں خیال — سو آیا نکل دیس اسکا ہو کال
نہ جا سک ہوی نا امید اسگھڑی — سو پھر گھر میں جا تلملاتی پڑی
غواصی اتم رین کالی دراز — یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب دہم

جہاں گرد خورشید جوں وقت شام کیا غرب کے گھر منے جا مقام [مغرب، میں]

نکل چاند مشرق کے باڑے تے بھار جوں آیا سو او دل ربا بے قرار [محلہ سے باہر]

رضا کے بدل آئی رانویں کنے زباں کھول کریوں لگی بولنے [لئے]

کہ اے دوست منج درد ہور دوکھ کے کرنہار فکراں مرے سوکھ کے [کرنے والا، آرام]

کدھاں لگ اچھوں اس جلے بھاگ سوں ہوؤں راکھ جل برہ کی آگ سوں [کب، رہوں، قسمت، ہجر]

کہ دن دن دل اس برہ کے جبر تے رہیا لو موا ہو بجر صبر تے [دن بہ دن، ہجر، نیم مردہ، سنگ]

نزک ہے جو بارا مری آہ کا سٹے منج اڑا گرد کر راہ کا [ہوا، پھینکے]

نہیں کچ مرے من کوں طاقت ایتال خدا تائیں دے منج اجازت ایتال [دل، اب]

سنیا یو بچن سو کھیا اے سکھی کہ توں عین عذرا ہے اس وقت کی [یہہ بات، کیلئے]

مل یک دل ہو جا اپنے وامق کوں آج کر آنند یارے موافق سوں آج

ولے جب منگے گی توں دل کھول اسوں تو راز آپنا کچ نہ کو بول اسوں

کہ کر راز کوں فاش او یار دو ہوے واز یاری تے توں وُوں نہو
سنیا تھا جو سوداگر ہور یک وزیر زمانے میں اپنے اتھے بے نظیر
سو دنیا میں کئیں نئیں سو یاری اچھے محبت کی لئی اعتباری اچھے
سو یکدیس او تاجر نامدار تجارت کی نیت سوں نکلیا بھار
چلیا جوں مسافر ہو سمدور کا کیا دور لگ جا سفر دور کا
دیکھیا ایک جاگے پو جا شہار ئیک سو تھا واں ہنر وند نجار ئیک
کہ اس باج کشتی کے کوئی کام میں نہ تھا نوح ثانی اس ایام میں
کرے چوب کا طوطی اس دھار اس جو گویا ہو بولی وہ راسیک راس
نہیں تحفہ کچ اس نے پیلاڑ کر دیا مال لئی کچ او سے کاڑ کر
دل اسکا پکڑ جو ہوا یار باش سو ویسا چ را نواں دیا اوس اتش
چڑیا تحفہ نادر جو تاجر کے ہات کھلیا پھول کے سار ادک ذوق سات
ولے جوں سفر میں لگیا اوس درنگ وزیرا اوسکی عورت سیتی یاں جوڑ رنگ
گیت عشقبازی لگایا اتھا پرایا ہو بل خوب پایا اتھا
سفر سے کتیک دِس کوں تاجر جو پھیر گھر آیا سو پایا خبر او وزیر
خوشی سات یک دیس مجلس بھرا ویں اسکوں بلا بھیج اپنے سرا

لیا ہات دل خوب خوشحال کر   محبت کی مئی سات متوال کر
کھیا یوں کہ اے میرے مجلس کے یار   میرے تائیں لیایا توں کیا یادگار
او تاجر کھیا بعد ازاں اے امیر   کہ لیایا ہوں میں تحفہ یک بے نظیر
یقیں جان اس دھات کا یادگار   نہیں آج لگ لائیا کوئی یار
کہ او گرچہ رانواں تو ہے چوب کا   دیوانا ہے عقل اوسکے آشوب کا
کہ گویا ہو کرتا ہے بات اس وضا   جو حیران ہووے سن قدر ہور قضا
وزیر اس بچن کوں سنیا جسگھڑی   وہیں بے قراری سر اوسکے چڑھی
سو یک شخص کوں ترت ایسے منے   دیا بھیج تاجر کی عورت کنے
او رانواں ترا مرد لیایا ہے سو   گر اس وقت بھیجے گی منج پاس تو
اسے یک نظر دیک تیری سرائے   سنگاتیچ میں بھیج دیونگا پھرائے
وو معشوق ناٹھیل عاشق کی بات   دی بھیج ترت آئے سو اوسکے ہات
دیکھیا جوں او رانواں تو ویساچ تھا   صفت اوں کیا تھا سو برجاچ تھا
بلا ایک نجار کوں کر نہ فاش   شتابی سوں ویساچ رانواں تراش
دیا بھیج پھر اوسکی عورت کنے   سو دیک فرق کچ کر سکی نیں اونے
ولے دل میں یونا چھپا سک وزیر   کہا کھول کر اپنی عورت کی دھیر

بہر حال او وقت گذران کر — دوجے وقت تاجر کوں مہمان کر

کھیا جے بچن منجکوں بولیا ہے توں — سو باور نہیں آؤ تا منجکوں

جناور کہیں چوب کا بولتے — سنیا میں نہ کس تے ہوئے دن یتے

او ٹھیا بول تاجر تو اس دھات سات — اگر تجکوں باور نہ آوے یو بات

تو آ ہوڑ باندے ہمیں ہور تیں — کہ جے کوچ ہمن دو کی ہی ملکت میں

جنے ہوڑ جیتیا اوسی کا ہے مال — قبول اس بچن پر ہوں جنتی حلال

کر اس دھات سوں ہیبٹ گھر آئیا — سو ویراں نویں کن شوق دھر آئیا

کھیا اے جونا در ہی توں بات میں — بھریا ہے فصاحت تری ذات میں

ترے تئیں عجب ہوڑ بھایا ہوں آج — بڑا غل نگر میں اُچایا ہوں آج

صبا وقت ہی جو توں باتاں میں آئے — فصاحت سیوں یکدھے تے سب کوں رجھائے

کہ میٹھے بول راواں ہی اوتار توں — مری آبرو رکھ یوں استھار توں

بچارا ہوا واز یوں بول بول — ولے کوچ نہ بولیا او منقار کھول

پڑیا شک میں بسلا لیا ویں کمر — گیا موں پو کا نور سارا اوتر

پڑیا بھیں اپرال ویں آہ مار — لگیا لڑنے ماٹی منے بے قرار

لہ۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

سٹیا پھاڑ تن پر کے کپڑے تمام — کھیا کیا کچا میں کیا آج کام
(پھینکا — خام)

بھروسے سوں اس پارچہ چوب کے — پڑیا میں تو دریا میں آشوب کے
(ٹکڑے — مصیبت)

ستم ہوڑ نازوک گھیا لیا ایتال — کروں فکر کیا میں تو ہاریا ایتال
(شرط — ڈالا — اب)

نصرف میں میرے جکچھ آج ہے — نہ رہسے صبا یو بڑا لاج ہے
(رہیگا منج — شرمناک)

کیا کام کیسا غلط آہ میں — ہوا کیا سبب آج گمراہ میں

مگر سحر گر تھا وو نجار کا — دغا باز او باش سینار کا
(دنیا)

کیا تھا منتر پھونک گویا اوسے — مری زندگانی تو کھویا اوسے

دغا آہ کیوں منج او پاپی دیا ۱۶۱۰ — کھیں ہراو جائے نہ تیوں منج کیا
(اٹھائے)

گنوا عقل کیا آج جھاپ ماریا — مرے سر یو ٹھولا فلک ماریا
(کھو — غلطی کیا)

اسی غم سوں کر آپسیں مبتلا — ہوا بے خبر تلملا تلملا
(اپنے آپ کو)

خبر لیا کیا گم او فرہاد جیوں — یکا ئیک آیا اوسے یاد تیوں

سنیاسی اتھا ئیک اس شہر میں — کرامت سوں مشہور تھا دہر میں

مرادی جکوئی دوڑ جاتا اچھے — مراد اس تے البتہ پاتا اچھے
(مرادمند)

او رانواں لے سنگات ویں اوراس — پکڑ آس بارے گیا اوسکے پاس
(ناامید — امید)

جکچھ حال تھا کھول کہہ عجز سات — او رانواں دیا کاڑ نب اوسکے ہات

ہوا واقف او جوں وو اسرار پر | دے تاجر کوں دھیرک کہا غم نکر [دلاسا]

اچھن دے اے رانواں مرے پاس آج | کہ شاید بر آوے تیری آس آج

اگر بات گویا ہور انوں کرے | کریگا توں کیا نذر میری برے [بھلا]

اگر ہوڑ توں جیت خوشحال ہوئے | تجے دست اوسکا جو سب مال ہوئے [شرط] [ہاتھ]

منجے کیا دیویگا سو تحقیق بول | او تاجر زباں اسگھڑی خوش ہو کھول

کھیا تجکوں او مال سب دیونگا | ہور اخلاص سوں تجکوں نت سیونگا [ہمیشہ خدمت کرونگا]

کھیا بعد ازاں او سنیاسی کہ ہیں | ہوں لا طمع منج مال کا طمع نئیں

اگر اوسکی عورت چڑے ہات تج | حوالے مرے کرکے دے بس ہے منج

او تاجر قبول اون کیے نیو نچ کر | رکھ اوس پاس رانواں چلیا اپنے گھر

جو قدرت کی اس دھات بازی کھڑی | سنیاسی کوں پھر سک سوں مستی چڑی [طرح]

کہ تھی عاشق اسکی اول تے او نار | محبت گپت لائی تھی بے شمار [عورت] [خوب]

چلاتی تھی اوس پر ادک ناز او | ولے کسیو ظاہر نہ تھا راز او [بہت]

سنیاسی او سے بول یوں بھیجیا | اگر سانچ ہے منج پو تیرا جیا [سچ] [دل]

ترا مرد رانواں جو لکڑی سوں اس | کئے سور کھیا جو اہے تیرے پاس

جو بھیجی گی منج پاس تو دیک دیں | پھر ابھیج دیونگا اسی سات میں [تیار کر] [ساعت]

پکڑ خاطر اوسکا جو دی بھیج او	اوسے رکھ اور رانواں دیا بھیج یو
صبا ہوی سو ناجر جھنجر کیچ اوٹ	ستارے نمن آپنے گھر تے تیٹ
کیا جوں سنیاسی کوں تسلیم جا	دل اوسکا ہوا شاد او بیم جا
بزاں اوسنیاسی کہیا اس طریق	نکو ڈر ہے توفیق تیرا رفیق
جو میرا دعا حق کیا مستجاب	کیا تیرے رانویں کوں گویا شتاب
خوشی سات اوسے لیکے جا گھر اتال	ہووَرا اوسیہ کام آپنا کرا نیال
ہوا دست جیوں ونیچ رانواں اوسے	سو حاصل ہوا اسکھ فراواں اوسے
چلیا گھر کوں ویں اوس دنیا دار کے	ملے لوگ یکدھر تے سب شہار کے
ہوبے شک کیا سر تے محکم دو ہوڑ	دیا لیا کے رانویں کوں مجلس میں چھوڑ
سو یوں وہاں لگیا خوش ہو مرغ بولنے	رنگا رنگ باتاں میٹھیاں بولنے
جو مجلس ہوا شکرستان تمام	دلاں کھل رہی جیوں گلستان تمام
ہو حیران آپس میں آپ و وزیر	کلینے لگیا دیک رانویں کے دھیر
عجب اے جناور کی تقریر ہے	یو تاجر کی مت گھر کی تاثیر ہے
چلیا او اٹھ وہیں اپنے رانوی کے پاس	دیا کچ نہ دو جواب سو ہو نراس
تمام اپنے سامان سوں عورت کوں ہار	خجل ہو خموشی کیا اختیار

کریکیدھیر تے دست تاجر تمام | کیا اوس سنیاسی کوں جا کر سلام
وو عورت وو ساماں سب اوسکوں بخش | چلیا آپنے گھر کدھن ٹھیل رخش
ہوا جمع خاطر سو تب کھول موں | وو رانویں کوں پوچھن لگیا اے توں
نہ کر بات کل منجسوں خاموش تھا | سو کہنا ترا کاں گیا ہوش تھا
کہا تب وو رانواں کہ اے سائیں میں | نہ تھا کل تیرے گھر میں تھا ہور کئیں
کہ عورت کوں تیری مگر او وزیر | لگا عشق مخفی کیا تھا اسیر
سو اوس پاس منج بھیجکر دی اونے | ویں ایمان بدلا وہ ایسے منے
جو تھا اوس کنے ایک نجار کا | تراش ایک رانواں ہرے سار کا
دیا سو اوسے بھیج تج گھر دیا | مجھے سو نزک آپنے رکھ لیا
جو توں پھر او رانواں سنیاسی کے پاس | گیا لیکے دلگیر ہو بے قیاس
سو پا بھید خوب اوسنیاسی تمام | ہوئے تیوں کسی کوں سمجھ ہور فام
ترت اوسکی عورت کنے تے مجھے | منگا بھیج چوندی سوں دیتا تجھے
کہ عاشق انھی اوس سنیاسی کی اون | دغا کھائی بات اوس سنیاسی کی سون
عقیدہ تیرا خوب تھا کر قدیر | کیا سرخرو سب میں تج آج پھیر
اگر کوئی کسی پر اندیشے بدی | پھر اوس پر بہے وو بدی ہوندی

کیا مکر تج یار سوں جیوں وزیر — لیا پیر وو مکر اوسکو نچ پھیر
نظر شرم پر جو کہ دوسریاں کی بھائے — خدا شرم پھر اوسکی کیوں نا گنوائے
سنیا بات تاجر جوں اس دھات کی — رھیا گم ہوشد چھوڑ دے ذات کی
ویں اوس نار تے ہات دھوا ایک بار — غصا آئیا سو کیا سنگسار
خدا کی محبت سوں دل جوڑ ویں — دیا سنگ یے ساریاں کیرا چھوڑ ویں
عجب آج کا دور ہے لے نگار — کسی پر کیا جائے نا اعتبار
تو دانی ہے ہر بات کیا کہوں تجے — نکرا ستے پیلا رغمگیں مجے
اگر اس پو ہی پیار تو اوٹھا یتال — بہر حال جا یار کا پا وصال
اوسے آپنے دام کا کر شکار — ولے راز دل کا نہ کر آشکار
جیوں اونار جانے بدل قصد کی — نکل دیس آیا ہوی پھر دوکھی
پلو سوں لے مکھ آپنا ویں لپیٹ — رہی جا بچھانے میں دلگیر لیٹ
غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب یازدہم

سونے کا پنکھی سورجوں سیر کر — چلیا غرب کے آشیانے بہتر
بگولا روپے سار کا صاف چاند — کیا دیکھ پروانہ انچل سر کوں باند
جوں او نار دلگیر را نویں کن آئی — سو بولی کہ اے بھائی تیری دُہائی
میں اے عشق کرتی جنم جیو کھنی — کہاں تے مری مائی منجکوں جنی
جتا دل کوں کونڈوں نٹ وے راہ میں — تو رہتا نہیں کیا کروں آہ میں
یو کس دھات کی آ کے بازی کھڑی — کدھر کی بلا آ مرے سر پڑی
کہ ہر سات دستا ہے منج غم نوا — یو کیا کام کی منج کوں کیا ہوا
یو کیا عشق بھیدیا مری ذات میں — کہ آتا نہیں یار اجھوں ہات میں
نہ منج بیقراری کوں ہے بٹھیر کچ — نہ کوشش کوں تیری ہے تاثیر کچ
ہوا فکر تے چور سینا مرا — یو کس دھات کا آہ جینا مرا
معما یو کھلتا نہیں کھول توں — مرا عاقبت کیوں ہے سو بول تو
یو باتاں سنیا جیوں و ورانواں تمام — دیا جواب یوں اوس کہ میں تو مدام

خدایا اس منگتا ہوں اس دھات سات کہ دنیا میں جو لگ ہے تیری حیات
کسی باب کا نا اچھے غم تجے ملے تربت تیرا دو ہمدم تجے
ولیکن اپنی بے قراری نہ کر توں ٹکڑے اپس جیوں سپاری نہ کر
کہ جو کام ہوتا اچھے صبر سوں اُتاؤلا نہ کرنا اوسے جبر سوں
مری سعی کوں آج ضائع نہ جان کہ ہے کار گر آس آخر پچھان
جو یک ہو ویں دو دل مل اخلاص سوں تو اولٹھا گھڑی میں سٹیں پھاڑ کوں
سُنی ہے کہ تھیں یو قصا اے سُندر کہ یک مینڈک یک ڈھونک ہور یک بھنور
اگرچہ اہیں یو جناور نھنے ہوئے مل کے یکدل تو تینوں جنے
ہتی سار کے جانور کوں پچھاڑ کیے زیر حیلے کے پھاندے میں پاڑ
کتا ہوں سن دو قصہ تج سات میں کہ یک تھا جنگل میں گھنے جھاڑ کئیں
شہانی چھتر سار کا سایہ دار چڑیا تھا جنگل کو سب اوس تے سنگار
سو اوس جھاڑ پر یک چڑی مستدام فراغت سوں رہتی اچھے کر مقام
کتک دن کوں آ ایک جنگلی ہتی ہلانے لگیا جھاڑ سو اوسپہ تے
جھڑ انڈڑے سب اوس کے لگے پھوٹنے لگی وو چڑی غم سوں لہو گھوٹنے
بچیاں کے بدل ہو پراگندہ حال پریشاں ہو پھرنے لگی ڈالے ڈال

چلی کچ نہ تدبیر سوں تلملے — مچھر کا ہتی پر کہو کیا چلے
جو یک ڈھونک سیتی تھی یاری اوسے — نہ سہ سک یو دوکھ جا پکاری اوسے
کہ اے دوست کچ نئیں رہا مج میں حال — کہ ہوں یک بلاتے نپٹ پائمال
بہت
کدھی نئیں سو اس بن میں یک آکے ہست — مری جمعیت کوں دیا سب شکست
کبھی ہاتھی
جب انڈڑیاں تے میرے نچے بہار آئیں — تب او سکے ہلانے تے پڑ بھوں پچ جایں
انڈے باہر زمین
رگڑ مال ہوویں جو چنٹیاں کے پال — چُبے ہر گھڑی منج کلیجے کوں بھال
چونٹیاں والے چبھے بھالا
بہر حال توں ایسی تدبیر کر — جو میں اس بلاتے چھوٹوں پھیر کر
بغیر آشیانا بغیر خانماں — قیامت گزرتا ہے کر منج پہ جان
سن اے بات وو ڈھونک دلگیر ہو — کھیا مشکل اوسکی ہے تدبیر سو
کہ ہے وو جناور بڑا او سیہ آج — چلے منج یکیلے کا کہہ کیا علاج
بری دوست میرا جو ہے یک بھنور — بچار اوس سوں میں دیونگا تج خبر
بھونرا البتہ پوچھ
کہ تدبیر میں آج دانا ہے وو — فراست میں منج تے توانا ہے وو
کہ اس دھات دونو چلے اوس کنے — سنیا بات جو خوش حکایت اونے
طرح
سو بولیا کہ اے دوستاں دوست کیا — جو کام آپڑے تو کرے نانوئیں ویں
گئیں
کرنہار ہوں اوسکی تدبیر میں — نہ کرسوں کچ اس ٹھار تقصیر میں
کرونگا

ولے دوست میرا ہے مینڈوک ایک ۔ کریں مشورت بارے اوس سوں ٹک ایک
ذرا

دو تینو بھی ہو مضطرب بے قیاس ۔ چلے متفق ہو کہ مینڈک کے پاس
بے مضطرب

جو ظلم اوس ہتی کا کہے کھول کر ۔ وو مینڈوک تب یوں اوٹھا بول کر
تب مینڈک نے

کہ اے دوستاں کچ کرو غم نہ کو ۔ جمع ہر سند خاطر اپنا رکھو
رکھئے خاطر اپنی کو ہر کیوں

کہ حیلے ستی یار سوں دند سار ۔ کیا جائے جیوں موم نرم ایکبار
سے ۔ دشمن کی طرح

جو منگتے ہو تم وو ہتی دفع ہوئے ۔ سنو میں کہے تیوں جو کچ نفع ہوئے
چاہتے

بھلا جو بھنورا اول اوس پاس جائے ۔ ہلوں شور کاناں میں اوسکے اوچائے
بھونرا ۔ کانوں ۔ اٹھائے

کہ ہے عاشق وو اوسکی آواز کا ۔ ہے خواہاں ادک اوسکے پرواز کا
بہت

جب او مست ہو اوسکی آواز پر ۔ اچھیگا کھڑا ویں لے سونڈ اپنی سر

بزاں ٹھونک جا آپنی نوک سات ۔ سٹے پھوڑ انکھیاں کرے اوسپہ گھات
بعد ازاں ۔ پھینکے ۔ دشمنی

جو اندلا ہو جاگے تے سک سیں نہ ہل ۔ دو دن اوسپہ گذریں کچھیں دیک پل
اندھا ۔ تب ۔ دان تے سکے نا اوچل ۔ بعد ۔ موقع

ہلوں جا نزک میں اٹھونگا پوکار ۔ کہ بجھتا ہے میں ہوں کہ پانی کے ٹھار
آہستہ ۔ نزدیک ۔ سمجھتا ۔ جگہ

جب آواز میری کوں او پائیگا ۔ ہو پیاسا وو میرے دنبال آئیگا
پیچھے

بزاں اوس لجا ایسے بائیں منے ۔ سٹونگا جو بھی پھر نہ نکلے اونے
بعد ازاں ۔ کنوئیں میں ۔ ڈالونگا

کر اس دعا کا خوش ایس میں بچا ۔ چلے اوس ہتی کے نزک ہر چہار

اوسی دھات اول بھنور گھمگما — کیا کان میں اوسکی جیوں زمزما
سو ہو مست وو وِیں دیا سند چھوڑ — سو جا ڈھونک انکھیاں سٹیا اوسکی پھوڑ
دیں اڑ پڑا اور دسات سر جھاڑ جھاڑ — نہ ہل سک کھڑا ہو رہا جیوں پہاڑ
کتیک بار (چلّا) کوں جوں وو پیاسا ہوا (دیر) — سچ باٹ (راستہ) ناسک اُداسا ہوا (غمگین)
جو ایسے میں مینڈک نکل ناگہاں — پوکاریا سو تشفی (ڈھارس) ہوا اوس وہاں
ہلوں ڈگ اوچا (قدم اٹھا) اوسکی آواز پر — چلیا اوسکے دنبال (پیچھے) وِیں خیال دھر
سو کرڑکی (کنارے) پو یک بائیں (کنوئیں) کی لے گیا — سلامت اپے جا کنارے رہیا
یکایک جو سنبھال ناسک وو تول — جو سٹنے (ڈالنے) گیا پاؤں آنگے (آگے) ٹول
پھسل پاؤں مینڈک کہے تیو بیچ وو — پڑیا ڈب (ڈوب) موا بائیں (کنوئیں) میں دو بیچ دو
پچڑی کوں کر اس دھات (طرح) امداد ویں — وو تینوں چلے پھر کہ ہو شاد ویں
سن اے موہنی پدمنی ذات کی — کہ یاراں کی یاری ہے اس دھات کی
اوٹھ اے دل ربا فکر کر دل کی دور — بڑی رات ہوی یار کے جا حضور
جو خوش ہو کیتی خیال جانے (کی کھیلنے) بدل — نکل صبح آیا تپا نے بدل
نہ جا سک رہی ہو نراسی (ناامید) وہیں — پڑی جا بھوکی ہور پیاسی وہیں
غواصی اتم رین کالی دراز — یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شبِ دوازدہم

سورج دیس کے روم کا بادشاہ — کیا جا کے مغرب مین جوں تخت گاہ

رین شام کے ملک کا راج چاند — نکل آیا دیکھ او دھن لے تشاند
(دن، شہر، راجا، عورت)

انجھو میگ انکھیاں تے برساوتی — چلی رانویں کن بھیر دھنڈلاوتی
(آنسو مینھ)

کہی یوں کہ اے طیر گن گیاں کے — اے ٹھنڈک میرے دل و جان کے
(عقل و سمجھ، راحت)

ہونز جیو اچھوں کو تلگ اس وضا — ترت آج کی رات دے منج رضا
(بے جان رہوں کب، جلد)

جو پنجے میں اچھتی اگر سنگ تے — تو کر دل کوں گھٹ چپ رہتی ننگ تے
(پیدائش، ہوتی، مضبوط)

ولے کیا کروں ہے پنج خاک تے — اسی واسطے برہ کی دھاک تے
(پیدائش، ہجر، ڈر)

اپس میں اپے گل کے ہوتی ہوں نیر — تو ایسے منے گر نہوے دستگیر
(پانی، میں)

تو سینا میرا تڑختے بار نئیں — کہ سکھ سوں رہنے جیو کوں ٹھار نئیں
(شگافتہ ہوتے دیر، آرام، جان، جگہ)

ملاوا اگر نا اچھے یار سات — تو کیا کام آوے کنا یو حیات
(وصال، ہو، جو میری)

رھیا آکے ہونٹاں منے جیو آج — بھلا جو ملے منجکوں و دیو آج
(جان لبوں پہ آئی، پیارا)

سُن اس دھیات کی بات رانواں گنبھیر ویں آنکھوں سیتی ڈھال دو بوند نیر
قسم سے ڈال بند پانی

کھیایوں کہ اے موہنی یو حیات بھلا جو ہووے صرف یاراں سنگات

گذر عمر جاتی ہے جس یار باج وو جیتیاں منے مئیں مویاں میں ہے آج
جسکی بغیر زندوں میں مُردوں

اگر ہے توں عاشق صبوری نہ کر متی ہو پرم کی غروری نہ کر
مت محبت

جو دیکھے گی مجلس توں جب یار کا ادب دار ہور کھ ادب یار کا
با ادب

نہ ہنس پڑیکا یک ہنسانے نکو ہے گنبھیر تو تج یو چالے نکو
بزرگ حرکات

کتا ہوں حکایت ہنسی کی تجے سُن اے دھن خدا دیوے نیکی تجے
عورت

کہتے ہیں جو کرمان کا تاجور دھر ہنار تھا ایک رانی سُندر
تاجدار رکھی ایک رانی سُندر اپنے ٹھار

رین دن اسیکا چ اوسے خیال اچھے محبت کمال اوسکے اوپر ال اچھے
رات رہے اوپر

ندیم ایک نادر جو اوس پاس تھا ظرافت کی پاکی منے راس تھا
دوست ظرافت میں سرتاپاؤں لگ

وو ہنستا تو جھڑتے اتھے موتی پھول کرے شاہ اوسکی ظرافت قبول

جو یک دیس حاضر نہ تھا او بلا سو گھر تے اوسے شاہ بھیجا بُلا
دن

نکل گھر تے آتے براں وو ندیم دیکھا باٹ میں ایک زنگی لئیم
وقت راہ حبشی

جو کرتا ہے رقص اور اوچایا ہے شور ہے ایک آنکھ روشن دوجی انکھ کور
اٹھایا دوسری

نہ کچھ ذوق میں اوسکی ذرّا ہے فرق ہوا ہے نپٹ شوق میں اپنے غرق
بالکل

یو حالت دیکھ اوسکا جو پوچھا ندیم
دیا جواب اس دھات (طرح) سوں وو لئیم

کہ یو ذوق ہور شوق اے شخص عین
مجھے اس سبب ہے کہ میں آج رین (رات)

کرونگا ملاقات محبوب سات
ملونگا سہی آج مطلوب سات

کسی کی مجے اس بغیر چاڑ (پروا) نئیں
خوشی بھی مجھے استے پیلاڑ (زیادہ) نئیں

ندیم اوسکو پھر خوش ہو باتاں میں گھول (ڈال)
کھیا کوں محبوب تیری ہے بول

سو بولیا کہ آیا ہوں میں یاں (یہاں) نوا
لگی اس محلہ کی خوش منج (مجھ کو) ہوا

اسی ٹھاؤں (جگہ) دو دن تے ہوں میں مقیم
سنیا ہوں جو یاں کوئی شہ کا ندیم

رہتا ہے سو ہے عورت اوس خوب ایک
وو عاشق ہوی ہے مجے آج دیک

وو جاتا ہے خدمت کوں شہ پاس آج
سو پھر گھر کوں آسے (آئیگا) نہ دن دوئی (دو) باج (بغیر)

منجے ذوق ادھر اوس سکھی سات ہے
مگر آج معراج کی رات ہے

ندیم اوس زنگی نے سن اس بات کوں
لیا کمڑے کر دل (اندر) بہتر ذات کوں

کرے کیا سما (وقت) یا کھڑیا زور کا
بولا نے شتابی (جلدی) سوں کوئی ہور آ

نہ چھوڑا اوسے لے چلیا شاہ پاس
بچارا او وو دلگیر ہو بے قیاس

ہنسایں (ہنسی) اوسکا جو گلریز تھا
ظرافت جو اوسکا رنگا میز تھا

بسر (بھول) سب گل اوس فکر تے نیر (پانی) ہو
کھڑا شہ کنے آکے دلگیر ہو

سجیں جس کے دل کے بہتر غم بسے ۔ کہو اودھر کھول کر کیوں ہنسے
(سچ ہے، اندر، لب، کیونکر)

ہنسیا خرمی باج آوے نہ کس ۔ خوشی بے غمی باج بھاوے نہ کس
(ہنسی، بغیر، کسی کو، بغیر)

دیکھا جوں اوسے شاہ غمگیں عظیم ۔ تصور کیا جو ستم یو ندیم

ہو مغرور ادک خود پسندی سیتی ۔ کیا ہے ترش روئی رندی سیتی
(بہت، بدمعاشی۔ شرارت)

غصے کی نظر سات دیک شاہ اوسے ۔ دیا بھیج زنداں میں ناگاہ اوسے

سو عالم ہوا اوس پہ تاریک پھر ۔ چڑی فکر زنگی کی زور اوسکے سر

لگی چٹپٹی سو اُدھی رات کر ۔ کیا شاہ کے قصر کی رد ہر نظر
(بےچینی، طرف)

سو اوس قصر کے کاندسیتی پھرا ۔ کئے ہیں کھڑا مست کُنجر بڑا
(دیوار بام، فیل)

اوس اپرال بیٹھا ہے یک فیلباں ۔ قوی دھنگ ور زور کٹا جواں
(اوپر، ہیکل، تنومند)

جو دلخواہ رانی تھی اوس شاہ کی ۔ ہلوں قصر اپرال تے راہ کی
(اوپر)

سو کل دیکھ سرکی اپس دھیٹ کر ۔ پڑی آ اوسی ہست کی پیٹ پر
(موقع، بےخوف، ہاتھی)

کرا اوس فیلباں سات سنبھوگ واں ۔ چڑی قصر پر واں پکڑ ریسماں
(عیش)

ندیم اے تماشا عجب دیکھ جیوں ۔ ہنسا سو جھڑے موں تے پھول یوں

جو زنداں گلستاں ہوا اوس گھڑی ۔ سو ویں یو خبر شاہ کوں انپڑی
(ملی)

صبا ہوی سو وو شاہ جوں پھول کھل ۔ جو بیٹھا اتھا اوس سکی سات مل
(عورت)

کھلے پھول نرگس کے لیا صدر پر — رکھے تھے سو دیکھی تھا وو سندر
شباہت وو دھرتی ہیں کر آنکھ کے — بچن شہ سوں موں پر انچل ڈھانک کے
کہ تیرے نین بن بگانے نین — مناسب نہیں دیکھنا مج کدھن
جیوں یو بات اوٹھی بول کر وو چنچل — سو وہ پھول نرگس کے تازے نچھل
یکایک سب ہنس پڑے غیب تے — سو وو خام دھن غافل اس عیب تے
پکڑ کھینچ دیں شاہ کے دور کوں — کہی کیا سبب یو ہنسے بول توں
کہ نا کھول توں یو نہ بولے منجے — نچھوڑوں ہیں اے دیونگی جیو تجے
ہو حیراں ویں شاہ اس بات کا — کیا من منے فکر کئی دھات کا
ولے پا نہ سک بھید اس راز کا — ہوا عاجز اوس شوخ طناز کا
بولا شہر کے عارفاں کوں تمام — دیکھا پوچھ وو شاہ عالی مقام
سو کوئی جواب اوسکا نہیں دے سکے — رہے لوگ حیراں سب شہر کے
بزاں وو خردمند زیرک ندیم — جو زنداں کے تھا بند میانے مقیم
دیا بھیج پیغام شہ کوں شتاب — جو ہوئے امر شہ کا تو اسکا جواب
کھونگا حضور آئیکر کھول میں — سمجھتا ہوں اس راز کا بول میں
یو پیغام سنتاچ وو دادگر — بولا بھیج اوسے لکھ وضا شاد کر

کہیا اے ظرافت کے سمدور گنبھیر شگفتا ہو جوں باغ میرا ضمیر
(سمندر بزرگ)

جو برسائیا پھول تج لب تے رات سو کیا ذوق تھا تج کنا مج یو بات

زباں کھول تو وو ظرافت شعار دعا شاہ کوں کر اول بے شمار

قصا اس زنگی ہور عورت کیرا کر اظہار بولیا کہ سینا مرا
(کا)

جو دکھ سات اپڑیا سو تج سات میں مجالس میں کیتا نہ کچ بات میں
(دیا بھر گیا کیا)

سو زنداں میں کر خشم بھیجا مجے لیا بیر پھر غم پہ غم آ منجے
(دشمنی)

لگی چیٹ پٹی نیند اوڑی آنکھ تے کلیجے میں سو فکر جیوں بانک نے
(بے قراری)

اٹھا جاگتا سو آدمی رات کوں دیکھا شہ کی محبوب اتم ذات کوں

جو پیلبان کے عشق کی ہو منتی اشارت کیتی سو نزک لا ہتی
(متوالی کی)

پھر آیا جو دیوار کن سو اوتر محل تے پڑی ہست کی پیٹ پر
(کے پاس ہاتھی)

کر اس ٹھار خوش حال اپنا مراد چلی پھر سو آیا ہنسا مج زیاد
(جگہ)

جو تھا میری عورت کیرا دکھ مجے گیا وو نکل کر ہوا سکھ مجے
(کا)

جہاں تے پریزاد چاتر سکھی کرن کام اس دھات کا نئیں شکی
(جبکہ چالاک کرنے جھجکی)

بچاری وو عورت میری بے ادب کرے کام ایسا تو کیا ہے عجب

وو سر پاؤں لگ فسق میں ڈب تمام کہاتی دیکھت تج انگے نیک نام
(ڈوب کہلاتی دیکھکر پاس باعصمت)

لگیا جھوٹ سو ہنس پڑے نرگساں — عجب کیا جو اوس پہ ہنسیں کرگساں

کیا ختم اس دھات جوں بات کوں — شتالیا غضب شاہ کی ذات کوں

سو چاروں کو فرمائیا سنگسار — کیا فسق تے پاک دونو دیار

اگر نر ہو یا نار ہو اے نگار — بھلا جو اچھے اپنے ست پر قرار

کرے کام اگر کوئی تو ایسا کرے — جو اوس کام پر بول کوئی نا دھرے

اتا ال اے سہیلی نہ کر توں درنگ ۱۸۴ بجا یار سوں آج خوش راگ و رنگ

درس یار کا جب بجھا گی سیرس — نکی تب ہنسی میں سٹیگی اپس

جو کچ میں کتا ہوں سو واں یاد رک — اپسے شاد اچھ ہور اوسے شاد رک

منگی جو سٹے نک تے پاؤں بھار — صبا ہنس پڑی سو رہی اپنے ٹھار

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے توہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب سیزدہم

جو رانواں کندن کا سورج جگ اوجال — لیا آپس مغرب کے پنجرے میں گھال

اتم باز اُجلا چندر کھول پنکھ — اُڑیا شرق تے جیوں گگن پر نسنکھ
سواو غم بھری نار غم آسو پھیر — نجھا دیکھتی ہی جو رانویں کے دھیر
منڈی شہپراں کی طرف کھینچ دیں — ہے مشغول اپس میں انکھیاں مونچ دیں
دیک احوال بولی کہ اے سبز پوش — یتی فکر کیا ہے جو ہے تو خموش
میں آئی جو اپنا کہوں دکھ کو کھول — توں بتری کیا منجکوں غمگیں نہ بول
میں آئی جو تج سوں کروں بات کچ — ولے دیکھتی ہوں تیرا دھات کچ
میں آئی جو تج سوں صفا پاؤں آج — تو لینا چ میرا سٹیا ناؤں آج
میں آئی جو برہا کرے دور توں — کیا سر تے مج دکھ کے سمدر توں
میں آئی جو کچ جمع نے جنیت ہوئے — کیا پھر پریشان نہ کہہ مجکوں کوئی
میں[۱] آئی جو لیوے مرا بھار اوتار — سو پورا اوچایا مرے سر پہ بھار
میں آئی جو تج تے کھلیں یو نصیب — کیا کی تغافل توں یوں اے حبیب
انکھیاں کھول اس بات پر تے جواب — دیا تب او رانواں کہ اے ماہتاب
تیری فکر کا اضطراب آج منج — لیا بیر کر بے حساب آج منج
کہ تیری برت کی اگن میں وو یار — جو ہے سر تے پاواں تلگ جلنے ہار

۱ـ یہ شعر نسخہ الف میں نہیں ہے۔

سر پر آپنا راکھ کی راس کر   رہیا ہے تیرے وصل کا آس کر
(جسم ، ڈھیر بطرح - تیار)

نکی کام اوسکا نہ پختا ہو خام   یکائیک رہے جائے وو ناتمام
(نہیں ، اسطرح)

کہ جوں زحمت اوس بادشہ کا بھلا   نہو سک وہیں رہگیا نکلا
(ناتمام)

وو کیوں نکلا رہگیا سو تمام   کتا ہوں سن اے دلربا نیک نام

سنیا ہوں جو کس ملک میں ایک ٹھار   صفا دار تھا نادریک مرغزار
(کسی جگہ ، نایاب)

ہریا ایک اونچا جو تھا جھاڑ واں   سو تھا ایک رانواں بچے کاڑ وال
(ہرا ، نکال)

جو اوسکے بچے ٹوک شانے ہوئے   قوت تن منے آ توانے ہوئے
(ٹک بڑے ، طاقتور)

اوسی جھاڑ تل ایک روباہ اچھے   خوشیاں سوں اچھلتے دیک اوسکے بچے
(رہے)

ہوس آئی سو جھاڑ پڑتے اوتر   مل اون سوں لگے کھیلنے سنگ کر
(ساتھ ہو)

سو بھایا نہ وہ کھیل رانویں کے تئیں ۱۸۰ بچیاں کوں بولا اپنے نزدیک ویں

کہا اے بچے بہو ہیں نادان تم   کہ دھرتے نہیں کچ اچھوں گیاں تم
(بہت ، عقل)

تلے جانے کا چھوڑ دیو خیال   گمو جھاڑ پر خوش پھرو ڈالے ڈال
(پھرو)

تمہیں اور ہیں ہور انو اور کچھ   مبادا یکایک بدے شور کچھ
(ہو)

انن سات گمنا نمن خوب نئیں   پھرانا تم اے انجمن خوب نئیں
(ان)

سنو کان دھر پند میری بچی   ہو میرے بچے نا کرو بد بچی
(بیوقوفی)

که یک باندرا یچ اپن جنس چھوڑ (هم جنس کو) یکائیک جا غیر سوں سنگ (ساتھ) جوڑ
بُلا آپنے جیو پر لالیا کیا بُد کچی سو جیو آخر دیا
سُن یہ بات دنبال پڑ (اصرار کر) وو بچے کہے بول ہمنا جو وو یاد اچھے (ہو)
وو رانواں زباں کھول کر بعد ازاں کیا اس وصنا سات خاطر نشاں
که یک کوٹھ (قلعه) کے پھانج (دروازه) پر کر سرا (مقام) ۱۸۰ مدام ایک ہتا اچھے باندرا
سکیا تھا وو شطرنج کا کھیل یوں جو کوئی شہر میں نا سکے کھیل ووں
جو کتوال سوں واں کے ہوا ایک دل اچھے کھیلتا روز شطرنج مل
محبت جو ہوی دو طرف تے زیاد سو پورا لگیا کھیلنے کا سواد (نفع)
جتے اوس کے سنگات کے باندرے کہیں ہیند تو کچھ اثر نا کرے
جو یکدن بھرا مجلس وو کوتوال کیا گرم شطرنج پر کا خیال
لگیا کھیلنے کھیل جیوں جیوں پھرا (بار بار) سو تیوں تیوں لگیا جیتنے باندرا
برا مان کر دل میں وو کوتوال ہنسی میں ستم اس گھڑی ایسے کھال
جو یک مہرہ شطرنج کا کھیل کر دیا باندرے کے اوپر میل (اپنے آپکو ڈال) کر
مچکالے ویں اوسکی لڑیا ہات کوں بچالے چلیا آپنے ذات کوں
جیوں اس دھات کا آسمایا کھڑیا ۱۹۰ کسی ناس (نس) پر پھانج پہ جا چڑیا

جو دن کوں وو زخم چیرنے لگیا　　مسلم او سے درد کرنے لگیا

اگرچہ او سے زخم تھوڑا ہوا　　ولیکن وو تھوڑا سو پھوڑا ہوا
(بن اسکے تئیں)

جتے مرہماں لا لگاویں او سے　　تو اگلا چ ہو فائدا نا دِسے
(پہلے کی طرح)　(دکھے)

کتک دن کوں یاری دے دیکھ نصیب　　یک اوس شہر میں کئیں تے آیا طبیب

جو اوس درد کا پوچھے اوسکوں علاج　　کہیا نئیں علاج اسکا یک چیز باج
(بغیر)

اگر باندریاں کا لہو گرم لائیں　　جراحت پر اوسکے پیاپے لگائیں
(پے در پے)

سو درحال ہووے بھلا زخم یو　　نہیں تو بڑی کچھ بلا زخم یو
(اسی وقت)

جوں اسدھات فرمائیا وو طبیب　　پھرے دیکھ اوس باندرے کے نصیب

بلا ہو شکاری لگ اوسکے دنبال　　پکڑ لائے ہر حال جالے میں گھال
(ڈال)

محبت اول کا جو ماضی ہوا　　ضرورت سیوں کتوال راضی ہوا
(گذشتہ)

سو تُرت اوس بچارے کے پیڑے کو کاٹ　　جراحت پر اوسکے لہو لائے داٹ
(لگائے)

ہوا او جراحت تو اوسکا بھلا　　ولے آئی باندر کے جیو پر بلا
(بن جیو پر آئی اسکے بلا)

اگر آدمی سوں نہ کرتا وو سنگ　　تو یوں زندگی اوسپہ ہوتی نہ تنگ

دندے ہو دنداوس سات دھرتے نہ کوئی　　پکڑ اس وضا خون کرتے نہ کوئی
(دشمن)

تمہیں اے بچے مرے فرزند ہو　　بچیاں سات رو بہ کے کھیلو نکو

دیا اس وضا پندرانواں تو لئی نہ رہیں اس بچیاں سوں گمے باج وے

قضا یوں ہوا جو او روباہ کئیں گیا ایک دن دور چارے کتئیں

سو آیک درندہ جناور وہاں بچے او سکے سب کھا گیا ناگہاں

جو آ دیکھتا ہے وو روباہ شام بچے نئیں ہیں خالی پڑیا ہے مقام

کلیجا لیا درد سوں چیر ویں پڑیا بھیں پہ ہو سخت دلگیر ویں

کتک بار کوں ٹک جو پایا قرار لیا آپنے دل منے یوں بچار

کہ راویں کے شاید پکڑنے بچے شکاری یہاں کوئی آیا اچھے

نہ سنپڑے دیکھ او ہات خالی نچا بچیاں کوں مرے لے گیا ویں اوچا

یو رانواں نہ اچھتیا گر اس جھاڑ پر نچاتا نہ کوئی یوں بچے کاڑ کر

بلا او سکے ہمسایہ تے منج پہ آئی یو ہمسائگی سخت منج دوکھ میں بھائی

کہیا لے دل منے آپنے اس طریق جو تھا ایک سیہ گوش او سکا رفیق

دکھ اوس پاس جا سب کہیا کھول کر سو پھر یوں اوسے وو اٹھیا بول کر

کہ اے یار تقدیر تھا سو ہوا توں اس ٹھار تدبیر کر کچ نوا

پڑو لے نکو دکھ کے بھالے ایتال بچے تو گئے توں بچالے ایتال

ہے توں گرچہ حیلے میں منج تے زیاد کتا ہوں تجے حیلہ یک رکھ توں یاد

جو جانتے تو گھر آپنے جائیگا | شکاری کوں کئیں باٹ میں پائیگا
اوسے دور پرتے دے دکھلائی تو پل | جو آوے نیرے عقب میں بیٹھ لگ دو پلو
لجا کھینچ اوس جھاڑ لگ وین اوسی | جو ر انواں بچیاں سات اوسکوں وسی
کریگا جب اوس پر نظر دو بلا | ترا خیال سٹ دے کریگا کلا
سٹ اوس جھاڑ پر بعد ازاں دام وو | ما بچیاں کوں تمام اوسکی کر رام وو
لجاویگا اوسکا ہے یو کام خاص | بزاں دغدغے تے توں ہوگا خلاص
جیوں اس دھات کی وو نصیحت دیا | سو روباہ وین گھر طرف رخ کیا
سو دیکھا جنگل میں شکاری کوں ایک | دیا وو پچ دکھلائی اوسکوں ٹک ایک
چلیا وو شکاری جو لگ اوسکی پیٹ | اوسی جھاڑ کن لے گیا اوسکوں نیٹ
چھپیا جا جھڑپ میں اپے ناگہاں | بزاں وو شکاری کھڑا رہ وہاں
بچے دیک را نویں کے اوس جھاڑ پر | شتابی سوں جالا سٹیا کا ڈکر
وو سینڈرے سب یکدھر نے جالے میں جیوں | کہا تب وو طوطا بچیاں سات یوں
مری بات سن تم نہ کرتے کلا | تو آتی نہ یوں آج اسنگے یو بلا
بچیاں سوں جو روبہ کے یاری کئے | ابیں ہو تم اپسیچ خواری کئے
کہویاں جواب میں کروں کیا ایتال | گلے بھا لیے دام کر کام گھال

کتا ہوں کر واب توبھی ایک کام — موئے تیوں تجہ دکھلاؤ اپسیں تمام
نہ پلکھاں ہلا خوب انکھیاں مونجہ لیو — کتک بار نا چھوڑ دم کھینچہ لیو
اگر منج پکڑ کر لجاوے تو وو — مرے تئیں دوکھی ہونکو غم کرو
اگر منجکوں جیتا رکھے وو قدیر — تو آملنے ہارا ہوں تمنا سوں پھیر
اسی دھات سوں وو بچے دم نہ مار ۔ ۱۹۴ موئی تیوں بچ دکھلائے اپس ایکبار
وو صیاد سچ مچ موئے کر کو جان — دیا چھوڑ کر جیوں سو پائے پران
بزاں کھول پر پھڑپھڑا وو بچے — اوڑے جھاڑ پر دیں ہو آنگے پیچھے
ولیکن وو رانواں اپے سنپڑیا — کرے کیا قضا اوس اوپر آ کھڑیا
گئے ہات تے سب وو صیاد بیک — لگیا فکر کرنے کوں من میں ٹک ایک
سوایسے میں رانواں زباں کھول کر — اوٹھیا اوس شکاری سوں یوں بول کر
کہ اے ان بچیاں تے جو ہی تو دکھی — کرنہار ہوں میں تجے لئی سکھی
جو کچ اس بچیاں کا اچھیگا بہا — سو چوگن تج انپڑاؤں گا غم نہ کہا
کہ میں وو جناور ہوں گنبھیر آج — جو ہر درد کا جانتا ہوں علاج
دھروں دل میں دریائے عرفان میں — کہ حکمت میں ہوں آج لقمان میں
سن لے بات صیاد ہو شاد تب ۔ ۱۹۵ کھیا اے پنکھی توں ہلیا مج عجب

نہ دیکھا پنکھی کئیں ترے طور کا — توں سچلا ہی لقمان اس دور کا

طرح — سچا

کتا ہوں سن اک بات تج سات میں — بڑا ایک دھرتا ہوں سو رات میں

آرزو

کہ اس شہر کے شہ کوں ہے درد ایک — جو ہر کوئی رہتا ہے حیران دیک

حکیماں کئے حکمتاں دھات دھات — ولے خوب نئیں ہوئی اجھوں اوسکی ذات

طرح — ابھی

ہے علت جو کہتے ہیں اوسکوں جذام — کیا وو نتناک اوسکے تن کوں تمام

لاغر

اگر درد اوس شاہ کا توں گنوائے — خلاصی مرے ہات تے بیگ پائے

جلد

کہا یو کتا کام ہے غم نہ کر — مجے اس حکیماں کی توں سم نہ کر

برابر

اگر میں جو حکمت کیرے سر پر آؤں — تو مہتاب کے موں کے چھایاں گنواؤں

کے — منہ — داغ

قوت سوں مرے علم کے وید کے — سٹوں کاڑ زردی کوں خورشید کے

اگر کوئی جو سو برس کا ہو ملول — تو ہلکا گھڑی میں کروں اسکو پھول

بیمار

بری منج لجا ترت اوس راج پاس — سرافراز کرتا ہوں تج بے قیاس

بیس — جلد

خوشی سات انویں کوں پنجرے میں گھال — چلیا ویں اوسی شاہ کن لے دنبال

ڈال

کیا حیثیت اوسکی شہ پر عیاں — سنیا اوسکی حکمت کے شہ جو بیاں

دی دینار صیاد کوں دس ہزار — لیا مول اوسے وو شہ روزگار

دو سمرت پنکھی بھو گنی دوسرے دن — دیکھا شاہ کا جیوں دو رحمت کٹھن

نیک

دے تقویٰ علاج اوسکا کرنے لگیا   سو دن دن کوں زحمت اترنے لگیا
ڈھارس   بیماری

طبابت میں اون بے بدل ہو کہ خام   ہوا شاہ کا شاد روں روں تمام
سمجھ   رواں رواں

جو آدھا ہوا تن تے زحمت بھلا   لگیا شہ کوں چڑنے کلا پر کلا
گوشت آنے لگا

ولے جیوں بچے آدیں انویں کوں یاد   تو ہوتا اچھے تلتل اوس دو کھ زیاد

بزاں ایکدن اوس شہنشاہ کوں   کہیا نفع تو مج تے پاتا ہے توں

ولے پنجرے بیچ شدت سوں ڈال   رکھیا ہے منجے عاصیاں کی مثال

رہا کر جو انگن میں گھر کے پھروں   خوشی سوں علاج اس تے بہتر کروں
صحن

کیا شاہ جیوں اوسکی بات اعتبار   درونی تے پنجرے کے کاڑیا بہار
نکالا

سو درحال اوڑ قصر کے بام پر   جھوٹیا بند تے جیوں چلیا کام کر

ہوا غم سوں وو شاہ پھر مبتلا   وو زحمت سوں ویں رہ گیا نمکلا

ریجھا دیکھکر اوس کے ظاہر کے زیب   دغا کوں نہ سمجھا سو کھایا فریب
مائل ہوا

نہ سنتا اگر اوس غرض مند کی بات   تو دلگیر ہوتا نہ اس دھات سات
طرح

یقیں جان اے موہنی نیک بخت   منجے فکر سو یہ ہے ہر ایک وقت

مبادا ترا کام ویں ناتمام   رہے ہور ہووے توں دکھی صبح و شام

ترا مرد اجھوں آیا نئیں تلک   گلے کوں توں جا یار کے آج لگ
ابھی

اے فرصت غنیمت ہے کر جان توں یو مشکل ترت کر لے آسان توں

یہہ

اوتاں وو جانے کی جو باب ہوئی یکایک صبا ہوئی سو بے تاب ہوئی

بیقرار

وہاں لگ نہ جا سک وہیں رہ گئی بھر انجواں کے پڑ لہر میں بہہ گئی

آنسو

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے توہی دیس روشن صبحی وہے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب چہاردہم

جو سلطان خورشید کا شام کوں چلیا غرب کے گھر میں آرام کوں

نکل گشت کوں چاند کا کوتوال جوں آیا سو وہ نار صاحب جمال

دریا عشق کا بھر کیتا دیک جوش گرجتی بدل ساد کرتی خروش

کرتا — بادل کی طرح

جو راویں کے آپاس یوں بول اوٹھی کہ جلتی اچھوں کو تلگ جوں بھٹی

رہوں کب

جو ہے عاشقاں کا طبیب آج توں دوا کر مری اے حبیب آج توں

کہ علت برہ کا لیا بسر منج کیا سرتے بے تاب دکھ چھیر منج

مرض — ہجر — دشمنی — نئے سرسے

پڑی بہار طاقت نکل ذات نے پنکھی اوڑ گیا صبر کا ہات تے

باہر — دل — پرندہ

گر ایسے میں دیتا ہی توں منج رضا — سنبھالونگی اس جیو کوں ہر وضا

جنم جاں تے اس دھات سوں فوت ہوئے — نہ کی ہر گھڑی یوں مری موت ہوئے

سن اس بات کوں او پنکھی آہ مار — کھا یوں کہ اے موہنی بے قرار

نہیں عشق کا درد جس دل منے — بھلا جو سٹیں اوس لجا بل منے

جھڑیں نا جس انکھیاں تے بُندیرہ کے — او انکھیاں اچھو بتلا گرہ کے

جے سینا پرم آگ سوں نا جلے — بھلا اوس سینے جو کٹاری سلے

جو ہے عشق کا تج کلیجے پو داغ — نہ اس داغ کر جان توں ہر او باغ

جتا آج ہے تج جفا عشق تے .... — وتا تجکوں دن دن نفا عشق تے

بہر حال پاگی توں مطلوب کوں — ولے منج سوں اخلاص دھر خوب توں

منجے آپنا مخلصے خاص جان — توں اوس راج نمنے تہو بدگمان

جو پوچھی پھر او نار اس بات کوں — اوٹھیا بول بعد ازاں اس دھات سوں

سنیا تھا جو گذرے سو ایام میں — انھا ایک صیاد کئیں شام میں

جو لے ہات میں دام کھیلن شکار — گیا شہر کے بھار سو ایک ٹھار

لگیا ایک راوں وہاں اوسکے ہات — سو باتاں میں آیوں کھیا اوسکے سات

جو سنپڑیا ہوں میں آج تج ہات میں — خوشی آن لے توں تری ذات میں

کہ مج سار کا آج لگ کئیں شکار — نہیں سینڑیا پنج دریں روزگار
طرح — مجھے

ہنر حیثیت میں ہوں اونا ریں — یقیں جان توں ہوں وفا داریں

اگر بیچنے منجکوں منگتا ہے توں — تو ہر حال منج ایک دنیادار کوں
یعنے دینار

جو تجکوں دلاؤں اوستے لئی مال میں — اچھوں اوسکی صحبت میں خوشحال میں
بہت

جو صیاد اس بات کوں خوش کیا — لیجا شام کے شاہ کوں بیچیا
منظور کیا

جو او بادشہ امتحاں کے بدل — کیا بات اُسوں سو کھلیا جوں کمل
لئے — کنول

فضیلت منے دیک اوسے بے نظیر — نہ دلگیر ہووے تیوں اوسکا ضمیر

نہ رکھ پنجرے میں اُسے قید سات — دیا چھوڑ کر ہور کھیا اوس یو بات

کہ تج سا پنکھی بے بدل حیف ہے — جو شدت سیتی پنجرے میں رہے
پرندہ

توں خوشحال اچھے تو ہی میری خوشی — رہویاں تو یا جاؤ تیری خوشی

رہتا ہی تو تیرا یو گھر ہے کہ جان — اگر نئیں تو جا جاں ہے تیرا مکاں
یعنے خانماں

دو رانواں سن اے بات خوش ہاں کر — ہو شرمندہ اوس شہ کے احسان پر

جے رانواں جو تھا راج رانویاں منے — گیا وانتے درحال اوڑ اوس کنے
یعنے طوطیاں — اسی وقت

جو احسان اوس شاہ کا سر بسر — کھیا خوش ادا سوں اوسے کھول کر

لگیا اوس شہ طوطیاں کوں عجب — سو یوں کھول منقار او ٹھیا بول تب

کہ منجکوں نہ تھا آج لگ یو گماں ‏ ‏ جو انسان اس دھات ہوئے مہرباں

جہانتے جفا کار انسان ہو ‏ ‏ کیا ہوویگا تج پہ احسان وو

بھلا جو کرے خدمت اوسکی توں خوب ‏ ‏ جو وو خدمت اوسکے رہے دل میں چوب

اگر کچ ہے ہمت تیری ذات میں ‏ ‏ فلانے طرف جا توں ظلمات میں

ہے امرت کے چشمے نزک جھاڑ ایک ‏ ‏ لیکر آ پہل اوس جھاڑ کا کاڑ ایک

وو پہل پیر کھاوے تو ہووے جواں ‏ ‏ قیامت لگ اوس مرگ نئیں کر بچھاں

لے دو پھل کوں اوس شاہ کن انپڑا ‏ ‏ کہ ایکار اس تے نہیں کچ بڑا

دوراں واں مشقت اوسی دھات کر ۲۰۳۰ پھل اوس جھاڑ اپرال کا ہات کر

گیا شام کے بادشاہ پاس پھیر ‏ ‏ کہیا اے شہنشاہ آفاق گیر

جدھاں لگ مرے تن منے ہے پراں ‏ ‏ تج احسان کا میں بندا ہوں کہ جاں

کیا مج ترا لطف گستاخ دیک ‏ ‏ لے آیا ہوں تحفہ ترے تائیں ایک

کہ ہے خاصیت میں وو آب حیات ‏ ‏ رس اوسکا سو ہے جوں شراب حیات

اگر شاہ اوسکوں کرے نوش جاں ‏ ‏ نہوئے پیر دن دن کوں ہووے جواں

کہہ اس دھات وو پھل دیا شہ کے ہات ‏ ‏ دیک اوس پھل کوں وو شاہ عالی صفات

کہا اے پنکھی دھر مج اپرال پیار ‏ ‏ مرے تئیں توں لایا عجب یادگار

ولیکن حکایت وو عرفان کی ۔۔۔ سنیا ہے کہ نئیں توں سلیمان کی
کہتے ہیں جو کوئی ایک دن جام سات ۔۔۔ سلیماں کن لائے آب حیات
کئے جوں او تکلیف پینے مدل ۔۔۔ ابد لگ سلیمان جینے بدل
سلیمان ارکان دولت سوں تب ۔۔۔ کئے مشورت سو کہے خوش ہو سب
کہ اے خاص پیغمبر اللہ کے ۔۔۔ اے ہادی دنیا دین کی راہ کے
بھلا جو کرے نوش یو جام توں ۔۔۔ ابد لگ جہاں کوں کرے رام توں
جسے پوچھے تو بھی دئے اے جواب ۔۔۔ بزاں کر طلب سیمرغ کوں شتاب
کئے مشورت سو کھیا یوں اونے ۔۔۔ جو ہے توں نبی نادر اس جگ منے
دسے منج تیرے پورتے کاج یو ۔۔۔ جو توں آج ہیوے یکیلا چ یو
عزیزاں ترے جائیں سب ہوں فنا ۔۔۔ کریگا یکیلا توں رہ کیا کنا
تجے کاں وو سنیا ہے کاں وو قرار ۔۔۔ جو سوسے وتیاں کا فراق اکیبار
اگر تجکوں اتنا سکت ہے تو پی ۔۔۔ قیامت تلگ توں اکیلا چ جی
سن اس بات کوں وو خدا کا نبی ۔۔۔ پھرا تب دئے جام اکیلا نہ پی
منج انماں سوا ہے اے جانور ۔۔۔ یکیلا رہوں کیوں اسے کھائیکر
کھیا بات جوں او شہ کامیاب ۔۔۔ دیا پھر او سے یوں او رانواں جواب

کہ اے شہ سلیماں کوں ممکن نہ تھا ‏ تب او جام سے او تغافل کیا

ولے تجکوں ممکن ہے فرما کسے ‏ جو پیریں لیجا باغ میں ترت اسے

پیر اپنے توں جسدن یو فرمائیگا ‏ اوسی دیس ہو یو جھاڑ بار آئیگا

بزاں مل عزیزاں سوں کر نوش تو لی ‏ ولے منج نہ کرنا فراموش توں

وو پھل پیر نے شہ جو فرمائیا ‏ اوسی دیس پھٹ جھاڑ بہار آئیا

ہلایا قضا اوسکے جوں پات کوں ‏ پھل اوس جھاڑ کا ٹٹ پڑا رات کوں

یکایک ہوا سانپ کا واں گذر ‏ سو وو پھل لے موں میں سٹیا پھیر کر

ادھی رات کوں ہوگیا کام یو ‏ قضا کے بجز کس نہ تھا فام یو

جو رکھوال دیکھا جھنجر کیچ اوٹھ ‏ پڑیا ہے تلے ایک پھل خوب ٹٹ

او چالے خوشی سوں وو پھل دیک بل ‏ دیا لیا ترت بادشہ کوں وو پھل

چڑیا ہات دیک شہ وو پھل نرملا ‏ کیا امتحاں جوں ایکیں کوں کھلا

سو در حال اوسے سانپ کا زہر چڑ ‏ ہوا بے خبر سو موا بھوئیں پو پڑ

تب او شاہ برہم ہویوں کہہ لیا ‏ بھلا جو نہ کھا میں تامل کیا

اگر بات رانویں کی سن کھاوتا ‏ تو میں بھی نتیجا یہی پاوتا

غصالا ہوا جوں او شہ داد گر ‏ کرن گھات اوسکے منگیا جیو پر

بچارا وو رانواں ہو حیراں وَیں اپس میں اپے ہو پشیماں وَیں

کھیا تب کہ اے شاہ گردوں وقار منجے قید میں آج رکھ توں نہ مار

ہوا زہر کیوں یو سو حیران ہوں گنوا عقل کوں یاں پریشان ہوں

مرے دل کوں آتا ہے یوں دغدغا کہ اس ٹھار ابنہ ہے کچ دغا

بھلا جو صبا چل کے اوس جھاڑ تل اَیے بادشہ جا اوتار او سکے پھل

کھلا یک بڈھے مرد کوں دیکھئے گر او بھی جو اِس کے مَن ناچیے

عذاباں سوں کر منج گرفتار توں لیوے جیو تو میرا سزاوار موں

ولے کم توں یاں سعی تیرا نہ کر مشقت تو ناچیز میرا نہ کر

سن اسکا بچن وو شہنشہ گنبھیر چلیا ویں اپے صبح اوس جھاڑ دھیر

پھل اوس جھاڑ پرتے اتار اپنے ہات بڈھا ینکھ یک شخص جو تھا سنگات

کھلایا اوسے جیوں سو در حال او ہوا جوان کالے بڈھے بال ہو

ہوا شاد بہو تیج شاہ اوس گھڑی رکھیا رانویں کی شرم اللہ او سگھڑی

کسی کی بھلائی کوں پروردگار کیا نئیں ضائع کہیں اے نگار

غصا دل میں وو شاہ لاے زیاد ہوا تھا جو رانویں تے بد اعتقاد

جو اوسکی بھلائی اگے اوسکے آئی سو شہ کی غضب کی اگن کوں بجھائی

جو خدمت مرا تج پو اظہار ہو ہوویگا بوجھیگی مرا قدر تو
پہچانیگی

اگر منجپو تیرا کچ اخلاص ہے تو جا یار کن یو گھڑی خاص ہے

دو جا لیا اچھیگا ترے تیں سریر تیرے وصل کا جا چھنک دسپونیر
جلا لیا ہوگا تیرے جان چھڑک پانی

لگی جوں او جانے سو آڑا ہو دن نجانے دیا سو رہی پھیر ان
سدراہ واپس ہوکر

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب پانزدہم

سورج بور بچا جوں آسمان پھیر کیا قصد مغرب کے جنگل کی ڈھیر
بچہ پھر کر طرف

ہرن چاند کا اپنے بچیاں سوں ل جو مشرق کے صحرا تے آیا نکل
بچوں کے

پھرا او دھن پریشاں ہو بے حساب جو نزدیک انویں کے آئی شتاب
عورت

کہی اے میرے من کے جونے عزیز سنی ہوں جو سنسار میں چار چیز
دنیا

چھٹیا تیر ہور موں تے نکلی سو بات ہوا سو قضا ہور گئی سو حیات
چھوٹا ہوا تیر منہ گزرا وقت

پھر آنا عجب یو پھر نہار نوئے پھرا یا نہیں آج لگ انکوں کوئے
واپس ہونے والے نہیں تک واپس لایا

گذرتی ہے نت غم سوں مری حیات | کدھاں لگ اچھوں غم سوں لیئو جو رہات
ہمیشہ — کب رہوں

کہ دن دن کوں میرے اوپر گھات کیاں | گذرتیاں ہیں راتاں بُری دھات کیاں
دشمنی کرتے — طرح کی

جو ذوق آج کی رات تے میں نہ پاؤں | عجب کیا ہے جو مر سینا ترنج جاؤں
رنگ

نہ ضائع کرے عمر باقی مری | کہ گھٹتی ہے نت اشتیاقی مری
ہمیشہ

نظر آج کر مج پو ٹک پیار سوں | میلا ہر سند بیگ اوس یار سوں
ذرا — ملا طرح جلد

سن اس بات کوں غیب باگوش ہوش | دیا جواب یوں اوس کہ اے سبزپوش

کہ اے گلبدن گن بھری ماولی | شتابی غضب جاہلی کاہلی

یوں چاروں بُرے کچھ ہے کر جان تو | کہ دھرتی ہے ہر بات کا گیان تو
سمجھ تو — رکھتی عقل

اچھے دور دو ڈگ جن اس چار تے | نہ دیکھے ضرر کچھ وو سنسار تے
بچ رہے قدم جو سے — دنیا

گھڑی کام آکچھ کبل ناگہاں | تو سنبھال لے وو تو اپیں وہاں
سخت — اپنے آپ کو

کہ جیوں نار یک بورنیچے کے ہات | سنیٹر کر رہی تھی سنبھال اپنی ذات
عورت

جوں یو بات اوسکوں عجائب لگی | سو پھر پوچھنے کی لگی تکبکی
تب یہ پوچھنے

زباں کھول تب یوں لگا بولنے | جواہر نصیحت کیرے رولنے
کے

سنیا تھا جو یک مرد کی نار تھی | ادک جنگجو ہور عیار تھی
عورت — بہت

چھرالی بُری بدروش تندخو | بھواں میں سدا گانٹھ ہور ترش رو
ابرو ہمیشہ بل

مسلّم رکیک ہور جھوجھی بتنگ — لگی جسکے موں تو لگی جیوں چتنگ

کہ ہمسائے سب جو بھی اپنے منڈھیر — چلانے تھے اوسکے اچھیں باذ سیر
مکان — شور مچانے — رہیں — سر کیڑ

نہ عورت کہوں تھی وو سیر زور تر — اچھا مکر سو عین اوسکا ہنر
بہت — تھا

نہ پنجی تھی کیں کوئی اس طور کی — کہ سچلی وو ڈائن تھی اوس دور کی
نہ پیدا ہوئی

بشر نھاستے دیو کوں دیک ڈر — ولے دیو نھاسے اوسے دیک کر
بھاگتے — بھاگے

بُرے ڈھنگ مرد اوسکے ناسوس سک — کیا خوب یکدیس اوسکوں کتک
برداشت کر — ایکدن — مار

سو ویں شور کرتی خیالے خیال — دو فرزندا تھے سو لے اونکوں دنبال
ساتھ

نکل گھر منے تے پڑی جیوں بہر — چلی نیٹ جنگل کی دہروں نہ ڈر
میں — باہر — سیدھا — طرف

سو اوس عین جنگل منے ایک ٹھار — یکایک ہوا بور بچا دو چار
جگہ

لگیا اوسکے نزدیک جیوں آونے — منگیا بنگڑیاں سوں اوسے کھاونے
آنے — فرزنداں سمیت

کمر[۱] بیس جا سخت ہوی گھابری — یہ چھٹی ہات ہور پاؤں کو تھرتھری
بیٹھ

سو من میں لیتی بول یہاں ہیں تو موی — بچیاں سات اپنے گرفتار ہوئی
پریشان — دل

جھگڑ مرد سوں کاں تے میں ٹھار آئی — کدھر کی بلا آج اپن سر پو آئی
اپنے

خدایا بچا آج اس ٹھار توں — نکر اس بلا کا منج آہار توں
جگہ — بمعنی شکار، مبتلا

۱؎ یہ شعر نسخہ الف میں نہیں ہے۔

جو ہوتا ہے اتبار توں مہرباں　　کہیا مرد کا ٹھیل سوں ناکہ جاں

کراس دھات سوں تو یہ پھر نیٹ کر　　لیتی کونڈیوں آپنے دل بہتر

کہ سر پر تو آئی ہے سچ یو بلا　　ولے ترت یک حیلہ کرنا بھلا

بغیر حیلہ یاں ہور تدبیر نئیں　　اگر ہو کر آوے تو چھُٹتی ہوں میں

کہ اس دھات سیتی کمر باند کس　　یکایک دلیری سوں آنگے ہو دس

کہی یوں کہ اے بور بچے ٹک ایک　　انگے آ مرے سن مری بات ایک

کہ اس ٹھار اچھتا ہے ایک باگ　　نہ کی باگ وو بلکہ ہے عین آگ

ہے درہم جہاں اوسکی ہیبت تے آج　　درندیاں منے سب اوسی کا ہے راج

ہر روز اپنے چارے بدل دو جنے　　ہمیشہ معین کیا ہے اونے

نہ چوکے نمن اوسکی معتاد کوں　　لیجاتی ہوں اس دونوں نخواد کوں

اچھیگی ترت بھوک تو آشتاب　　انن دو نو میں ایک کوں کھا شتاب

کہ دستا ہے توں منجکوں وحشی دلیر　　بھلا جو کروں تج ضیافت سیں سیر

ایدھر باگ کوں جواب میں دیؤنگی　　جو کچ آ کھڑیگا تو سر لیؤنگی

گیا نئیں ہے محروم کوی مجھ تے ایک　　کروں تجکوں محروم کیوں دیکھ ایک

ولے رہ نکویاں ترت پاؤں کر　　کہ شاید سنے باگ تیری خبر

که اسٹھار اوسکی رضا باج کوئی   بشر کے جو آزار کے پئے میں ہوئی
تو بنیاد اوسکی نہ رہے ٹھارتے   ہے عالم خراب اوسکے آزار تے
سنیا اوسنے جیوں بور بچایو بات   ادک گھابرا ہو حماقت سنگات
وو عورت جو کچ کہی سو تحقیق جان   پھر یا واں تے ہور وہیں چلیا ہور ٹھان
سو ایسے میں روباہ آیا یک کہنہ کار   ملیا سو دیکھیا اوسکوں دلگیر اپار
لگیا پوچھنے حال سو بے درنگ   کہیا کھول عورت کی بات اوپلنگ
وو روباہ ملامت سوں تب کھول جیب   کہیا اس وضا اے دلاور حبیب
سنیا ہوں بزرگاں کے موں تے یو آج   که جاں لگ شجاع ہیں سو احمق ہیں ساچ
وو چارا ترا نخانہ کہا توڑ اوسے   ہو مردانہ کیوں تو دیا چھوڑ اوسے
شجاعت اچھے تج میں تو کیا ہوا   ولے عقل تیرا ہے پادر ہوا
که جاں لگ اہے نار و نر کا نشاں   سہی مکر کا دام ہینگی پچھاں
نہ کر اعتبار اوسکی کئی کا ایتا   که ہے عیں وو چرب تیرا بھتا
دلیر اوسپہ پھر تجکوں جو پاؤنگا   تو سنگات میں بھی ترے آؤنگا
که ہرکیوں اوسے آج کھانا بھلا   لذت اوسکی ہیٹرے کی پانا بھلا
لیا ہے مجھے اشتہا گھیر آج   بہ دولت ترے میں بھی ہوں سیر آج

سنیا بور بچا جیوں اس بات کوں | کھیا پھیر روبہ کوں اِس دھات سیں
کہ اے دوست گن گیاں کے حق گذار | ہے روباہ بازی میں توں نامدار
جلکچ توں کتا ہے سو تحقیق ہے | پھراوس پاس جانے تو توفیق ہے
ولے جو تمہ منجکوں بڑا ہے یہی | نہ کئیں بات اس عورت کی ہووے صحی
اگر اون کہے تیوں اچھے باگ واں | تو کہنا چلے کیا مرا لاگ واں
بھلا جو اس عورت تے میں بات دھوؤں | گرفتار پنجے میں اوسکے نہوؤں
کہ کرنا بدی باگ سوں خوب نئیں | ۱۲ پلو باندھنا آگ سوں خوب نئیں
جو روباہ اوسنے سنیا بات سست | کہا دُم ہلا پھیر کھڑا ہو درست
اگر کچھ تجے اے شجاعت شعار | نہ اچھے مرے قول کا اعتبار
تو باندآ اپنے پگ سوں میرا گلا | لیجا اپنے دنبال واں لگ چلا
اچھے باگ گر واں تو کر منجکوں پیش | سلامت نکل جا توں برجائے خویش
لگیا دیک دنبال اد کچھند سات | بہر حال ناٹھیل سکا اوسکی بات
اہی دھات اپس پاؤں کوں باندھ پھر | چلیا بور بچا اوس عورت کی دھیر
جوں وو شوخ مکری مفتن سکی | پھراوس بور بچے کوں آتا دیکھی
فراست سیں فی الفور اُن پائی بھی | کہ روباہ لاتا ہے اوسکوں صحی

بھلا جو کروں ہور حیلہ اتال ۔ نہ دیوں چھوڑ ہمت کوں ڈھیلا اتال
جوں آیا وو نزدیک چل اوس کے ٹھار ۔ دلیر او سیو ہوویں اوٹھی ہانک مار
کہ اے بور بچے جو آیا توں پھیر ۔ مگر مرگ لیایا ترا میرے دھیر
تجھے کھائے بن نا رہوں ہیں اتال ۔ مرے داڑ کا ہے توں لقمہ حلال
کہ در اصل رکس کی جائی ہوں میں ۔ ہزاراں درندیاں کوں کھائی ہوں میں
مرا باپ دادا و نانا مدام ۔ رہتے ہیں اسی دشت میں کر مقام
جناور ترے سار کے پاک ساک ۔ صبا اوٹھ خوراک اونکی تھی لاک لاک
حکایت تجھے باگ کا اس بدل ۔ کبھی جو غصا تجکوں آوے اول
کرے حملہ مج پر تو دیں کھاؤں پھاڑ ۔ کلیجے سوں تیرے کروں گرم داڑ
ولے کیا کروں منجکوں نراس کر ۔ گیا او سگھڑی بیگ توں نھاس کر
پشیمان بیٹھی ہوں ہیں تب تے یہانچ ۔ کہ منج ہات میں تے گیا کیوں توں بانچ
بچھائی تھی میں دام تیرے بدل ۔ پھر آنا کہ ہر کیوں توں اس بات چل
نکو جان عورت کہ منج سرسری ۔ ہے مشہور یاں میری جادوگری
ولے بول منج کیا یو تیری ہے شاند ۔ جو لیایا ہے روباہ کوں پگ سوں باند
کہ میرے خورش کے تو لائق نہیں ان ۔ تجے یو کچی بد سکھایا سو رکن

جو لیا تا ہتی کوں تو یا باگ کوں — بجھاتا مری بھوک کی آگ کوں
مری یو لکھی یک ڈلی ہے کہ جان — کہ بھکسے (بھرے) نہ کچھ اوستے میرا پران
سنیا جوں وو روباہ اوستے یو بات — ہوا گھابرا دھڑتے اوڑ جا حیات
کھیا تب ملوں بور بچے کی دھیر (طرف) — کہ عورت نہیں (جسم) یو بلا (جان) ہے گنبھیر
لے آیا تجھے کان تے ییں یاں شتال — پڑیا مایہ اوسکا سمجھ مج اتال
ترا کام نئیں جو کرے اسپو روز — یقیں جان توں یو بلا کچھ ہے اور
کہیں جسکو دادی ہے شیطان کی — ہے ڈائن یو سچ اس بیابان کی
بھلا جو بچا لیکر اس نار (عورت) تے — اُچا پگ (اٹھا پاؤں) کرے تگ (دوڑ) توں اس ٹھار (جگہ) تے
لگی بور بچے کوں یو بات سچ — چھوٹی ٹھلبلی (بے چینی) سو چلیا واں نہ اچھ (رہ)
پکڑ باٹ (راہ) ہور ایک بن واس (جنگل) کی — دیا چھوڑ سُدھ (ہوش) بھوک ہور پیاس کی
بندیا تھا جو روباہ کوں اپنے پاؤں — گئی اوسکی کھُڑی (کھال) نکل ٹھاؤں ٹھاؤں (جگہ جگہ)
جوں اس دھات کی اوسپہ بازی کھڑی — نلیا آپ ویں ہنس پڑیا اوسگھڑی
لگیا بور بچے کوں تب یو عجب — سو چلتا چ (چلتے چلتے ہی) پوچھیا ہنسی کا سبب
دیا جواب روباہ پھر اوسکے تئیں — کہ ہنستا ہوں تیری حماقت پو میں
نہ یو وقت ہی جو مجے پگ (پاؤں) کوں باند — چلے لنگتا (لنگڑاتا) چھوڑ دے توں بو شاند (سونگھ)

مبادا وو ڈائن لیوے تج رُلا — منجے چھوڑ دے بیگ اپسیں چلا
دیا چھوڑ یکبار گی جوں اوسے — ہوا پھر حیات آئے نوی تیوں اوسے
چھپیا جاکے سوراخ میں ایک ٹھار — ہوا جمع خاطر سو پکڑیا قرار
جو اوس بورنیچے کو ہیبت بڑی — لگی سو کھڑا کئیں نہ اوس گھڑی
چلیا نھاس قلب اپنے ڈونگر کے دھیر — جو بارا ڈھونڈے اوس تو پاوے نہ پھیر
وو عورت جو کی اس وضا حیلہ خاص — ہوی بورنیچے کے ہیت سے خلاص
تو اے موہنی آج اگر جائیگی — ملاقات اوس یار کا پائیگی
جو ایام ہونا موافق ترے — ترے سات روباہ بازی کرے
توں ہر حال یک مکر حیلہ سنگات — اوسی نار کے سار پاتوں نجات
سنی جوں اودھن یو حکایت تمام — کیتی ساز جانے بدل وقت فام
یکایک صبا ہوی سو ہو گھابری — وہیں کاڑ کسوت سٹی زر زری
جیوں اس دھات سوں کام ابتر ہوا — سو دوزخ پھر اوسکے لکھی گھر ہوا
غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب شانزدہم

یو جُونا فلک بے بدل حقہ باز　　کیا مکر کا پھیر جوں حقہ باز
ہوا غیب سورا آپنے دیس سوں　　جو نکلیا چندا رین کے بھیس سوں
وو برہی جلی دلربا بعد ازاں　　ہو پژمردہ جوں پھول وقت خزاں
جو رانو یں کن آئی آدھیرات کوں　　چلائی ادھر کھول یوں بات کوں
کہ اے توں جو دانا ہے ہر باب آج　　منگنہار میرا جو ہے لاب آج
جو دھنڈتی ہوں حظ یار کی ذات تے　　تو جاتا اہے مرد مجھ ہات تے
اگر منگتی ہوں مرد کوں بے قیاس　　تو ہوتی ہوا اوس یار تے میں نراس
ہوں حیراں اس ٹھار اپن گیاں ہیں　　کہ کیوں دو کھنڈے مائینگے یک میاں ہیں
یو پردا مری شبہہ کا کاڑ توں　　نکو دغدغے میں منجے پاڑ توں
کہ اس راز کا یار سو توں چ ہے　　عزیز اور وفادار سو توں چ ہے
کر ایسا نصیحت جو خوشحال ہوں　　ترو تازہ جوں پھول کا ڈال ہوں
کہا[1] تب کہ اے بے بدل دلربا　　اچھو تج فراست پو صد مرحبا

[1] یہ اور اس کے بعد کے تین شعر نسخہ الف میں نہیں ہیں۔

اگر پوچھتی ہے مجھے بات سچ　　　رضا میں تو اوس یار کی آج اچھ

اگر مرد تیرا خبردار ہوئے　　　تو یوں اوس کروں جو نہ دل تج تے دھوئے

کدھیں موں پھگا تج تے مخمول ہوئے　　　کروں حیلہ ایسا جو پھر پھول ہوئے
(ناراض)

جوں یک نار مقصود اپنا نہ پاڑ　　　سٹی مرد کی بدگمانی کوں کاڑ

غبار اوسکے سب دل پو کا جھاڑیں　　　سٹونگا اسی دھات سوں کاڑیں

بہر حال خوشحال اچھ غم نہ کر　　　تیرا پیار اوس یار تے کم نہ کر

وو ناری تھی کیسی کیوں اوسکے گن　　　سنیگی تو کہتا ہوں دھر کان سن
(رہ، کیسے، کرتوت)

کہ پورب میں سوداگر یک نادار　　　دھرنہار سامان تھا بے شمار

نہ تھی عقل کچھ اوسکو نادان اچھے　　　بدل مال کے نت پریشان اچھے
(بیوقوف، کیلیئے، ہمیشہ)

دنیا کا دھرنہار تھا طمع بھوت　　　دھرے خرچ تھوڑا کرے جمع بھوت
(بہت)

جو تھی عورت اوس ایک چندر مکھی　　　حماقت تے اوسکے اچھے جم دکھی
(رہ)

محبت پو تے اوسکی لئی کاڑ دل　　　کرے ذوق دانا جواناں سوں مل
(پر سے، بہت پلٹا، عقلمند)

وو جوں جوں کرے طمع سوں جمع مال　　　یو کہیا عاشقاں سوں کرے پائمال
(بھٹی لٹا، سے، برباد)

کتک دن کوں جو مرد پایا خبر　　　چھپا دل میں عورت پو ظاہر نہ کر

کہیا ایک دن یوں کہ اے گلعذار　　　نہ کر میں سفر کئیں ہوئے برس چار
(کہیں)

ہوس ہے جو میں آج جاؤں سفر — تماشا دیکھوں ہور پھروں بحر و بر

کدورت کروں دفع ہور نفع پاؤں — میلا مال لئی کچھ فراغت سیوں آؤں

نہ گھر فائدہ کچھ ہے رہنے منے — ہے صافی سو پانی کوں بہنے منے

کہہ اس دھات سیوں ہو بجد بے شمار — رضا لیکو عورت کی نکلیا بہار

اتر شہر تے دور صحرا میں گئیں — یکیٹ وال تے پھر رات کے وقت ویں

حماقت سیتی امتحاں کے بدل — چھپیا جا پلنگ کے تلیں ایک پل

وو عورت سیو اوس رات جوں پھول کھل — پلنگ کے اوپر ایک عاشق سوں مل

جو مشغول تھی آپنے خیال میں — سو ناگاہ اوسی ذوق کے حال میں

پڑی دشٹ جب اوسکے دامن اوپر — سو تحقیق سمجھی کہ ہے مرد کر

حماقت پر اوسکی ہنسی مسکٹی — سُتی تھی سو سمجھے نہ تیوں اوس اوٹھی

کلینے لگی دل میں یوں اوسگھڑی — کہ بے وقت بازی تو منج پر کھڑی

حماقت منے گرچہ ہے فرد یو — ولے ہر سند ہے مرا مرد یو

مبادا پلنگ کے تلیں تے شتاب — نکل آکر یگا منج اپرال عتاب

کہ میں تو کری ہوں نہ کرنے کے کام — ولیکن نہ سمجھے تو بہتر یو خام

ہے ظاہر مرائی اُو سے اعتبار — رکھے شرم اس ٹھار مرا کردگار

بھلا جو کروں حیلہ ایسے میں کچ | گر او مرد سچلا ہے نادان ہچ
جکچ میں کھونگی سو سچ ہے کہ جان | نہو ہے مرے حق پو کچ بدگمان
اشارت سوں ویں رمز عاشق پو کھول | یکایک اوٹھی اس وضا سات بول
کہ اے باپ اے مرے بھائی آج | میں یک کام تے یاں تجے لیائی آج
بری آنک سوں منج کدھن توں نہ دیک | منجے یوں سمج لے جو بیٹی ہوں ایک
کہ میں مرد کی برہ تے ہوں دھال | ستی تھی دوپھار آج انجھو ڈھال ڈھال
سو یک پیر مرد آکو سپنے منے | زباں کھول منج سوں لگیا بولنے
کہ اے ماؤلی پاک داماں کی | جو بے تاب ہے مرد کے دھیاں کی
ترے مرد کی عمر تو سب سری | حیات آج کے دن تھی اوسکی بھری
مرے کان میانے پڑی جوں یو بات | رہیا آکو ہونٹاں میں میرا حیات
نہ لیا تاب تب میں کہی موکھ کھول | او جینے کی تدبیر اچھے کچ تو بول
کہیا بعد ازاں اس وضا منج سات | کہ تدبیر یہ ہے جو توں آج رات
اگر ایک پر مرد سوں گھر منے | لیجا آپنے پاک بستر منے
دے حرمت دیانت سوں بسلائیگی | تو جیتا تیرا مرد کوں پائیگی
ولیکن شتابی سوں کر یو علاج | صبا کام ناآوے جو کی تو آج

جوں اس بات پرتے ہوی میں ہشیار　　کر اس پیر کے بول کا اعتبار

مرے مرد کے جیو او پرتے سدا　　منج ایسیاں سہیلیاں اچھو لک فدا

مرے جیو کا ہے کہ او ننگ نام　　مرے سر تو جیتا اچھو کر مدام

بجد ہو اسی کار سازی بدل　　اسی کی صحت جاں درازی بدل

تجے بھارتے میں بولا بھیج کر　　کیتی گفتگو بیس یک سیج پر

نہیں تو اپنا کیا منجے تھا ضرور　　جو نکلوں پرائے مرد کے حضور

صحی ہیں تجے بھائی کر پائی ہوں　　منجے بھان کر مان اے بھائی توں

ہوا گرچہ تصدیع تج پے حساب　　ولے دو جہاں میں ہے لئی تج ثواب

اگر اس سفر تے سلامت سوں پھیر　　جو آوے مرا مرد میرے مندھیر

کھونگی اوسے کھول کریو تمام　　جو او بھائی کر مان تجکوں مدام

رضا دیوے گھر آنے جانے کی توج　　کرے عذر خواہی ترا قدر بوج

کہ اس بھار کا دوست پرور کہیں　　یقیں جان اس دور میں تو نہیں

کہ تج تے تو میرا بر آیا مراد　　الٰہی رکھے دو جہاں تجکوں شاد

روانا ہو الحال اپنے مقام　　ولے یو سگائی اچھن دے مدام

کہہ اس دھات سوں دے رضا اسکے تئیں　　پلنگ پر سُتی پھیر اس جاں میں

او احمق جو تھا اوس پلنگ کے تلار　　ہو عورت کے باتاں سوں خوش بے شمار

ایس میں لیا بول یوں اوس گھڑی　　یکائیک کیا بد مرے سر چڑی

جو ایسی وفادار پر بیں نہ جان　　ہوا امتحاں کے بدل بدگمان

منگے اون سوں یوں منجکوں اخلاص سوں　　کروں میں سوں رندی یوں اوس خاص سوں

ہوا خواہ میری ہو کیا خوب آج　　مری جاں درازی کیرا کی علاج

۲۲۹۰ منج ان جاں تے اس دہات منگتی اچھے　　منگوں کیوں نہ اس مر دہو میں سچے

اگر منجکوں جیتا رکھیگا خدا　　تو او سکے کہے تے نہ ہوسوں جدا

کرونگا بجان خدمت اوسکی ایتال　　کہ بھی منجکوں ملنا ہے ایسی محال

کر اس دہات اپنے ہمے کوں حل　　پلنگ کے تلیں تے ویں آیا نکل

سو بے تاب ہوا اوسکے دیدار کا　　ہٹیا ہات سینے پو جوں پیار کا

نہ جانیچ نمنے تغافل کیتی　　دیوانا اوسے سیرتے پانگل کیتی

ہوا دیک اوسکا محبت زیاد　　ہلوں کھول انکھیاں اندیے کے ناد

کہی یوں کہ اے سائیں سمرت سندر　　عجب منجکوں لگتا ہے تیرا سفر

گیا کیا سبب بھی پھر یا کس بدل　　یو مشکل منج ایرال کرنا تو حل

جو آرام ہو وے مرے دل کوں پھیر　　ہوئے تازا جوں پھول میرا سریر

زبان بعد ازاں عذر خواہی سوں کھول　　اوٹھیا اپنی عورت سیتی اس دھات بول

کہ اے پدمنی ذات سندر نگار　　جو تحقیق ہے توں مرے گل کی ہار

لے بھانا سفر کا مندھیر تے نکل　　یکایک پھیریا بیگ میں اس بدل

چڑی سیں دیوانگی سو نہ جان　　ہوا تھا ترے باب میں بدگمان

جو تج اپنی انکھیاں سوں از ماؤں آج　　کہ دل تیرے کیا ہے سو بھی پاؤں آج

چھپیا آ بہانے پلنگ کے تلار　　جو کچ تھا سو منج پر ہوا آشکار

مری فکر سوں دل میں جوں موم گل　　بجد ہو مری جاں درازی بدل

جو کچ بولتی تھی توں ایمان سوں　　او سنتا اتھا آپنے کان سوں

سراسر مری خاطر آیا تمام　　ترا صدق و اخلاص پایا تمام

کہی تھی توں جن بھائی کر موکھ کھول　　گیا یاں تے او بھائی کس باٹ بول

ہوس ہے جو پیدا کر اوس سوں سگائی　　کہوں میں بھی اوس آپنے موں سوں بھائی

دیوؤں اوسکو تنبول اپن ہات سیوں　　کروں خوش اوسے ٹک میٹھی بات سیوں

کر اس دھات عورت کوں خاطر نشاں　　سٹیا دھو کے دل میں جو تھا بدگماں

جوں او رات جا دیس آیا نکل　　بولا بھیج اوس شخص کوں لائے گل

مل اس سات اس دھات ہمدم ہوا　　جو شک چھوڑ پورا او محرم ہوا

اگر مرد تیرا کدھیں اے نگار　　جو دیکھے تجے یار سوں ایک ٹھار

کروں حیلہ ایسا چ اس وقت میں　　جو کوئی نا کیا ہووے عالم میں کئیں

رکھوں اس وضا تجکوں سنتوس کر　　جو آڑا نہوئے تج سوں او روس کر

کروں یو محبت کوں اسکی زیاد　　جو تجکو نچ کرتا اچھے او یوں شاد

نکو کر اندیشا توں اس باب کا　　ہوں رکھوال میں تج سو مہتاب کا

نہونا سو عاشق ہوی جو ایتال　　نہ کر بے وفائی سوں یاں توں تال

غنیمت کر اس عشق کوں جان توں　　بہر حال ہو اوسکی مہمان توں

جوں یو بات سن شرم کا پردہ پھاڑ　　قدم بھار سٹنے جو کھولی کواڑ

شفق کی نکل آئی لالی وہیں　　دے اپنے نصیباں کوں گالی وہیں

پھری نا امیدی سوں بھرتی اُساس　　نہ جا سک ہوی شرمندی بے قیاس

لگی فکر اس کوں سو ہو پھر نڈھال　　لیتی برہ کی آگ سوں تن کوں جال

غواصی اتم رین کالی دراز　　یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی　　ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہفدہم

سُورج روپ وَنتا اتم شہ جواں — کیا جا کے مغرب کے حجرے میں ٹھاں
(خوبصورت — جگہ)

چندا نو عروسی کے جلوے سنگات — جھمکتا نکل آئیا ذوق سات
(چاند — جھمکتا)

پھرا او موہنی دوکھ کی سمدور ہو ۲۳۳۰ برہ سات سب دیس اِدکھ چور ہو
(سمندر — ہجر — دن بہت)

کہی آکو رانویں کوں اے کارساز — ہوا حد تے بیلاڑ میرا نیاز
(زیادہ)

پھتر غم کے ڈھو ڈھو یو کھاندے گئے — میری عقل کے پانوں باندے گئے
(پتھر — اٹھاتے اٹھاتے — دوش۔ بازو — جکڑے)

جدھاں تے پرت دل میں خانہ کیا — مرے ہوش تے منج بیگانہ کیا
(جب — محبت — عقل)

نہ دیکھی کسی رات موں خواب کا — جو ٹکڑے کلیجا ہوا تاب کا
(نیند — مِرے گریبان ٹکڑے ہوا — صبر)

سکیت نیں جو کچ موں سوں بولوں تجے — عبث کیا کی باتاں میں گھولوں تجے
(طاقت — منہ — فائدہ — کیوں)

اگر ہے ترے دل میں میں آپس پانوں — رضا دے جو اوس یار لگ آج جانوں
(مِرے اپس — تک)

اگر نئیں تو کہہ منج صریحاً اتال — جو اوس یار کا چھوڑ دیوُں خیال
(صاف — اب)

سن یو بات رانواں دیا جواب یوں — کہ اے نارنا ہو توں بی بیتاب یوں

کہ بن مشورت کچ دنیا کے کام — پکڑتے نہیں صورت اے نیکنام
(بغیر — طے ہوتے)

جو کرتی ہی آ مشورت منج سوں یوں ۲۲۳۴ زباں استے نا دیکھی آج توں

توں دیکھیگی اس مشورت تے وہی او دیکھیا ہے جے کچ برہمن صحی

جو پوچھی برہمن کی بات او دورا سو بولن لگیا اس طریق ان پھرا

سنیا تھا جو یک راج اتم نیک بخت گھڑی خوب دن خوب ہور خوب وقت

خوشی کا جو دل میں بھیا باؤ خوش منگیا کرنے فرزند کا بھیاؤ خوش

سو ایسیچ کچ مستعیدی کیا جو اسمان دیک انگلی کرڑ لیا

کیا خاص ہور عام کوں حکم یوں جو دیں شہر کوں زیب فردوس جوں

گڑاں ہور کوٹاں کوں سنگار کر جو دکھلائیں اسمان کے سار کر

بنے بن کے جھاڑاں کے پاتاں سمیٹ کریں زرزری یوں ملمع سوں میٹ

جو دیکے او بن جھاڑاں کی جھلکار داٹ انکھیاں مہر ہور ماہ کی جائیں پھاٹ

دیسے تیوں سب آفاق جم کا ہو جام ۲۲۳۵ لیا یا زمیں کوں سونے سوں تمام

جہاں کا تہاں ساز ایسا کیا جکوئی شہ نہ دنیاں میں ویسا کیا

گنایا خوشیاں سات جس دن یو کاج بولا پیشوا کوں کھیاوں کر آج

جیتے بحر ہور بر کے ہیں ساکنان جہاں لگ تریاں ہیں جہاں لگ جناں

مرے گھر کے یکدھرتی جہاں ہوئیں صفا منج تے یا جوں گلستان ہوئیں

یونا ہو کے سونے میں یکبار آ — دیا ہے دریا منجکوں دیدار آ

ان سپنے خواب — جلوہ

اوسے بھی بلانا کر ہے دل منے — کر اس بات کی فکر اس تل منے

اسی وقت

توجہ سوں دل کی سن اس بات کوں — دیا پیشوا جاب اس دھات سوں

وزیر جواب طرح

کہ اس دور میں اے شہ کامگار — توں اوبے بدل ہے سخی نامدار

جو تیری سخاوت انگے لیا نہ تاب — پگل زہرہ سمدور کا ہووے آب

کے آگے — پگھل جگر سمندر

عجب کچ بزرگی ہے تج شان میں — بھگاتے ملائک تج اسمان میں

گر اس میہمانی منے توں بولائے — دریا سیس سوں چل ترے گھر کوں آئے

میں — سر

بزاں برہمن ایک دانا گنبھیر — جو تھا اوس بلا شہ کھیا اسکے دھیر

بعد ازاں بڑا — سے

کہ دریا کوں جا بولو میرا سلام — کرم کر کے آؤ کہ میرے مقام

کہ کرتا ہوں فرزند کا کار خیر — نیڑ سے نہ یو کام آپ آوے بغیر

ہوگا یہ آپ

جناورہیں اقسام ایس میں جتے — بھلا جو لے سنگات آوے وتے

آپ کے اندر — ساتھ اپنے

کہ دیتا ہوں فرصت تجے تین دن — توں اس تین دن میں اسے لیائے بن

مہلت — بغیر

بنا میزبانی یو کرسوں نہ میں — کریگا درنگ تو گذرسوں نہ میں

بغیر کرونگا — دیر معاف نہ کرونگا

یکایک جو ایسی مہم آ کھڑی — کمر بیں جا فکر تے اس گھڑی

بیٹھ

اڑے فاختے برہمن کے تمام — گیا شہ کنے تے جو اپنے مقام

ہوش

کھیا آپنے محرماں کوں کہ آج ۲۳۷۰ عجب کام فرمائیا منجکوں راج
بیوی

کیا ہے دریا پر سنجے نامزد بلا آج لیانے میرا کیا ہے جد
مقدور

یو کیا دل میں لیا یا ہے فکر سے محال کیا کانتے پیدا یو باطل خیال
کہاں سے

یکایک دریا چل کر آو یچ کیوں جو آوے زمیں تاب لیاو یچ کیوں
آو یچا کس طرح

رہے کیوں یو عالم نہ پانی میں ڈوب مرے عقل کوں یو لگی کچ نہ خوب
ہ

کدھر کا یو جھنجھ یو کدھر کا کچاٹ دریایاں تے ہے ایک مہینے کی باٹ
جھگڑا راہ

کیا شرط دن تین کے جانوں کیوں او سے تین دن میں بلا لیاؤں کیوں

مرے ہات تے تو نہ ہوسے یو کام کہ یو کام دستا غلط منج تمام
سے ہوگا

مگر منج جواں مارنے کے بدل اندیشا ہے راج یو اندیشا کبل
جان سے لئے سونچنا راجا یہ فکر سخت

جوں اس دھات سوں کہہ لیا برہمن دریا کوں دیا یو خبر جا یون
طرح ہوا

سو در حال اسکا یو چھان اضطراب ۲۳۸۰ کھیا مہربان ہو دریا اس کے باب
اسی وقت بارے میں

مہم اسکی سر آئی تو ہے کبل نہ کی جائے اسکا جیا منج بدل
سخت کہیں جان میرے لئے

بجد ہو دریا بعد ازاں بے درنگ بولا ایک ٹھنگ کوں کھیا اے ٹھنگ
مضر فوراً مگرمچھ

کہ راج اپنے گھر کا کاج کرا بتدا فلانے برہمن کے ہات استدا
تقریب استدعا

دیا بھیج منج تئیں سو وو آنہ سک پڑیا ہے تحیر کے پھاندے میں ٹک
لئے فکر جال

بھلا جو توں اوس برہمن پاس جائے — دے نقوی اُسے یاں تلک لیکر آئے
ہمت

او آوے تو مل اوسکے سنگات ویں — گھر اوس راج کے جاؤنگا آج ہیں

سن اس بات کوں بول اوٹھیا اونہنگ — کہ جانے بدل میں تو آسوں نہ تنگ
کھیلنے اُونگا

ولیکن مہابت ہے میرا بڑا — نہو سے بشر کوئی مرے موں کھڑا
خوف نہو سکے آگے

جکوئی منجکوں دیکھیگا ہوگا ہلاک — کہ عالم کوں میرا بڑا کچ ہی دھاک
خوف

جو پانی میں تے جاؤں میں بھار کوں — زمیں تاسے نا مرے بھار کوں
باہر برداشت لاسکے بار - بوجھ

اگر پوچھتا ہے منج اسکا علاج — تو فرما توں یو کام مچھلی کوں آج
مجھ سے یہ

جو مچھلی کدھن رخ کر یو کام جوں — او فرمایا سو اٹھی بول یوں
کی طرف

کہ خارج تو نیں میں ہوں تج بات تے — ولیکن نہو سے مرے ہات تے
نہو سکے

جدا ہوؤں میں جس گھڑی نیر تے — رہی کر سنجے جان تدبیر تے
پانی

جو مچھلی تے دریا سنیا یو کلام — کھیا جس کوں فرماؤتا ہوں یو کام
کہا جس کسی کو کہتا ہوں

تو لیتی اہیں عذر سوں کھینچ یوں — دریا ہو دھروں جایزا ہمال کیوں
ہیں

مبادا سینا پھوٹ برہمن مرے — او ایکار رہ جاوے سر پر مرے
احسان

ضرور اب ہوا جو اپے جاوں میں — جزا ترت اس کام تے پاوں میں
خود آپ جلد

سو در حال صورت لے انسان کی — پکڑ باٹ یکیلا جو احسان کی
اسی وقت راہ

چلیا اس بچارے برہمن کے گھر ۲۴۰ دیا مار دستک اوسے یوں خبر

میں او شخص ہوں آج اے کدخدا جو لیایا ہے توں منج بدل استدا

نظر بیقراری اُپر دھر ترے اپی ہو چل آیا ہوں میں گھر ترے

دیکھیا جوں برہمن اوسے کھول آنکھ کدورت سب اسکا گیا پھانک پھانک

چڑیا دیک اقبال کا ہات پل زمیں ہو کر اوسکے پڑیا پاؤں تل

کھیا تب کہ پچلا دریا ہوئے توں دریا کیا کہوں تج ہی بھی کوئی توں

جو کچ شرط احسان کا تھا تمام بجا لائیا توں کیا طرفہ کام

اگر جیو ہوتے منجے سو ہزار تو سٹتیا ترے لطف پر وار وار

چلیا بعد ازاں مل کے اوس راج کن اَنگے جا اول اپنے سرتاج کن

کیا جوں او تسلیم سو دیک ویں کھیا اوس بُلا لیکر آیا کی نئیں

برہمن کیا تب کہ اے راج توں ۲۴۱ کیا تھا مُدت تین دن منج سوں

دو دن منج اوسے استدا انیٹرا لے آیا ہوں دروازمیں ہے کھڑا

سنگا تیچ او راج جوں پھول کھل اپے سامنے جاکو دریا سوں مل

اَدک عذر خواہی سیتی پیش آ کھیا منج توں شرمندا اپنا کیا

بہوت بیگ آنجکوں اپنا کہہ جان کیا آج سنتوس میرا پران

سن اپے بات دریا اٹھیا بول تب — کہ آیا اپنا بیگ میں اس سبب

کہ میری درنگ پرتے بھمن یہاں — مبادا گرفتار ہوئے ناگہاں

ولیکن ہے شرمندگی بے حساب — کہ آیا ہوں میں ہاتھ خالی شتاب

بہر حال خوشحال کر راج کوں — نہایت کوں اپڑا کر اس کاج کوں

رضا لے دریا پھیر جوں گھر گیا — یو اوصاف ترجگ منے پھر گیا

کتک دیس بعد از او دریا گنبھیر ۲۴۲۰ — دریائی کتک جنس کے بے نظیر

جواہر ہتی ہور ترنگ بے شمار — تماشاں رنگا رنگ نادر اپار

ہزاراں جہازاں میں بھر ساج سوں — دیا بھیج اس دھات اس راج کوں

جو بھیں اس سنگینی تے لیاوے نہ تاب — کہ تحفیاں کوں اوسکے نہ تھا کچ حساب

جوں اوس راج کوں سب پڑیا او نظر — دیا بھیج ویں اوس برہمن کے گھر

دیک اوس شہ کی ہمت کوں چرخے بریں — کہیا بعد ازاں آفریں آفریں

کہ جس راج میاں نے یو ہمت اچھے — دریا کیوں نہ چل اس کن آوے سچے

گرا ے موہنی توں ہے بدونت نار — ہے ایماں تیرا اگر برقرار

برہمن کی جوں مشورت آئی کام — مری مشورت کوں بھی توں وونچ فام

سنی توں تو امرت بھرے ہیں یو — گم اوس پیو سوں جا وقت ہے عین یو

گیا جوں دریا چل کو اوس راج گھر ۔۲۴۳ توں جاوؤ نچ اوس یار کے آج گھر

منگے تیوں ترا جیو کرا اوسیو ناز   خوشی کرم سوں اَپ کرا اوس سرفراز

کیا جوش دیک شوق دریا کے سار   منگی جاؤں نے یار کے جو دیار

دیا صبح کا مُرغ وہیں بانگ اوٹ   پھر اوسکے اہس کے گئے پانوں توٹ

غُطا غم کے دریا منے سرتے مار   نہ جا سک رہی بے قرار اپنے بھار

غواصی انم رین کالی دراز   یقین جان ہے حسن عاشق نواز

رین تو ہے دیس روشن صحی   ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہجدہم

ترکمان خورشید کا بے نظیر   گیا چال مغرب کے جوں ملک دھیر

رین کے ہندستان کا راج چاند   جوں آیا نکل صف ستاریاں کی باند

پھر اونار مجنوں کیر ہے شکل سات   دے اپیں نیٹ بے قراری کے ہات

کہی آکو رانویں کوں اے ہوشمند ۔۲۴۴ شکنجا کیا منج برہ کا کمند

اگرچہ مرا عقل جوں ہے چراغ   ولے استے ہوں ہر گھڑی داغ داغ

کہ جب عشق کا باؤ اس پر بہے ہلا اوس بجاوے بغرنا رہے

کروں فکر کیا میں کہ مطلق اڑی کہ دل کوں مرنے نیں قرار ایک گھڑی

گذرتا ہی غم منج پو جیتیچ یوں نجانوں موے پر مرا بھاگ کیوں

رہے نا جنو سر چڑے باج منج خدا تائیں لیا ہوش میں آج منج

سمج خوب رانواں سب اسکا خیال کھیا یوں کہ اے دھن بدیع الجمال

ترا یار سیف الملک سار آج ہے بے تاب دے جا کے دیدار آج

نہ کر غم کی شادی ہو تج رات آج نکو فال خالص و مخلص کے دھات

مگر صدق سوں باندنا لاج توں کراوس یار کی بندگی آج توں

نکو[۱] فال خالص و مخلص کی جیوں ۔ سنی بات سو بول اوٹھی پھر کویں

کہ او کون تھے سو منجے کھول بول سو کہنے لگیا اوس سہیلی سوں کھول

سنیا ہوں جو یک شاہزادا دکھی نپٹ گردش چرخ سے ہو دکھی

لے دل ہور جیو بھائی بیندا تے توڑ چلیا آپنا شہر ہور ملک چھوڑ

سو یک دیس جنگل منے یک فقیر خدا باج ناکوئی اوسے دستگیر

یکیلا کھڑا رقص کرتا ہی خوش ایس میں این ذوق دھرتا ہی خوش

۱؎ یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

لگیا شاہزادے کے دل کوں عجب — سو نزدیک جا اوس سوں موں کھول تب

کہیا اے فقیر اس بیاباں میں — خوشی آئی ہے کیا تیرے گیان (عقل) میں

جو کرتا ہے توں رقص اس دھات (طرح) سوں — سبب کیا ہے کہنا منج یو بات سوں

سو یوں بول اوٹھیا او کہ منج ذوالجلال — کیا ہے عنایت عجب ایک فال

یکائیک اس ٹھار خوشحال ہو ۲۲۶ بشارت (خوشخبری) دیا اس وضا فال او

کہ منج ہات یک بست (چیز) نادر بڑی — چڑیگی ترت (جلد) غیب تے اس گھڑی

سو رقص اس خوشی سات کرتا ہوں میں — عجب اس گھڑی ذوق دھرتا ہوں میں

او شہزادا سن بات اس دھات (طرح) کی — دیا کاڑ (نکال) انگوٹی اپن ہات کی

کہیا دے منج او فال دھر منج پو پیار — مرے پاس اچھن (رہنے) دے ترا یادگار

انگوٹی چڑی ہات دیک او فقیر — خوشی کا دریا کر لے سارا سریر (جسم)

دیا شاہزادے کوں او فال کاڑ (نکال) — سٹیا (پھینکا) فکر کا دل پوتے بال (اوبال - بوجھ) کاڑ

رضا لے او شہزادا واں تے نکل — گیا جوں اگے ہو کتیک (کتنی) دور چل

سو یک نار (عورت) محبوب جیسے پری — یکائیک آ سامنے ہو کھڑی

کہی ناؤں (نام) میرا سو ہے نیک فال — اگر لے چلیگا منج اپنے دنبال (ساتھ)

تو خدمت کرونگی کمر باندھ میں ۲۲۷ ستارا ہور ہونگی مل اے چاند میں

تو کئیں اس سفر میں نہ ہوئے تیوں دوکھی ۔ رکھونگی تجے پھول تے بی سکی

کھیا ہے اگر یو بچ تیری خوشی ۔ تو اس باب ہے منج گنبھیری خوشی

جو لے اوس وہاں تے چلیا پیشتر ۔ سو یک ٹھار پانی کی جاگا اوتر

نچھا دیکھتا ہے جو اوس ٹھار پر ۔ گرفتار میڈک کوں یک سانپ کر

پکڑ موں میں دیتا ہے آزار زور ۔ بچارا او میڈک اوچایا ہے شور

کھیا شاہزادا کی مظلوم ہو ۔ مگر منج تے منگتا اسے داد یو

بھلا جو میں اسکے یو موں تے چھڑاوں ۔ نظر منج پڑیا ہی سو اسکوں بچاؤں

بہر حال اوس سانپ کوں جھڑ دیا ۔ پکاریا سو اوس نے او میڈک چھٹا

چھپا جا کو درحال پانی بھتر ۔ ولے سانپ اوسی ٹھار تھانیت کر

تب او شاہزادا کھیا گرچہ میں ۔ چھوڑایا تو تحقیق میڈک کے تئیں

ولیکن او چارا چ تھا سانپ کا ۔ چھٹیا دیک او واں کھڑا ہی بھکا

کیا میں نہ اس ٹھار کچ خوب کام ۔ بزاں اوس بھکے سانپ کی بھوک فام کر

وہیں کاٹ ہیرا اپن انگ کا ۔ انگے سانپ کے مسل دیا لیجا

او ہیرا لے موں تے او چاویں ادنے ۔ چلیا ذوق سوں اپنی سانپن کنے

او سانپن لذت اوسکے ہیرے کی چاک ۔ کہی کاں تے لیایا توں آج یو خوراک

عجب کچ سواد اسمیں پائی ہوں میں — حقیقت کھیا کھول او سانپ ویں
لذت

سو حیران ہو تب او سانپن کہی — بشر کال تو ہے ہمارا صحی
دشمن صحیح

جہاں تے تج اوپر نظر گھال وو — کیا ہووے اپکار او کال ہو
ڈال احسان دشمن

تو ہرگز کھیا جائے نا کال اوسے — بھلا جو کرے تو بھی خوشحال اوسے
دشمن

اوسی کی موافق کی بات اک منجے — جو ہے یاد کہتی ہوں سن او تجے
اسی قسم کی

سونی ہوں جو یک روز موسیٰ نبی — جو اپنا کلیم اوس کھیا ہے ربی
اوسے خدا

جو بیٹھیا نبوت کے جوں تخت اوپر — انگے آ کبوتر یک اوس وقت اور
آگے

کھیا اے خدا کے نبی منج سنبھال — کہ ظالم مرے یک لگیا ہے دنبال
میرے پیچھے

انپڑ آج توں میری فریاد کوں — کہ ہے داد یک دے مراد اد توں
پہنچ

ویں لیسے منے ہیٹ لگ ایک باز — کھیا اے نبی جو ہے توں کارساز
میں پیچھے

بھوکا آج ہوں میں کبوتر کے پیئے — لگیا سو چھپیا آ ترے پاس وے

دے منجکوں جو بھوک استے اپنی گنواؤں — جما کرے خاطر کوں ٹک امن پاؤں
دل ذرا

سوا سو وقت موسیٰ علیہ الصلوٰت — کبوتر کوں انپڑانہ دے اوسکے ہات
پکڑا

منگے جو دیوں اوس کبوتر کے بھار — اپن آنگ کا گوشت کاڑ ایک بار
چاہے دینے وزن کے برابر اپنے جسم نکال

پکڑ ہات درحال او باز ویں — کھیا اے کلیم خدا محض میں
اسی وقت

ہوں میکال میں ان سو ہے جبرئیل — کرن امتحاں تجکوں رب الجلیل
دیا بھیج ہمنا سو تج پاس آئے — خلاصا ترے رحم کا خوب پائے
فتوت میں نیں کوئی تج سیار کا — سچا لاڈلا توں ہے کرتار کا
سنیا سانپ جوں یو حکایت تمام — کھیا اپنی سانپن کوں اے نیک نام
کہ ہے میری گردن پو واجب ابتال — جو ہوو ں اسوں جا مصاحب ابتال
کروں او سکے حق کوچ اپکار میں — اتار اپنے سر تے لیوں بھار میں
کہ اس دہات درحال صورت پھرا — لیا روپ ایروپ آدم کیرا
نکل گھر تے آشا ہزادے کنے — زباں کھول او مٹھیا بول کریوں اونے
کہ اے[۱] جاں خالص مرا نام ہے — وفا تج سوں کرنا مرا کام ہے
لیویگا توں خدمت اگر منج ہات — اچھونگا لنک دیس مل تج سنگات
کھیا شاہزادا تب اے نیک رائے — ترے دل کوں بھایا سو منج دل کوں بھائے
مل اس سات واں تے جو آنگے ہوا — کیا منزل یک ٹھار دیک خوش ہوا
او میڈوک اوس سانپ کے مونتے بانچ — جو زحمت تے تھا گھر میں دن چار پانچ
ہوا اوس جراحت تے جوں وو اُبلا — کھیا اپنی جورو کوں نزدیک بلا

---

[۱] نسخہ (الف) میں یہ مصرع ناموزوں لکھا گیا ہے۔

کہ شرمندا ہوں بہت اوس جان کا / ہے منج پر سنگین اوسکے احسان کا
کرونگا اوسے جا کچ اپکار میں / کہ اس دھات گھر تے نکل بھار ویں
پھرا اپنی صورت کو انسان ہو / وہیں آ شاہزادے کن اس دھات سو
کھیا اے مروت کے دریا گنبھیر / جو روشن ہے سورج تے تیرا ضمیر
مرا ناؤں مخلص ہے تج سات ییں / منگوں اس سفر میں مل اچھنے کتیں
کھیا شاہزادا ترا اختیار / کہ اسدھات ہی میں بھی تیرا ہوں یار
اتن تیں سوں بعد ازاں وان تے مل / گیا ایک نگر میانے ہو ایک دل
سوویں اوس نگر کے شہنشاہ سات / ملیا ہور کیا اس وضا سات بات
کہ میں اوسپاہی ہوں اے شہریار / جو تنہا سٹوں پھوڑ لشکر کے بھار
جو ہر دن ہزار ہون دیوے منجکوں شاہ / تو خدمت کروں شاہ کا چند گاہ
یو جیسا کبل کام فرمائیگا / مرے ہات او کام ہو آئیگا
کیا وونچ او شاہ قبول ایک بار / سو دینے لگیا روز اوسے ہوں ہزار
کتیک دن پچھیں او شہنشاہ گنبھیر / یکایک سواری نکل ایک دھیر
چلیا سیر کرتا گنگا کے تھڑی / سوویں ہات میں تے نکل اوس گھڑی
انگوٹی پڑی جا کو پانی بہتر / سکت کس ننھا جو گنگا میں اتر

رہی دیک تدبیر اس حال تے ۔ لیکر آوے دھنڈ اوسکے بہتراں تے
بولا تب کھیا شاہزادے کوں شاہ ۔ توں کر شرط منجسوں ہوئے چندگاہ
یدی وقت ہے آج اس ٹھار پر ۔ انگوٹی میری دیو نا کاڑ کر
کھیا شاہزادا نب اوس شاہ کوں ۔ کہ فرصت دے منج آج کا دیس توں
صبا ہر سند سوں کرونگا یو کام ۔ گیا پھیر جوں واں تے اپنے مقام
کیا اپنے ہمراہاں سوں بچار ۔ سو مخلص کھیا رکھ توں خاطر قرار
کہ یو کام میرا ہے کرتا ہوں میں ۔ گیا چل کے نزدیک گنگا کے ویں
پھر اشکل میڈک ہو اول کے سار ۔ غوطہ مار کاڑیا انگوٹی کوں بھار
دیا شاہزادے کے لیا ہات میں ۔ ہو شہزادا خوشحال اس بات میں
انگوٹی لیجا شہ کوں انپڑائیا ۔ سو لاک مرحبا شاہ تے پائیا
ہوا دولت اقبال اول تے زیاد ۔ لگیا زور اُسوں شاہ کا اعتقاد
ہور یکبار گذرے دیکھت دن کیتیک ۔ لڑیا سانپ اوس شہ کی بیٹی کوں ایک
اوٹھیا غل نگر میں ہوا راز فاش ۔ کیئے حکمتاں سات لئی کچ تلاش
ہوا کس کے افسوں تے نئیں فدا ۔ دیا شاہزادے کوں تب شہ ندا
لگی فکر اس شاہزادے کوں پھیر ۔ کھیا خالص انگے ہو تب اوسکے دھیر

نہ کر غم کہ یو کام میرا ہے آج — رواج اس مہم پر تے تیرا ہی آج
(بمعنی فتح۔ نفع)

ولے منجکوں اوس شاہزادی کے پاس — لیجا اپنے دنبال اے حق شناس
(ساتھ)

سرا غیر تے واں توں خالی کرا — دیکھ اوس ٹھار کیا ہے سو حکمت مرا
(مکان)

اوسی دھات وو شاہزادا کیا — سنگات اپنے خالص کوں ہو خوش لیا
(طرح)

پھرا خالص اوس ٹھار صورت تروت — ہوا سانپ اول کے نمن او نکوت
(بدل، بن بھیس، جلد، مانند)

موا اوس شاہزادی کے رکھ موں پچ ویں — لیا کھینچ سب تن میں کی زہر تئیں

سو در حال ہوی شاہزادی ہوشیار — سلامت سیوں اوٹھ بیٹھی اول کے سار
(اسی وقت، طرح)

ہو خوشحال وو بادشہ اوس گھڑی — گنایا وہیں میزبانی بڑی
(مقرر کیا)

پڑا عقد اوس شاہزادی کے تئیں — کیا شاہزادے کی تسلیم ویں
(منظور)

نظر جو ہوا اوسے معبود کا — نکل آئیا سور مقصود کا
(سورج، مراد)

چڑیا ہات پل ناگہاں غیب تے — ملے خوش اوسے ہمرہاں غیب تے
(بموقع، ساتھی)

دیا رنج کوں سیس جوں چند گاہ — سو آخر ہوا شاہزادا سو شاہ
(سر، دن)

کھیا بعد ازاں نیک فال اوس کے ڈھیر — میں وو ہوں جو بیچیا انھا تج فقیر
(سے، نے بیچا)

اوٹھیا بول خالص کہ میں ہوں وو مار — جو ہیڑا توں اپنا دیا تھا اودھار
(سانپ، گوشت، قرض)

زباں کھول مخلص کھیا اس طریق — وو میڈک ہوں میں جو کہ توں ہو شفیق

چھوڑا اوس بلا کے جو موں تے شتاب — پنچایا اتھا منجکوں اے کامیاب

ہمیں تینو دل تیری خدمت پو گھال — کئے آج لگ چاکری قدر حال
(باندھ — حتی المقدور)

کیا حاصل اللہ تیرا مراد — ہماری دعا سوں سدا رہ توں شاد
(ان تیری)

کر اس دھات سیوں بات لاریب وہیں — سو در حال تینو ہوئے غیب وہیں
(اسی وقت)

توں اس ہمرہاں کے نمن اے نگار — کر اخلاص اوس یار پر آشکار
(مانند — کئے توں اوس اوپر)

نہ کر نیند کر اوی خوشی سات جا — مبارک ہے تج آج کی رات جا
(خراب)

دو جانے بدل جیں اوٹھی ساج سوں — صبا ہوی سو ویں رنگئی لاج سوں
(کے لئے — زیبایش - بناؤ سنگار — شرم)

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب نوزدہم

جو ہاروت خورشید چھوڑ آسماں — کیا غرب کے چاہ بابل میں ٹھاں
(معتوب فرشتہ — مقام)

چندا سامری شرق کے گھر تے بھار — نکل آئیا دیک پھر او نگار
(چاند — جادوگر — باہر)

تفکر سیتی آئی رانو یں سکنے — کہی آج یوں ہے مرے دل منے

جو تج سوں صریحاً کروں جگت میں | دیوں چھوڑ پورا تیرا سنگات میں
علی الاعلان ساتھ

کہ جس رات آتی ہو اوس رات توں | تغافل میں بہاتا مری بات کوں
انجانی ڈالتا

رین ٹالتا نت حکاتاں سنگات | مگر دند دھرتا ہے کچھ منج سات
رات ہمیشہ حکایت دشمنی مجھ سے

کنتا ہے جو ہر کبھوں ملیگا او یار | ولے منجکوں لگتا نہیں اعتبار
کسی طرح

سن یو بات انواں کھیا تب اوسے | کہ اے موہنی یو پرت ہر کسے
عشق کسی کو

دئے ہیں ازل تے تفاوت سیوں بانٹ | بجا اس رضا توں نہ شہرت کی گھاٹ

کہ توں ہے اپے مرد کی عورت آج | یو بے قید باتاں نہیں تجکوں ساج
آپ زیبا

جو ہوتی توں مجنوں نمن آپستا | تو میں کچھ نصیحت تجے نا کتا
کے مانند آشنا کہتا

کہ چوری چھوپی کا ہے تیرا پرت | منجے ڈر ہے یو جو سونے کوئی مت
عشق راز

ترا کام کج توں کیتی کوچ ہور | تج اس بھار کج کام آوے نہ زور
پیچیدہ کرلی

جو منج چھوڑ بھی کس کہے راز توں | تو ہوتی تروت یار سے واز توں
کسی اور کو جلد سیر

تیرا عشق مج دھرتے پکڑیا ہے زور | نہیں تو کہاں کا اپتا تج میں شور
میری طرف سے

اگر یار سوں ہونے منگتی ہے ایک | قضا کے اوپر بھی نظر کر ٹکیک
چاہتی تقدیر ذرا

کہ موقوف ہے وقت پر کام یو | صبا ہو نہارا ہے جا شام یو
صبح ہونے والا

توں تحقیق جان اے سہیلی دراصل | نہیں ہے کسی کوں بغیر برہ وصل
فراق

منگوں میں جے ہم وست تج ہات آئے ترا مرد تج ہات تے بی نہ جائے

کہ بابل کے راجے کی بیٹی نمن توں کام آپنا کرلے اے گلبدن

جو اے بات سن پھر لگی پوچھنے سو بولن لگیا کھول کر پھر اونے

سنیا تھا جو یک نور سیدا جواں ۲۵۹ انھا اوسکی صورت پو حیراں بھاں

مسلم انھا حسن میں بے بدل سو اپنے نگر تے یکیلا نکل

گیا شہر بابل مینے جا مقام ہوا شاد دیک خلق واں کا تمام

سو پھولاں کے ہنگام میں ایک دن گیا سیر کوں باغ شاہی میں اون

یکائیک بابل کے راجا کی جائی اوسی باغ میں سیر کرنے کوں آئی

نظر اوسکی اوس جواں پر جوں پڑی لگا جیو عاشق ہوئی اوسگھڑی

جو دیکھا او وجواں اوس گل اندام کوں دیوانا ہو کھویا وہاں فام کوں

جب اونار گھر آئی اوس سیر تے چھپا دل میں اس عشق کوں غیر تے

اپس میچ بیتاب ہوتی اچھے انکھیاں میچ انجھواں جروتی اچھے

پریشان ہو وو بچارا بھار لگیا پھرنے چوندھیر بارے کے سار

نہ اوسکی خبر اوس انپڑتی دسے ۲۶۰ نظر اوسکی اوس پر نہ پڑتی دسے

سمایا عجب آ کھڑیا دیک اوجان بزاں لیالے دیں اپنے دل میں گمان

جو یک ساحر اوس شہر میانے گنبھیر | اتھا سحر کے فن مینے بے نظیر

لگیا خدمت اوسکی کرن روز جا | کیا شرمندا اس شرن روز جا

سو یکدن زباں وو خوشی سات کھول | کھیا کیا ہے مقصود تیرا سو بول

تب وو دردمند عشق کے داغ کا | کھیا کھول قصا سب اوس باغ کا

سن اوساحر اوسکا حقیقت تمام | کھیا منج انگے سہل کچ ہے یو کام

جو منگتا چندر سور کوں کوئی سار | تجے آسمان پرتے دیتا اوتار

ملانا تج اوس سوں کتیا کام ہے | دو سیتا تری جان توں رام ہے

کہہ اس دھات درحال دو سحر گر | دیا کاڑ یک مہرا کچ سحر کر

کھیا نر ہو پکڑے یو موں میں جنے ۲۶۱۰ | دسے نار ہو ہر کسی کوں اونے

جو ناری ہور کھ لیوے موں میں اسے | تو ساریاں کی انکھیاں میں نر ہو دسے

اسی سات سے برہمن کا مثال | وو مہرا سو اوس جانکے موں میں گھال

چلیا لیکے بابل کے راجا کے تھاں | کھیا ناؤں میرا ہے اشٹا اودھاں

جو مج ایک بیٹا اتھا نوجواں | گیا ہے نکل کئیں سو میرا پراں

پریشان ہے اس بدل رات دن | اوسی نوردیدے کی عورت ہے ران

ہر پانواں کوں میرے یو بیڑی کے سال | مہاراج اگر توں دھرے منج یو پیال

رکھاوے حرم کے درونی اسے — تو اُپکار بندے پولئی کچ دسے
(محل، اندر — احسان، بہت)

فراغت سیتی بعد ازاں ٹھاؤں ٹھاؤں — دھنڈوں ہور فرزند کوں اپنے پاؤں
(سے، جگہ جگہ)

وو کئے تیونچ راجا قبول اوسکی بات — دلاراہ خرچی اوسے مہر سات
(اسکے کہنے کے مطابق — سفر خرچ، مہربانی سے)

اوس عورت کے تئیں دیں اوسی تل منے — ۲۶۲۰ حرم میں دیا بھیج بیٹی کنے
(وقت — کے پاس)

جوں اس روپ سوں جا حرم میں وو جان — دیکھیا اوس سکھی کوں سوں پایا پران
(شکل، جوان — جان میں جان آئی)

ہوا اوسکے سیوک کوں مشغول یوں — جو سیوا دیا اوسکا کھلے پھول جوں
(خدمت — خدمت)

ولے راز دل کا نہ بھا بھار وو — دنبال اوسکے پھرتا اچھے چھاؤں ہو
(نکال باہر — پیچھے، پیچھے سایہ کی طرح)

محبت لگیا دو میں اس دھات کا — جو پردا نہ تھا میانے کس بات کا
(طرح — درمیان میں کسی)

سو یک دیس پوراچ ہو غمگسار — کھیا یوں کہ اے موہنی گلعذار
(دن، پورا ہی — من گن بھری)

لطافت کی ہے ڈال کی پھول توں — ولے جیو تے اچھتی ہے مخمول توں
(ڈالی — دل، رہتی، افسردہ)

گلالی تیری گال جو زرد ہے — مگر عشق کا کچ تجے درد ہے
(گلابی، تیرا)

کہ ہے مج خبر عشق کے درد تے — کہ سوسی ہوں میں اپنے مرد تے
(سہتی)

کھیگی تیرا راز منجکوں نہ لاج — تو ہر کیوں کرونگی میں اوسکا علاج
(شرما — کسی طرح)

محبت کی جو گدگلی اوس چھٹی — ۲۶۳۰ سمایا سو اوس باغ کا بول اوٹھی
(بیقراری — واقعہ)

پراں اوسکی گفتار تے پا وو جان — کھیا یوں کہ اے ماہ رویاں کی بھان
(جواں — چاند)

گرا ہن جواں کوں تجکوں دکھلاؤں اپتال | تو کیا دان دے منج کریگی نہال

کہی وو تو میری نظر میں بسے | اگر زن ہو دکھلائیگی منج اوسے

تو جیتی تلک جیو کہ بانوں تجے | سدا نین کی پتلی جانوں تجے

سو وو مہراموں میں تے وین بھار کاڑ | دکھایا اوسے روپ اول کے سار

وو عاشق سہیلی ہو حیران وہیں | گرا اوس روپ پر اپس قربان وہیں

کہی منجکوں ذرّا نہ امید تھا | ولے بول کیا یو ترا بھید تھا

سون او جان اوس دھن کے موں تے یو بول | سمایا سراسر کہیا کھول کھول

سو خوش ہو گلستان کے سار کھل | لگے دوئی خط کرنے راتاں کو ہل

صبا ہوئی تو مہرا وو موں میں سٹے ۲۶۴. یکائیک عورت کالے روپ اوٹھے

کتاک دیس چلیا ذوق بے دغدغا | دیا ناگہاں یو فلک جیوں دغا

سو یکدیس سرنھاونے کوں وو جوان | دیکھا بھائی اوس نار کا ایک ٹھاں

چھپیا آنکھ ہیں حسن اوس اپروپ کا | سو عاشق ہوا اوسکے وہیں روپ کا

دیوانا ہو یکبارگی جیب کھول | دیا بھیج یوں دائی کے ہات بول

کہ منج آج اے حسن کے آفتاب | کریگی ترے وصل سوں کامیاب

یو ماتا ہوں تج عشق کے جام کا | رہونگا پنکھی ہو ترے دام کا

جوں اوسکے پڑی کان میانے یو بات　　دیا جواب یوں دائی کوں گیان سات
میں　ہشیاری سے

کہ میں آپ عورت ہوں یک مرد کی　　ہوں رنجور اوسی ایک کے درد کی

کہ سسرا سو میرا بتیا راج کوں　　یہاں رکھ گیا ہے شرم لاج سوں
بھروسہ کر

خیانت کیرے آنکھ سیتی منجے　۲۶۵　نجھانا تو واجب نہ تھا یوں تجے
کی　دیکھنا

سن یو جواب فرزند اوس راج کا　　دیا چھوڑ سُد کام ہور کاج کا
ہوش　کام

سو پوراچ اوسکا دیوانا ہوا　　بلا اوس اوپر وو نجھانا ہوا
پورا ہی　دیکھنا

جوں اوس راج کوں اپنڑی یو خبر　　ہو حیران ایس میں اپے سر بسر
پہنچی

کھیا یو تو پر مرد کی نار ہے　　کروں کیوں خیانت کہ نرکار ہے
عورت　گناہ

جو کہتا ہوں یو راز کس دھیر کھول　　تو میری دیانت پو آتا ہے بول
کسی کو　حرف

اگر چپ رہتا ہوں تو کر دل کوں چاک　　جگر گوشہ ہوتا ہے میرا ہلاک

پشیمان اس دھات ہو عاقبت　　مسلم اوسے عشق دا ٹھیا دیکھت
آخر کار　بالکل　ٹھیرا　دیکھ کر

دیا بھیج یوں بول اوس نار کوں　　کہ فرزند میرے کوں کر پیار توں
عورت

تیرے عشق سیتی ہوا ہے خراب　　پکڑ خاطر اسکا کہ ہے تج ثواب
سے　دل جمعی کر

اوٹھیا ہے دو جلنے تے یکبارگی　۲۶۶　کہوں کیا تجے اسکی آوارگی
زندگی سے بیزار　بے حالی

جوں اس دھات کی بازی اوس آپیش　　فراست سوں تب اپنے من میں اندیش
طرح　برا وقت　دل　سوچ

کھیا میں تو ہوں شرم کس اور کی — چلے کچھ نہ تدبیریاں زور کی
عورت کسی — اثر

جو فرصت کتک دن دیوے منجکوں راج — تو عاشق کا ہر کیوں کرونگی علاج
مہلت چند — کسی طرح

سنیا فرزند اوس راج کا جوں یو بات — ہو راضی کیا دل کوں گھٹ صبر سات
مضبوط

بھروسا اودھر دیکر اس دھات سوں — وہیں دیک پھبتا بل یک رات کوں
طرح — اچھا موقع

لے راجا کی بیٹی کوں وو پختہ کار — چلیا خوش اوسی سحر گر کے دیار
گھر

سو در حال وو سحر گر بے نظیر — دہی جہرا اوس جان کن تے لے پھیر
اسی وقت — جواں کے پاس سے واپس لے

سٹیا موں منے اوس سہیلی کے سو — لگی دسنے سرپانوں لگ مرد ہو
ڈالا منہ میں — دکھنے سرتاپا

جو وو رات جا ہوی صبا ناگہاں — اوٹھیا شہر میں غل جہاں کا تہاں
صبح

کہ راجا کی بیٹی ہور او نار جو ۔ ۲۶۷ امانت تھی یکبارگی آج سو
عورت

ہویاں ہیں حرم میں تے دو نوچ غیب — لگیا آگدھن نئیں سو راجا کوں عیب
بھی — کبھی

کئے دھنڈ دھنڈ شہر سب تل اوپر — پڑیا نئیں کسے کھوج ان کا نظر
زیر و زبر — پتہ

اگرچہ اوسی شہر میانے وو تھے — ولے وو نچ کر فرق کوئی نا کیتے
میں — شناخت — کر سکے

بزاں راج دلگیر ہو کہہ لیا — کہ میرا کیا منج اگے آئیا
بعد ازاں

اگر میں خیانت پر آتا نہ یوں — تو رسوائی عالم میں پاتا نہ یوں

کتک دن پچھیں کوں جو وو غلبلا — ہوا سرد سو پھر وو ساحر بلا
کتنے — بعد — گڑبڑ

لے اوس جواں کوں سیتی ہاسوں ساج سات ملیا جائیکر ترت اوس راج سات
ساتھ ٹھاٹ جلد

کہ پہلیں دعا سوں زباں کھول کر اوٹھا بعد ازاں اس وضا بول کر
پہلے

جو بیٹا مرا گم ہوا تھا سو پھیر ملیا تیری دولت سیوں اے دستگیر
اقبال سے

وو فرزند سو ہے یہی نونہال وو عورت امانت ہے اوسکی حلال
بیوی

سعادت بھریا آج کا دن دسے ملانا بھلا آج اوسے ہور اسے
نیک

جدھاں لگ اچھے چاند ہور آفتاب مبارک اچھو راج کوں یو صواب

ہوا وانلا جوں وو یو بات بول زباں راج تب عذر خواہی سوں کھول
فارغ نے

کھیا کیفیت دوئی کا اوسکے دھیر وو سنتیا چ ویں چاک کر لے سریر
دونوں سنتے ہی دل

ستم دھرتری کے اوپر ڈال اپس دکھایا خلق ہیچ بے حال اپس
زمین بیہوش

کھیا میں بھروسا تیرے ست پو کر گیا اوس تھنی تائیں اس ٹھاؤں دھر
اپنے کو ایمان عورت کو جگہ

جو توں راج ہو یو خیانت کرے تو کیوں بے نوا آوے تج آسرے
بیکس سایہ میں

کھڑیا واقعا آجوں اس دھات کا ہو غمگیں وو راجا اُتم ذات کا
طرح نیک

بزرگاں کوں اس کام کے میانے سٹے اوسے لاک ہوں دے کیا دور جھٹ
تیں ڈال لاکھ اشرفی جلد

جٹے لاک ہوں جوں وو ساحر کے ہات خوشی آن لے من میں کئی لاک لاک
دل

جو پھر آیا واں تے اپنے مقام سہو بخشا اوسی جوان کوں وو تمام

کھیا اوس او تم دھن کوں اے گلعذار — مل اوس سات گذران خوش روزگار
(عورت — زندگی)

بسر ہوگا جب یو مال منج پاس آو — لیجا اور بھی مال تے ذوق پاؤ
(ختم ہوگا)

کہ اس دھات دونوں کو دیتا رضا — کہ دونوں کا تھا اس رضا سوں قضا
(طرح — اجازت — قسمت)

جوں وو دوئی مل یک ہوئے اے نگار — ہوتوں بی مل اوس یار سوں آج یار
(دو — بھی)

نہ لا بار اوٹھ بیگ جا دوست پاس — کہ تج نار کے ذوق کا ہے یو طاس
(جلد)

اوٹھی قصد کر جاؤنے جوں وو دھن — اجالا ہوا صبح کا چو کدھن
(عورت — چو طرف)

نہ جا سک رہی تلملاتی وہیں — سٹی غم سوں ائی پھوڑ چھاتی وہیں
(پڑی کتی غم بہتر اپنی)

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بستم

جوں آروس کے سبار سورج سندر — گیا پیس مغرب کی خرقے بھیتر
(دلہن — مانند — گھس — جاکے خرقہ اندر)

نکل چاند مشرق تے نوشو نمن — جیوں آیا سو پھر وو برہنی سو دھن
(دولہا کی طرح — ہجرمند — معشوق)

جو نزدیک پنجرے کے جا کر کھڑی — سو رانواں وہیں ہنس پڑیا اوس گھڑی

لگیا وو ہنسیا اوسکوں پورا عجب — سو پوچھن لگی اوس ہنسی کا سبب
اوٹھیا بول وو یوں کہ اے گلعذار — کہتر آج دن خوش صبا کی پہار
ادل کا مرا یار ہم جنس ایک — اوڑ اوس باٹ جاتا منج اسٹھا دیک
ملیا آئیکر ہور کھیا ایک قصا — مج وو یاد آیا سو آیا ہنسا
سن اسبات کوں ہو گلو گیر جوں — وو پوچھی سو بولن لگیا پھیر یوں
کھیا اس وضا سات منجسوں وو یار — اتم جگ پتی روم کا شہر یار
سو دھرتا اتھا ایک رانواں گنبھیر ۲۷۱۰ منگیا دل سو یکدن وو شہ بے نظیر
خوشی سات بیں اوسکوں باتاں میں گھول — کھیا اے پنکھی مج سوں تحقیق بول
کہ توں بھوت شاہاں کے مہاڑیاں اوپر — اوڑیا ہور چڑیا ہور کیا ہے نظر
کسی راج کے گھر میں بیٹی کی ذات — سہاگن اتم روپ پدمن صفات
کسی ملک میں آج لگ کس گھڑی — تیری آنکھ میانے نظر کئیں پڑی
جو میں عقد میں لیاؤں اپنے اوس آج — اور رانواں کھیا تب کہ اے بھوج راج
شہ شام کوں آج بیٹی ہے ایک — جو بیتاب ہوے آفتاب اوسکوں دیک
موافق دسے منج وو تج شاہ کی — ہے تعریف عالم میں اوس ماہ کی
ہم اوس پاس ہے ایک شارو عجب — دھرے یاد قصے ہزاروں عجب

دھونڈینگے جو دنیا کے بن میں تمام　　تو ملسے نہ کئیں ویسی شیریں کلام
ملیگی

کہ اون ہور میں ایک دل ہو شہا　　اتھے مل کے یک باغ میں سالہا

یکایک یو بیوفا آسماں　　جو پاڑیا جدائی ہمن درمیاں
ڈالا　ہمارے

سو وو سنپڑی جا وہاں ہیں یہاں　　لکھا تھا سو انپڑیا جہاں کا تہاں
گرفتار ہوئی　ہوا

چڑی گر وو محبوب نج شہہ کے ہات　　تو ہے آنہاری وو اوسکے سنگات
آنے والی

جو بچھڑیا ہوں میں بھی کتے برس تے　　وو آوے تو شاد اوسکے ہوں درس تے
دیدار

بچن پرتے اوسکے کھلی شہہ پر باٹ　　سو ویں دل میں پیدا ہوا چلبلاٹ
بات　ظاہر ہوئی　راہ　بے چینی

نظر اوسکی رکھ وصل کے جام ڈھیر　　رسولاں کتے بھیجنے شام ڈھیر
پر　سفیر　کی طرف

کیا مستعد تحفے کئی جنس کے　　جو سدھ دیکھ اوڑے جن ہور انس کے
تیار　ہوش

مراد آپنا منگ لے اللہ کن　　روانا کیا شام کے شاہ کن
کے پاس

مل او شہ رسولاں سوں اوس راج کے　　ہو راضی لگیا پئے منے کاج کے
تیاری میں کام

کیا یوں مہیا متاع جہاز　　جو سات آسماناں کے بھر کر جہاز
سامان　جہیز

پڑیا عقد دھن مال دے بے قیاس　　دیا چاند کوں بھیج اوس سور پاس
دولت　سورج

جوں او شاہ اوس ماہ کوں دیکھیا　　فراست پورانویں کی تحسین کیا

منگے تیوں ہوا دیک حاصل مراد　　لگیا شہ کوں بھو تیج اُسکا سواد
لگیا رانویں کوں پیار کرنے زیاد

کتاک[1] دن گذر گئے پچھیں ایک دن ۔۔۔ کیا شہہ کوں خوشحال دیک عرض ان

کہ اے عیش کے ملک کے شہریار ۔۔۔ اچھو شہریاری تری برقرار

ووشارو فراست کی عالی صفات ۔۔۔ جو آئی اہے شاہزادی کے سات

منجے ہور اوسے ایک پنجرے میں گھال (ڈال) ۔۔۔ کرے شاہ اپنے کرم سوں نہال

تو دونول اپنا گما مینگے وقت ۔۔۔ بہوت دن کوں دونوں کے جاگے ہیں بخت

مہربان ہو وو بیج وو شہریار ۔۔۔ رکھایا ملا دوئی (دو) کوں ایک ٹھار (جگہ)

ملے ایک پنجرے منے جوں وو دوئی ۲۷۰۰ تو کرنے لگے شاد ہو گفتگوئی

ملانے جو منگتا (چاہتا) ہے بچھڑیاں (بچھڑے ہوئے) کوں رب ۔۔۔ تو اس دھات (طرح) کرتا ہے پیدا سبب

وو رانواں ووشارو بزاں (بعد ازاں) ایک رات ۔۔۔ وو محبوب وو شہ سنے تیو بیچ بات

یکن (ایک) نر (مرد) یکن نار (عورت) کی دھیر (طرف) ہو ۔۔۔ زباں کھول کرنے لگے بحث وو

سو شارو (مینا) دہٹائی (جرأت) ستی اوسگھڑی ۔۔۔ کہی آج ہے نر (مرد) تے ناری (عورت) بڑی

وو رانواں سن اے بات منقار کھول ۔۔۔ کھیا نر تے ناری کیوں اگلی (زیادہ) ہے بول

سو بولن لگی یوں کہ اے دوست سن ۔۔۔ کتی ہوں تجے کھول کر نر کے گن (کرتوت)

سنی ہوں جو کس ملک میں ایک ٹھار ۔۔۔ انھا ایک تاجر بڑا مال دار

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

جو فرزند تھا ایک اوسے بدخصال — سو کرتا اچھے مال نت پائمال
(ہمیشہ)

جہالت ستی چھوڑ گھر ہور دار — کمینیاں سوں مل روز کھیلے قمار
(برے لٹیاں — برا شکار)

دیکھت باپ ڈھنگ اوسکے دلگیر ہو — سو پر شہر میں جاکے یک دھیر ہو
(افعال)

اپن سار کا ایک تجار دیک — مل اوس سات سمدھی ہوا کیں کوں ایک
(اپنی طرح)

منگیا اوسکی بیٹی اوس اوگن بدل — کیا بھیاؤ سو گئے کتنک دن نکل
(بدخصال کے لئے — بیاہ)

دوسرا براں دے ادک بست بہاؤ — کھیا دونو مل آپنے شہر جاؤ
(بہت سامان)

جو عورت کوں لے واں تے نکلیا ہیں — اتر باٹ میں ایک جاگا کہیں
(راہ)

یکائیک سب دست کر بست بھاؤ — ہوا بائیں میں سٹ دے عورت کوں باؤ
(سامان وغیرہ — کنوئیں — ڈال — ہوا)

بچاری وو عورت جو تھی بیگناہ — خدا باج اوسے کوئی نہ تھا واں پناہ
(بغیر)

نکل بھار دقت سوں اوس بائیں تے — یکیلی بچھڑ آپنے سائیں تے
(کنوئیں — مرد)

نہ کچ سد اسی کو بھی ہور کو سنتی — جفا باٹ ہور گھاٹ کا سو سنتی
(ہوش — برا بھلا کہتی — راہ — سہتی)

کتنک دن پچھیں کوں جو آئی گھر آپ — ہو حیراں پوچھے اوسے مائی باپ
(اپنے)

تو بولی کہ چوراں ننگا باٹ میں — یکیلی منجے چھوڑ دے گھاٹ میں
(راہ)

چلے مرد کوں لیکے دھن مال سوں — نہ رہ سک میں آئی ہوں اس حال سوں

ستمگار وو باٹ پاڑو ہوے — نجانوں مرے مرد کوں کیا کیے
(رہزن — بدمعاش)

رکھ اپنی وفا پر نظر وو سکی — جفا مرد کا ڈھانپ کرویں رکھی

جو وو بکیٹ زیچ کھا مال او (سنگدل) — دلدّر (افلاس) کوں لے سات پامال (برے بدحال) ہو

نہ کئیں پیٹ بھر چھوڑ دے دہر کوں — پھر آیا وو سُسرے کیرے (کے) شہر کوں

پریاں کا جو روضہ اتھا ایک ٹھار — سو بکدل زیارت کوں گئی تھی وو نار

قضا را اوسی ٹھار پر آ مقام — کیا تھا بھوکا ہور پیاسا وو خام (بیوقوف)

پچھانی اپن مرد کا ان نشاں — ولے اوں تو موئی (مرگئی) کر کیا تھا گماں

جو دیکھا وو ناگاہ جیتی اوسے — بکا ئیک آ عجز سیتی اوسے

کیا عذر خواہی پڑیا پانوں پر — ۲۷۷ وو ستونت (نیک دل) مشفق ہو اوس ٹھاؤں پر

چلی آپنے گھر کوں لے ویں دنبال (ساتھ) — بہر حال سُسرا دیکھا سکا وو حال

مہربان ہو پھر نہال اوس کیا — سو بیٹی کے (کی خاطر) موں تے (سے) بہوت کچ دیا

کتک دیس (دن) آسودہ رکھ گھر منے — روانا کیا جو منس (زن و شوہر) کوں اونے

اوسی دھات (طرح) وو اولکھن (اوباش) پھیر کر — اوسی بائیں (کنوئیں) کے جا کنارے اوتر

ہو آپئے[1] ہیں پھر اوسکے آزار کے — نیٹ (بالکل) جیو (جان) پر اوٹھا اوس وفادار کے

گلا کاٹ اوس بائیں (چاہ) بھتر (اندر) ال ڈال — نہ دکھلا کسے موں اوڑیا لے وو مال

---

[1] یہ اور اسکے بعد کا شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔

دنیا کی طمع کے اوپر رکھ نظر — خدا کا سٹیا دھوئیکر دل تے ڈر
گئی بھول ہو وو تو جنت منے — رھیا ناک لگ ڈب یو لعنت منے
بوریاں تے یہی پائمالی دسے — دنیا نیک مرداں تے خالی دسے
کہی جوں حکایت یو سنار و تمام — او بھٹیا بول رانواں وو شیریں کلام
کہ اے توں جو دو کی بھلائی برائی — کہی کھول کر سو مری خاطر آئی
مجے بھی ہے یاد یک قصا اسکے تول — کتا ہوں سن اے گن بھری تج سوں کھول
سنیا تھا سمرقند میں ایک ٹھانوں — اتھا تاجریک کوئی بہزاد ناؤں
اوسے عورت ایک خوب مقبول تھی — مگر نازکی بن کی او پھول تھی
یکٹ چھوڑ اوسے گھر گیا وو سفر — نہ رہ سک حیا سوں وو چنچل سندر
لگا عشقبازی میں یک جوان سوں — گھر اوسکے لگی جانے ہر شام کوں
صبا لگ مل اوس سات آنند کر — جھنجھر کیچ ہوتے اچھے اپنے گھر
بسر مرد کوں اپنے او نیک ذات — سو شرم آپنا دی تھی اسکیچ ہات
کتک دن پچھیں کوں جو بہزاد پھیر — سفر تے خوشی سات آیا مند ھیر
لگیا سخت عورت کے دل کوں برا — سو ایمان بدلا دل اوس تے پھرا
سینے تے دریا فسق کی جوش کی — سو دار و اوسے دیکو بیہوش کی

چلی آپ اوس یار کے گھر کدھن (کی طرف) — سو ایسے میں یک چور چوری کرن (کرنے)

اوسی کے گھر آ دیکھیا جوں یو حال — لگیا بیٹ اوسکے چلیا وین دنبال (پیچھے، ساتھ)

(رن سکی کے چلن کا)

جو کاں لگ (تک) یو جاتی ہو کرتی ہے کیا — نکل گھر تے مقصود (مطلب) دھرتی (رکھتی) ہے کیا

سو مطلق بسر جا کے چوری کے کام — تماشا لگیا دیکھنے لئی تمام (بہت)

بری (بھول) گھر میں اون بیں اوس یار کے — لگی گل (گلے) نزک (نزدیک) بیں (بیٹھ) اوس یار کے

دیں (گھس) ایسے میں کتوال یاں یا خبر — سو دونوں کوں جکڑے اوسی گھر بہتر (اندر)

جو عورت مسلم لگی کیچکیاں (بہت ترپنے تلملانے) — دئے چھوڑ ہو اوس اوپر مہرباں

پکڑ مرد کے تئیں گرفتار کر — چڑائے لیجا ٹھیلتے دار (سولی) پر

جوں اوس نار کوں پھر لگی چیٹ پٹی (بےچینی) — پھری باٹ (راہ) میں تے ہو جلتی بھٹی (بھٹی)

کھڑی جانڈر (بے خوف) یار کی دار پاس — اٹھی بول اس دھات سیوں بھر اُساس (آہ)

کہ اے جیو کے جیون توں میرے بدل (لیے) — لیا یو بلا آپنے سر کبل (بڑی مصیبت)

ہے آخر ترا وقت دکھلا او مکھ — میرے ہونٹ لے اپنے ہونٹاں میں ٹک (ذرا)

جو ہوبی ٹھنڈا مج سینے کا جلاٹ (جلن) — رکھی موں یو موں جیوں نزک جا و داٹ

غصے سوں لیا ناک وین اوسکی توڑ — دے جیو کھینچ دانتاں میں پکڑیا نہ چھوڑ

پھری واں تے ہو اون درد ناک وین — موں میں رکھی اوسکی وو ناک وین

گنوا ناک او سٹھار جوں گھر کوں آئی — اندیشی بد اندیش ہو پھر برائی
سو بہزاد کے جا بچھانے میں لیٹ — لیتی او سکے کپڑیاں میں اپیں لپیٹ
چھوری تیز او سکے رکھی ہات میں — کیتی غلیلا ویں او سی سات میں
کہ بہزاد بدمست ہو ناک کاٹ — میری زندگانی کیا بارا باٹ
رین جا صبا ہوی را سیک راس — چلے لیکے دونوکوں حاکم کے پاس
دیکھت وقت بہزاد پر گھال کا — جو وو چور تھا شاہد اس حال کا
کھیا آکے حاکم سوں سب کھول کر — کنارے کھڑا جوں ہوا بول کر
زبان کھول تب او عدالت شعار — کھیا کیوں کروں میں یو بات اعتبار
پھر او چور اوٹھیا بول ناجات بچھے — گر اوسکے بچھانے پو وو ناک اچھے
تو بہزاد کاٹیا ہے کر جاں توں — مرا بول سب جھوٹ کر مان توں
گر اوس شخص کے موں میں او ناک ہے — تو بہزاد کوں جان تو پاک ہے
کئے دار کن جا کو جوں وو صحیح — اتھی ناک اوسکیچ موں میں صریح
سن اے قصا گم ہور ہے عام خاص — بچارا وو بہزاد ہوا تب خلاص
وو را نواں کیا ختم جوں یو کلام — سو شارو کی خاطر کوں آیا تمام
صحی جان اے نار گن گیان کی — کے ہے مختلف طبع انسان کی

جہاں میں جہاں دیکھتا ہوں تو آج — تو یکدھات سبکا نہیں ہے مزاج

برے بھی ہیں دنیا میں ہور ہیں بھلے — ان دوئی بغیر بھی دنیا نا چلے

کہ جاں نور ہے وانچ ظلمات ہے — جہاں دن ہے تحقیق واں رات ہے

مدار اس جہاں کا ہے اس دھات سوں — کسی کوں نہیں جنگ اس بات سوں

جکوئی آفرینش منے خوب ہے — یقیں جان وو سبکوں محبوب ہے

کرے سعی جس کام کوں خوب ہو — تو مقصود کوں اپڑے (حاصل کرے) کیوں نہ وو

گر اوس یار کی ہے تو خواہاں بڑی — تو جا ترت فرصت ہے تج اس گھڑی

مروت رکھ اوس خویش سوں خوب آج — تو طالب وو تیرا ہے مطلوب آج

خوشی ناخوشی سات جوں اونگار — قدم بھار (باہر) دھرنے کوں ہوی اختیار

سو پاپی اوٹھیا مرغ دے بانگ دیں — پھبیا بل نہ (موقع نہ ملا) اوس کا رلے آنگ دیں

لئی جال (جلا) سب تن کوں جیوں برق بھیر — تفکر کے دریا میں ہوئی غرق بھیر

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست ویکم

جو زاہد سورج پاک روشن ضمیر　　ہوا جا کے مغرب طرف گوشہ گیر

صفا سات صوفی چندا رات کا　　کرن سیر نکلیا سمٰوات کا
کرنے

شوبر ہے جلی او دلا رام پھیر[1]　　انکھیاں لال کر آئی رانویں کے دھیر
فراق زدہ　　طرف

کہی اے جو پنجرے میں خوشحال توں　　مرے غم تے بیٹھیا ہے نروال توں
فارغ

جلوں ہیں تو ہر دیس اٹے جوں اجیت　　گلوں رات کوں چاند کے سار نیت
دن　آفتاب　　ہمیشہ

بھوکی ہوؤں تو کھاؤں غم بے شمار　　لگے پیاس تو پیئوں انجھواں کی دھار
آنسو

جو ہووے ہوس راگ پر جس گھڑے　　تو نالے سنوں دل کے بے سد بڑے

بدل[2] سیر کے جو کروں باد باغ　　دسے پھول ہو مجکوں سینے کے داغ

مرا حال اس دھات ہے سو تو یوں　　ہے فارغ کروں تج پو غصا نہ کیوں

بھلا جو کرے آج توں کچ علاج　　کہ کونڈ پا ہے پوراچ برہا منج آج
گرفتار تھا　فراق

---

[1] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

[2] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

سن یو بات رانواں کھیا جیب کھول منج اے موہنی توں تو اے بات بول
جو غافل اچھوں تج دل آرام تے تری فکر تے ہور ترے کام تے
یتے دن میں جو آج لگ ہر رین تیرے تائیں دیوے کر اپنے نین
حکایت شرائط ہور آداب کے کیتا ہوں اگے تج سوں مہتاب کے
سبب یہہ جو کر دل میں تیرے اثر ہر ایک کام آوے تجے بیشتر
مگر سب وہ لگتے ہی کڑوے تجے کہ آخر کوں دستا اہے یوں مجے
جو اس عشق کوں رکھ نہ سک دیر توں ترت ہوئیگی یار تے سیر توں
یکائیک یو کام چھوڑ ایکبار کریگی تو کچھ کام ہور اختیار
کہ جیوں ایک زاہد کی بیٹی سکی مرد تے ہوا اعراض یکبار گی
نہ رہ سک اپن نفس کے کئے منے خدا کی عبادت کے ہوئی بیے منے
جو پوچھن لگی پھیر اس بات کوں سو بولن لگیا کھول اس دھات سوں
سنیا ہوں جو ملتان میں ایک ٹھار اتھا زاہد یک عین شبلی شعار
اوسے بیٹی یک ہور بیٹے بغیر نہ تھے زیانے کوئی بھی اوسکے گھر
سونا گاہ حج کا ہوس دل میں آں بچھڑ گھر تے جاتا وو عالی مکاں
کھیا عورت ہور اپنے فرزند دھیر کہ میں آپ آوں تلگ جتے پھیر

اگر خواستگاری کوں کوئی آئیگا ۲۸۶ تو بیٹی کوں دیو جیوں تمن بھائیگا
(جیسا تمھارا دل چاہے)

ہے بالغ یو گھر میں نہ رکھنا اسے | کہ مشکل ہے سنبھال سکنا اسے

کہہ اس دھات پکڑیا وو مکہ کی باٹ | لگیا گھر میں فرزند کا جیو اچاٹ
(طرح — راہ — دل)

رضا بعد ازاں مائی کن لے وہیں | چلیا آپ سوداگری کوں کہیں
(اجازت — ماں سے)

سفر میں جو اسکوں ملیا یک جواں | دیا غائبانہ اوسے اپنی بھاں
(بہن)

کتک دیس بعد از جو گھر آئیا | سنگات آپنے اسکوں لے آئیا
(دن)

ادھر خواستگاری کوں جو کوئی آئے | کسی کی نہ دیک باٹ بیٹی کی مائی
(راہ — ماں)

قبول یک بھلے مرد معقول کوں | بٹائی شکر پان ہور پھول کوں
(تقسیم کروائی)

جو مکے تے زاہد پھریا ذوق سات | سودا نا دیکے اون بھی لیا یا سنگات

ملے تین داماد یک آپس میں آپ | رہے گم ہو ویں مائی ہور بھائی باپ
(ماں)

جنوایاں بدل سخت تینوں میں شور ۲۸۷ اوٹھیا ہور لگیا جھنجھ بر جھنجھ زور
(داماد — جھگڑا)

جو اس بات کا شہر میں غل اوٹھیا | بچاری ایس ہیں اپے اوپتیا

سینا پھوڑلے ویں لگی جھوکنے | نہ سہہ سک لوٹا نٹا لگی سوکنے
(غم کھانے)

کہی یا الٰہی رملا تین کوں | کیا جگ میں بدنام مج ہین کوں
(لڑکی بیٹی — فضیحت — حیا حقیر)

نہ کیں ایک عورت کوں ہے مرد تین | موئے کانتے پیدا یو بے مرد دین
(کہاں سے)

ہوا اس غم سوں نزدیک مرنے کے حال — لئی کھینچ دم شرم تے ہونڈھال

نکل اس کا سچ مچ گیا جیو کر — کفن دیونا جیوں ہے تیوں دیو کر
(دینا — اسی طرح)

سب یکدھرتے ماتم کے پڑ شور میں — لیجا ترت دفنائے اوسے گور میں

دو زاہد تو ظاہر کیا دوکھ تب — ولے دل منے خوش ہوا اس سبب
(بہ ظاہر)

جو درمیاں تے فارغ ہوا او نزاع — کیا تینوں داماد کوں دیں وداع

نماشام جیوں ہوی تو بھرتے اُساس — وو تینو چلے مل کے اوس گور پاس
(آہ)

اوٹھیا ایک تب یوں انوں میں تے بول — ہوس ہے جو دیکھوں اسے گور کھول

کہ تعریف اس نار محبوب کا — سنیا تھا بھوت ٹھار اوس خوب کا
(پر حسن)

سوویں قبر میں تے اوسے بھار کاڑ — پکڑ ہاتھ دیکھا سو ہلتی تھی نار
(باہر نکال — عورت)

جو دوسرا طبیبی میں حاذق اتھا — اوسے دیک شرطاس و صنا سوں کیا

کہ موئی نئیں ہے یو روح اسکا تمام — نکل تن تے سر میں کیا ہے مقام
(مری)

ہلوں بیٹ باریک سوں مار مار — کریں گرم تو ہووگی یو ہشیار
(آہستہ — بید کی چھڑی)

سُن او بات تیسرا کھیا یو میں کام — کرونگا کہ ہے مجکوں یو خوب عام
(تیسرا — معلوم)

کیا سی وو جوں اسی دھات سات — سو جنبش منے آئے پائے حیات
(طرح)

یکایک صبا جو ہوئی جا دو شام — ہوئے جمع واں خویش قربت تمام
(اقربا)

موئی تھی سو پھر پائی دیک زندگی — عجیب ہور ہے سارے یکبارگی

اوٹھیا پھر کو تینوں میں ویں غلبلا — پھر اوس نار کے وو ہوئے مبتلا

نچھا اوس بچاری کدھن دیک ایک — لگے دعوی کرنے کوں اکس سوں ایک

یکن بول اوٹھیا یو زلیخا نچھل — ہے میری کہ کھولیا ہوں میں گور ال

دو دسرا اکھیا ہے یو لیلی مری — کیا فکر میں اوسکے جینے کیری

سو تسرا اکھیا ہے یو مری عروس — کیا میں نگاہ اوسکی تشویش سوں

خصومت ہوا تین میں جوں دراز — پھر اوو نار ہو اپنے جینے تے واز

کہی ہائے میرے یو کیسے نصیب — کہ میرے اچھوں پئے منے یو رقیب

نہ جیتی براں مجکوں چھوڑے نہ کوئی — نہ مرگئی پچھیں منج تے یو ہات دھوئے

بھلا ہے جواب سب تے میں ہات دھوں — خدا کی عبادت میں مشغول ہوؤں

وہیں سیس کے بال اپنے اوتار — توکل سوں گوشہ کئی اختیار

جیوں یہ حال تینوں پو پرگٹ ہوا — سینا صبر سوں بعد ازاں ٹھٹ ہوا

ہوا دیک میانے تے فارغ کیچاٹ — چلے ویں وو تینو پکڑ تین باٹ

مگر آج تے توں بی اے گلعذار — ہو بیزار اوس یار تے ایکبار

کرن منگتی ہے نیت نا امید — تجے خوب نئیں یوں تو سٹنا امید

بہر حال جا آجکی رات توں — کر اوس یار سوں مل میٹھی بات توں

کہ لئی (بہت دن) دیس تے ہے وو خواہاں ترا — گلے گھال (ڈال) جا اوسکے باہاں (باہیں) ترا

نکر اوس بچارے کوں محروم آج — مروت میں ہرگز نہو شوم (بدنام) آج

کہ تیرا بھی ہے نفس امیدوار — اول جیو دے (بن ترس) آخر اوسکوں نہ مار

جیوں اس بات تے پھر جو دلیا (زور ہوا) فراق — سو پیدا درونی (دل میں) میں کر اشتیاق

اوٹھی جاؤنے گھر کوں جوں یار کے — ہوئے لوگ ہشیار سب بہار (باہر) کے

نکل صبح کی آئی لالی وہیں — نہ جا سک رہی وو اُتالی (بیقرار) وہیں

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و دوم

جوں اسمان تے سور (سورج) کا برہمن — چلیا غرب گنگا میں سندیا کرن

نجومی چیندر (چاند) نرملا (صاف) نامدار — جو مشرق کی دیول تے نکلیا بہار (باہر)

وو مشتاق طاقت تے ہو بھیر طاق — سورانویں کن (کے پاس) آ سوسن (سہہ) ناسک فراق

کہی ہیں تو بیجر ہوی سوک سوک — مرا غم کیا کم نہ تیرا سلوک
سوکھ

مرا مدعا تھا جو توں ہر طریق — مری بیقراری پو ہو گا شفیق

ہوا ٹکڑے سینا تو برہے تے پھوٹ — مکرر کہوں کیا تجے روز اوٹ
ہجر — اٹھ

کہ آتی ہے مج لاج اس لاج تے — ترا دیکھ سوں مکھ نہ میں آج تے
شرم — دیکھوں گی منہ

کہ مج تج تے یک نس بی سکھ نا ہوا — قیامت تلگ مج یو جھکنا ہوا
دن — غم سہنا

وو رانواں سو گیانی فراوان بزاں — کھیا اس وضا سات خاطر نشاں
عقلمند — بعدازاں

کہ جاں تے توں خاتوں دلگیر اچھے — کنا کیوں مرے جیو کوں ٹھیر اچھے
کہنا کس طرح — دل — آرام و قرار ہو

اپنے دیس کی بات سب جان جھوٹ — ولے آج توں بی شتابی سوں اوٹ
اتنے دن — اٹھ

گھر اوس یار کے جا ملاقات لے — بہر حال خط آج کی رات لے

تغافل نہ کر سن یو میرا دلیل — کہ ہر باب کا ہیں ہوں تیرا وکیل

تج ابرال کچ بات نا آئے تیوں — ہوں رکھوال توں اپنے من بھائے تیوں
ابر — دل چاہے

خوشی سات گم اوٹھ جھنجر کیچ آ — توں اس کام میں آج نا بیچ بھا
پھر — فجر — رخنہ ڈال

جوں یک نار محبوب کے وقت پر — رکھیا شرم دے بند یک جانور
عورت

رکھنہار ہوں دوں تری شرم میں — کہ تیری وفا بیچ ہوں جرم میں
رکھنے والا — اسی طرح

سن یہ بات اوس کے لگی پھر دنبال — سو بولن لگیا اے عدیم المثال
پیچھے

سنیا تھا میں اس دھات کوئی بولتے — بنارس کے راجہ کوں نئیں نئیں کتے

ہوا ایک فرزند لئی دیس بعد — نہ صورت میں نیکا نہ سیرت میں سعد

نہ تھا کچھ ہنر اوس منے باج بخت — کہ جاہل انتھا ہور نادان سخت

دنیا میں تو درداں ہے ہیچ ہوترا — ولے درد نادانگی کا بڑا

ہے ہر درد کوں آج ہر کئیں طبیب — ولے کئینچ اس درد کوں نئیں طبیب

جو عیسیٰ نبی تھے علیہ السلام — کرنہار مردیاں کوں زندے تمام

انو سار کے بول اٹھے اس طریق — جو ہوتا ہے توفیق حق کا رفیق

تو امداد سوں اوسکی اقبال کے — جلاتا ہوں مُردیاں کوں سو سال کے

ولے تو سکت نیں مرے گیان کوں — جو دانا کرے آج نادان کوں

غرض جوں وو فرزند بالغ ہوا — نہ دھر فردیت باپ اسکا روا

کیا بھیاؤ امرت بھری سات میں — پری کوں دیا دیو کے ہات میں

وو عاروس نجھا دیکھ مکھ مرد کا — سو کر لے سینے کوں دریا درد کا

لکھیا تھا سو انیڑیا لگر جان لے — خوشی نو عروسی کی ہر آن لے

لگی وقت اوس سات گذرا ننے — سو دن دن لگیا دکھ سوں وو ران نے

ولے اذن لطافت میں اوتار تھی — ادک چلبلی ہور چوسار تھی

جنتر ہات میں لے جو گاتی اچھے | دلاں کے پنکھیاں (پرندوں) کوں بھلاتی اچھے
کہ تھا بھوت گانے پر اسکا خیال | سو ایک رات وو نار صاحب جمال
مھاڑی[1] (کوٹھے کے نیچے) تلیں یک برہمن جواں | جو دھرتا اتھا گیان نچ ناماں
خیالے خیال (عقل) آپنے دھیاں سوں | لگے راگ کرتا خوش الحان سوں
لگیا تان اوسکا وہیں تیر ہو | سو عاشق ہوا وس گل اوپر نسر ہو
کہی ایسے الحان کے جوان کوں | دیا جائے خوش (گلے) شرم ہور مان (پانی، عزت) کوں
پکڑ[2] ہات رسڑی (رسی) پرم (عشق) کی اونار | سنگا تیج مھاڑی (کوٹھے) کے اوتری نلار (نیچے)
اتاولی (بیقرار) ہو گرم اس محبت سوں عین | جو دیکھی بتجا (بغور) خوب اوسے کھول نین
سو چنداں وجاہت (صورت) میں سیدھا نہ تھا | گدا طبع تھا کچ رسیدا نہ تھا
کہی بعد ازاں دیک مکھ (منہ) اس کیرا (کا) | اگرچہ نہیں توں تو لائق میرا
ولے قید میں ہوں یک دیو کے | پری کس وضا دیو سوں گم سکے
سکت نج میں کچ ہی جو یا عقل و رائے | مجھے کاڑ (نکال) اس ٹھار (جگہ) پر تے لیجائے
ترے مہر سوں باند دل چند روز | گمونگی ترے ساتھ مل چند روز
کہ بھاتا نئیں اس مرد کا منجکوں سنگ (الفت، ساتھ) | ہے ناداں وو اوستے ہو نمیں بتنگ (تنگ میں آئی ہوں)

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔
[2] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

سن اے بات اوس نارتے تب او جواں کھیا تجھ پہ صدقا ہے میرا پراں

جو توں ہو کہ یوں جانتے راضی اچھے بندا بھی ہوں راضی بجا سوں پچھے

نکل واں تے اوس سوں جو انگے بدی سو آڑی ہوی باٹ میں یک ندی

بہتی دیکھ ور زور پانی کی لوٹ کھیا کاڑ کسوت تری باندھ موٹ

کہ اول پو اسباب اُلگاؤنگا بزاں تج سلامت سوں لیجاؤنگا

قبول اون کیے تنویچ کیتی او نار دی بات اوسکے سب ابرن اوتار

وو لیتا چ پانی کے پیلاڑ اُلنگ کھیا کھا تہارا ہوں میں بھیک منگ

یو ناری جو ہے شاہزادے کی جو لیجاؤں کیوں اُس میں کہ پھیسے نہ لو

جلیج جو چڑیا ہے مرے ہات مال پھبالیوں تو ہے مجھے پو چلال

کہ مفلس ہوں پوراچ مج یو ضرور ۲۹۷۰ کرا تجھ سوں اپنے دل کوں سرور

یکیلی اوسے چھوڑ ایلاڑ ویں ہوا سب وو گردان پیلاڑ ویں

جو تھی منتظر دیکھتی اوسکی باٹ نہ آیا سو سینا گیا پھاٹ پھاٹ

کئی جو عمل اُن اَپن مرد سات کیا وو عمل دوسرا اوس سنگات

دغا[1] دینے ہارے کوں راحت نہیں دغا اسکوں دیگا خدا ہر کہیں

۱؎ یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

بڑی بھار سو چیپسر گھر کی نہو — پشیمانگی سوں کدھر کی نہو

باہر

صبا ہوی سو دیں غم کے بھنور میں پڑے — رہی نیٹ اوسی ٹھار کر کا پکڑ

بھنور — برقرار — جگہ — ساحل

سو ایسے میں یک جانور ناگہاں — پکڑ موں منے ہاڑ آیا وہاں

گوشت

جو پانی میں مچھلی نظر اوس پڑی — سو وو ہاڑ موں میں تے سٹ اوسکر ہڑی

گوشت — پھینک

چھپیا ہور کیا سعی مچھلی بدل — ولیکن نہ سنپڑی اوسے گئی نکل

کے لیے

جوں اے حال دیکھی وو عورت تمام ۲۹۸۰ کھی یو جناور سو کیسا ہے خام

بیوقوف

گنوا ہات تے نقد کوں ایک بار — کیا جا کچی بدسوں سودا ادھار

بیوقوفی

سنیا جو جناور وو اس بات کوں — کھیا کوں ہے بول اے نار توں

یکیلی جو بیٹھی ہے توں بن ادھار — ہے مقصود کیا اس ندی کے کنار

بے سہارا

وو عورت اوٹھی اس وضا بول کر — کہی آپنا حال یوں کھول کر

کہ دھرتی ہوں میں مرد سو ہی کدھنگ — سینا اوستے پکڑیا ہے سخت زنگ

رکھتی — بدصورت — نفرت

منگیا دل سو یک دوست دانا سوں مل — خوشی سات اچھوں پھول کے سار کھل

چاہا — رہوں — مانند

سو اودوست نا آمرے ہات کوں — نکالے گیا سٹ میری ذات کوں

چھوڑ

دغا کھائی میں زور پر مرد تے — پشیمان عاجز ہوں اس درد تے

فریب — غیرمرد

کھیا تب اونکھی اوسے اے نگار — ترا ہور مرا قصا ہے ایک سار

پرندہ — طرح

اگر مرد سوں رہتی قانع ہو توں — نکل گھر تے آتی نہ اس دھات سیں

تو یو دیس اُنگے نہ آتا نزرے — بدل دل پو غم کا نہ چھاتا ترے

اگر میں نہ کر طمع مچھلی کیرا — وو موں میں تے لقمہ نہ سٹیا پھرا

تو کیوں سو سیتا اس وضا بھوک میں — طمع دار ہویاں گیا چوک میں

یو بات او سکے موں تے سونی جیوں اونار — سو بولی کہ اے جانور فام دار

کہہ یک حیلہ منجکوں جو ٹک آس پاؤں — اوسی حیلے سوں آپنے گھر کوں جاؤں

جو مج پر نہوئے مرد بد اعتقاد — دندے کے زبان بند ہوئے دوست شاد

کھیا حیلہ سو نرت اے ہے پری — جو ست میں ایس کوں دیوانی کری

لیوے تن پو کے پھاڑ کپڑے تمام — ننگے سر ننگے پاؤں سوں وقت شام

چلے ییں کر آپنے گھر بھیتر — جو ہر کوئی کہے تج دیوانی ہے کر

جو اس دھات سنچر ترا گھر ہیں ہوئے — کرن کچ علاج آوینگے تجکوں کوئی

توں یکبارگی ہونکو ویں ہشیار — تفاوت سوں آسد میں توں پاتی ٹھار

اسی دھات سوں شاندلے دوا وٹھی — سو رسوائی تے خلق کے تب چھوٹی

تجے بھی میں لے نار گنونت خاص — کر نہار ہوں ہر بلا تے خلاص

توں ہر وضع سوں آج مرے بدل — اوسی یار میں بھار گھر تے نکل

کہ مشتاق تیرا اچھیگا وو یار — جواں انتظاری سوں اوسکوں مار
ہوگا

جو کوئی اوسکوں منگتا اچھے جیو سوں — گمانا بھلا وقت اوس پیو سوں
چاہتا ہو جان — گذارنا عاشق

جوں اس بات پر وو اوٹھی شاد ہو — وہیں صبح دندے کیرے ناد ہو
دشمن کے طرح

نکل آیا دیس اندھارے کوں ڈاٹ — پھر اوسکی خوشی ہوگئی بارا باٹ
دن تاریکی دفع کر — منتشر

رہی گھر منے جا نہ سک یار لگ — پڑی سیج پر برہ تروار لاگ
میں — پلنگ ہجر شمشیر

غواصی اتم رین کالی دراز ۳۰۱۰ یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست وسیم

فرشتے جو شمشیر کوں بھاں کے — دئے ڈال بیچ غرب کی میاں کے
سورج

فلک شرق کا کھول زنگیں غلاف — لیا ہات میں چاند کا سیف صاف

جو پھر او سہیلی رنگا میسر ہو — رضا کے بدل گرم ہور تیز ہو
بناؤ سنگار کر — لئے غصہ

کہی آکو رانویں کوں اے حق گذار — پکڑ جیو جوڑی ہوں بھا تج پو پیار
جاں رکھ

نزک ہے جو برہا کرے منج پو زور — لیجا جیو مرا تج پورا کھے ہوں پور
نزدیک فراق — رکھی

مرے درد کوں آج اے غمگسار — نکو جان دُسریاں کیرے درد سار

کہ ساریاں کی یکسار سورات نئیں — دنیا بیچ عشاق یک دھات نئیں

سنا یوں گیا ہے جو مچھلی کی ذات — دھرے عشق جل سوں پتنگ آگ سات

ولے جل سو مچھلی کوں راکھے سنبھال — اگن سو پتنگ کوں کرے بھُرزجال

کھیا تب اوراں کہ اے کج منی — جلچ توں کتی جھوٹ نئیں سچ کتی

کہ عالم منے عورتاں کا پرت — ہے مرداں کے پیرت تے محکم پرت

جو عورت اپے ہو جبوں لائے عشق — تو مرداں سے کرزیا ست دکھلائے عشق

اچھے جاں تے تج عشق کا نیٹ تول — نکر سعی میں دیُوں تج بیٹ کیوں

تیری فکر سوں میں کروں دن کوں رات — کروں رات کو دیس تج غم سنگات

بھی دو کہ دن میں تج تے دو چنداں منجے — یو پنجرا دسے عین زنداں منجے

یقین جان توں بے مرا ہے مراد — جو توں اپنے مقصود پا ہوئے شاد

پھرا س بات پر تے اوٹھی بول او — اگر سچ ہے تج دل منے بات یو

قسم کھا جو منجکوں لگے اعتبار — ضرورت سوں کر تب قسم اختیار

کھیا میرے جاں لگ جیباں ہیں آج — نباں میں جتے عندلیباں ہیں آج

بزرگی میں سیمرغ جو ہے گنبھیر — شجاعت میں جو باز ہے بے نظیر

جو ہد ہد دھرنہار ہے سر پو تاج   جو ہے خوشنما فاختہ ہور دُرّاج

کبوترا او کوئل ہور بھنکراج مور   جہاں لگ جہاں میں جناور ہیں ہور

ہے سوگند منجکوں ونیاں کا تمام   کہ اخلاص ہے تج سوں میرا مدام

جو تقصیر تج کام میں میں کروں   ترے باب کچ دل میں کینا دھروں

تو سیچ خواجہ فرعی کیرے حال سار   مرا حال بھی ہے کہ جان اے نگار

پھر اے بات پوچھی جو او سندری   کھیا اے مدن باؤ کی باوری

سنیا تھا جو کوئی شخص منصور نام   دھرنہار تھا مال ہور احتشام

خدا ترس صالح سخاوت شعار   اتھا بلخ اوسکا جو رہنے کا ٹھار

اوسے ایک عورت جو تھی نیک بخت ۳۰۴۰ سو تھی خوب رو یاں میں مقبول سخت

صلاحیت اسمیں تھی اس طور کی   مگر رابعہ تھی وو اوس دور کی

جو منصور ارادت سفر کا کیا   سو عورت کوں سب عرض گھر کا کیا

رضا لے تجارت کی نیت سوں وہیں   چلیا مستعد ہوئیکر دور کئیں

جو واں ایک تھی چنچل اوسی شہر میں   جو مشہور تھا فسق سوں دہر میں

اوس عورت کی خوبی کی تعریف سن   بدھی بخنہ کار ایک کٹنی کوں چن

دیا بھیج اس پاس اس دھات بول   کہ اے نار تج حسن کا آج ڈھول

بجیا ہے نگر میں تمام اس وضا — جو حیراں ہے سن قدر ہور قضا
شہر

ہے جاں تے قضا ہور قدر کا یو حال — نکیوں ہوں نہ تج عشق تے میں نڈھال

ہور وشن ترے درس تے میرے نین — تپوں میں جو بن نیر کی ہو کے مین
دیدار آنکھیں تڑپوں بغیر پانی مچھلی

جو میانے ہے بے طاقتی کا حصار — منگوں آہ کے اس فرنگیا انسوں بار
درمیان مراد دشمن ذرد

کروں چو ہمت کے بازو سوں لڑ — یکیٹ آنوں تج وصل کا پھاٹک چڑ
تنہا تیرے پھاٹک

ولے منجکوں سنپڑے نہ ٹل کیا کروں — کہ ہے عشق تیرا کبل کیا کروں
موقع سخت

اگر اس ہوس کا توں دلہیز کھول — مرے دھیر آگی کسی کوں نہ بول
پاس آئیگی

تو بسلا تجے نین کے صدر پر — کروں گا فدا جیو تج بدر پر
بٹھا آنکھوں مسند جان چاند

اسی دھات جا او بڈھی جو کہی — او عورت سن اے بات وین گم رہی

اٹھی بعد ازاں بول اے ماؤلی — جو یو بات کی توں نہ تھی کچ بھلی

کہ جس سر میں سودا ہے رحمان کا — قبولے او کیوں کام شیطان کا

اچھے ست سوں یکدل ہو جن ایکسات — دو کیوں دیوے ایمان دوجے کے ہات
ایمان عصمت دوسرے

جکوئی آپنے ٹھار دانا ہے گھٹ — سو کیوں جاوے بتخانہ مسجد کوں سٹ
جگہ مضبوط چھوڑ

ہے جو لگ نظر میں مرے ماہ وصال — میسر نہ ہوے اسکوں میرا وصال
جب تک

اگر عقل کچ ہے تو سچ جان توں — میٹری کوئی نہ لیایا ہے آسمان کوں
سیڑھی لین پری کوئی لایا نہیں اسمان سوں

جوں اس دھات کا او بڈھی پا جواب | پھر اوس جاں کے مندھیر آئی شتاب
مکان

سن او جواب اوس تے ہوویں ناامید | لیا آپنے من میں اس دھات بھید
دل — طرح

کہ عاشق کے تئیں ہوونا تین چیز | جو دیوے مراد آپنے کوں تمیز
ہونا

اول مال ہے ناصبوری سفر | پرت کوں نہیں رویچ کچ اس بغیر
محبت — غیرت۔مزا

نہ منج مال ہے ناصبوری دھروں | بھلا جو سفر اختیاری کروں

مسافر ہو پردیس پکڑیا وہیں | ملیا پیر مرد ایک اسکوں کہیں

جو دنیا کوں دے ترک او پانوں گاڑ | توکل سیتی بس پکڑیا ہے پاڑ
بیٹھ — پہاڑ

کیا خدمت اوس پیر کی دن کتک | سو شرمندا اوس جان کا ہو دن ایک

کھیا میں دنیا چھوڑ خالق کوں لیوں ۔ ۳۰۷ | نہیں کچ مرے پاس جو تجکوں دیوں

ولے اسم اعظم ہے منج پاس ایک | او سکلاؤنگا تجکوں اے جان نیک
سکھلاؤنگا

منگلے گا توں اس پر تے جیسا مراد | تو دیگا خدا تجکوں ہوگا توں شاد

جوں اون اسم اعظم کوں سکھلائیا | سو پھر شہر کوں اپنے او آئیا

وہیں دل منے لیا لیا ایک روز | کہ منصور تو آئیا نئیں ہنوز

بری کی نہ اس اسم کوں آزمانوں | او سے ورد کر کے نہ مقصود پانوں
پس کیوں

تصور میں منصور کا روپ راک | پڑیا صدق سوں بس او اسم پاک
شکل — رکھ — بیٹھ

ہوا عین منصور کے سار کا سو خوش بے نہایت ہو یکبار کا
طرح

چلیا پیس کر گھر میں اوس نار کے دیکھے لوگ اوسے جو کہ گھر دار کے
گھس عورت یعنی گھر بار

صحی خواجہ منصور ہے کر سمج لگے پوچھنے حال اوسکا سہج
واقعی

کہ کیا واقعا آئیا پیش یوں جو آیا یکیلا ہو درویش کیوں

ترا ساج کاں ہور غلاماں کہاں او مایا کہاں ہور او ساماں کہاں
سامان خزانہ

دیا جواب او خواجہ اس دھات تب کہ چوراں ننگا کر لئے مال سب
طرح لوٹ

غلاماں کوں سارے جیوں مار کر کئے قید منجکوں گرفتار کر
جان سے

سو تدبیر سوں چھوٹ ان ہات تے لیا ہیں بنچا ایسیں اس گھات تے
ان کے اپنے مصیبت

او عورت کہی بعد ازاں غم نکر کہ صدقا ہے او مال تج ذات پر

جو دن جا ہوی رات سو دو جنے لگے گمنے جیوں یک بچھانے منے

طبیعت تمام اوسکی پائی خلاف نہ تھے خواجہ منصور کے گن اوصاف
یعنی نہ تھا خواجہ منصور کے سار صاف

سو ہوی اوسکے نزدیک تے دور تیں دیکھائی نپٹ ایسیں مغرور ہیں
بالکل یعنی معذور

تامل سوں دل میچ کر تب کہی گر اے مرد اپنا ہے خواجہ صحی
سوچ صحیح

تو اسمیں کی او حسن سیرت کہاں لطافت کہاں او بصیرت کہاں

اگر کوئی دسرا ہے یو مرد خام کہاں تے ہے یو بس شباہت تمام
بیوقوف

بری کی نہ از مانوں میں چند روز — دیکھوں کھیل کیا ہے خدا کا ہنوز
یو راز اپنے دل تے نہ اظہار کر — ستم ایسیں دکھلائی بیمار کر
کتک دیس کوں ناگہاں کر سفر — جو آیا اپیں خواجہ منصور گھر
سو عورت کوں بیمار دیکھیا ادک — ہے اپنے مناسب سوں م دیک نیک
وہیں خواجہ اصلی سو غیرت سنگات — سٹیا خواجہ فرعی کی داڑھی یو ہات
سو اُن بھی پکڑا اوسکی داڑھی کوں کھینچ — ہو لٹ پٹ تلیں سر پڑے بھار و بیچ
اچا غلبلا شور "جو کون" کر — لگے لڑنے "توں کون توں کون" کر
لٹا پٹ تلیں چُور ہو بے قیاس — جھگڑتے چلے وو ونج حاکم کے پاس
دیکھت روپ دونوں کیرا ایک دہات — ہو حیراں حاکم تعجب سنگات
کسے ہوے کیسے توئے کہہ سک نہ ویں — بولا بھیج اوس پاک دامن کے تئیں
کھیا مرداں دو میں تیرا ہے کن — موافق دیکھت خواجہ اصلی کوں اُن
کہی مرد میرا سو یو ہے صحی — چلی گھر پکڑ ہات اوسکا صریح
نہونے دے لوگاں میں بدنام وُوں — صلاحیت اوسکا کیا کام یوں
براں خواجہ فرعی کوں جو یوں تج بچھاڑ — دُرّیاں سات سب پیٹ کی کھال کاڑ
عدالت کی شمشیر سوں اوس دو کھائے — سو رسوائی سوں شہر کے بھار بھائے

بُری دل میں نیت جو لیا تا نہ او — سزا اس قباحت سوں پاتا نہ او

مرا نیت اے گن بھری صبح و شام — ہے خوبی سوں تیرے مہم میں تمام

دیو نہار ہوں تج بدل اے پراں — منجے خواجہ فرخ نمن توں نہ جان

۳۱۱۰ جوں اس دھات بولیا وو تقوی کی بات — کدورت تے فارغ ہوا وو سنگات

منگی جاؤنے یار کے گھر کے دھیر — صبا ہوئی جو دلگیر ہو سخت پھیر

رہی جا نہ سک اپنے مندھر منے — چڑیا برہ کا زہر پھر سر منے

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے مین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و چہارم

سورج مُہر اسمان کا بے نظیر — اُڑیا غرب کے بندرابن کے دھیر

سونا در اتم راج ہنس ماہتاب — نکل شرق دریا تے آیا شتاب

پھر او ہنس سی آپنے ساز سوں — جو رانویں کن آئی ادک ناز سوں

کہی اے سکھی گن بھرے دل نواز — بوجھنہار ہے توں درونی کے راز

یو دکھ بھی کسے نا کہا جائیکر کہوں تجھ سے ہمراز کوں آئیکر

کہ تدبیر میں عقل ہور رائے میں ہے بے شل توں کم نہیں کائے میں

مرے مشورت کے توں لائق ہے کر کروں مشورت تجھ سوں کچھ شک نہ دھر

اگر توں نہوتا مرا غمگسار تو مرتی سینا پھوٹ ویں ایکبار

پھر اسبات کوں یوں دیا و جواب کہ تحقیق کر جان اے ماہتاب

کہ جسوقت آدم کوں پروردگار منگیا جو عدم میں تے کاڑے بھار

لیکر آ اول غم کے دریا تے نیر کئے اوسکی ماٹی کوں قدسی خمیر

ہوا ہے ازل میں یو غم دم سوں جم نہ کچھ آج کل تے ہے پیدا یو غم

سنیا ہوں جو غم جب ہوا آشکار لگیا سیر کرنے کوں جا ٹھار ٹھار

نہ عرش اوس قبولیا نہ کرسی فلک نہ راضی ہوئے کوئی اوس سوں ملک

کیا بعد ازاں رخ بشر کے کدھن قبولیا اونے سو کیا یاں وطن

تب انسان کوں جان کامل وجود کئے یکطرف تے ملائک سجود

جس آدم منے عشق کا غم نہیں وو حیواں ہے آج آدم نہیں

توں غم کوں بھی غم کر نکو جان لے خوشی کر سراسر اوسے مان لے

اگر توں مرا آج سنتی ہے بول تو راز آپنا کس کے آگے نہ کھول

اگر یار تج سات مل ایک ہوئے　　　اوٹھے دند سوں لے افترا تج پو کوئے
(دشمنی، بہتان)

تو بے شبہہ اوس برہمنی کے سار　　　خلاص افترے سوں ہو تو اے نگار
(طرح)

پھر اے بات پوچھی وو چندر بدن　　　سو بولیا کہ کابل کیرے رائے کن
(کے، راجا کے پاس)

اتھا برہمن ایک انجم شناس　　　نہ تھے اسکوں فرزند سو تھا وو اداس

جو لوگاں کے نھتواد اوسکی نظر　　　پڑے جب تو کہہ لیوے من کے بہتر
(بچے، دل تیں)

کہ یارب گھرے گھر ہے تیرا دیا　　　منجے نیئں دیا ہیں گنہہ کیا کیا
(چراغ)

سنیا ہوں جو جس گھر کوں دیوا نہیں　　۳۱۴۰　تج انگے قبول اوسکا سیوا نہیں
(چراغ، پنی کی عبادت)

یو میوہ نہ پنجیا اچھے جکے باغ　　　تو کیوں نا اچھے اوسکے سینے پو داغ
(پیدا ہو)

ہوں اس باب لوگاں منے میں خجل　　　نظر ہووے تیری تو لاگے نہ ترل
(لگے، دیر)

اسی دھات جو ٹک رونا اچھے　　　سو اوس شہر میانے کتک دن پچھے
(ذرا)

طبیب ایک پیدا ہوا بے نظیر　　　کھیا کھول یو درد جا اوسکے دھیر
(سے)

سو اسوقت وو اسپو ہو مہرباں　　　دے دارو کیا اوسکوں خاطر نشاں
(دوا، جمع)

جو سامی جہاں کا ہے پروردگار　　　ہے البتہ فرزند تج دینہار
(پیدا کرنے والا)

ولے کان نا کھول کس ہور کے　　　یو دارو سو زہرے سوں کھا مور کے
(کسی سے نہ کہنا، دوا، جگر)

وو دارو گرہ باند لے برہمن　　　خوشی سات آیا بزاں پھر وطن

لگی مور کی فکر ور زور اوسے　　سو بازار میں یک دسیا مور اوسے
اتھا عیں وو مور سو رائے کا　　۲۱۵ وو جالالے ویں عقل ہور رائے کا
لگیا چھپنے اوس مور کیرے بدل　　کیا دست ہر حال اوسے دیک ٹل
وو دارو سوز ہر سے میں اوسکے گلا　　مل عورت سیتی کھا گیا ویں کلا
ولے نا چھپا اوسکی عورت یو بھیر　　کہی کھول کر آپنی بھان کو ڈھیر
جہاں سے لپے ہور سر اپنا جنے　　چھپا رکھ لے سکسے نہ سینے منے
سنے سو اوسے کیا ہے ایسا ضرور　　جو نا کہہ چھپاوے کسی کے حضور
ہوا جیوں وو طاؤس غیب ایکبار　　گھرے گھر لگے ڈھونڈنے ٹھار ٹھار
ہلا نئیں سو لاگے ڈھنڈورا بجان　　جو اوس مور کا کوئی دیگا نشان
سُنتے کے ٹکے سات بھر گو داوسے　　کرینگے دے تشریف خشنود اوسے
سُنی جوں اوس عورت کی بھان اے خبر　　دیں اوس سوں ٹکیاں کے اوپر طمع دھر
چل اوس رائے کے آپ دربار گئی　　۲۱۶ قصا مور کا سربسر کھول کئی
سن او رائے گنبھیر عالی صفات　　کھیا میں یکایک اس عورت کی بات
صحی مان کس دیوں آزار کیوں　　تا مل سوں فرمائیا پھیر یوں
اگر سچ ہے اے نار تیری یو بات　　تو یاں تے لیجا دو جنیاں کوں سنگات

سُنے تیوں اِنو دو وو عورت اگر — کہیگی کہے تیوں تجے پھیر کر

تو تاکید فرماؤں ایسا او سے — جو عبرت ہووے شہر میں ہر کسے

وو ناری لے وین دو جنیاں کوں سنگات — جو صندوق میں رکھ او ٹھا لاتے ہات

(یعنی بہتر ایک صندوق کے اونکوں گھال)

یکائیک جا اوس برہمن کے گھر — اوٹھی اوسکی عورت سوں یوں بول کر

کہ جاتی ہوں میں کس کی مہمان ہو — ترے پاس اچھو آج صندوق یو

(کسی) (رہے)

جو لے بھان اوس مور کی بات توں — کہی تھی مری دھیر اوس رات توں

(بہن) (سے)

بسر گئی میں وو بات کچ یاد نئیں — ۴۱۰ کنا اتیراں جو دھروں یاد میں

(بھول) (کہنا اس مرتبہ رکھوں)

وو عورت دھرنہار دک گیان تھی — اول کھول گئی سو پشیمان تھی

(بہت عقل)

سمج سوں کہی پھیر اس سات یوں — کہ دیکھی تھی میں خواب اس رات یوں

(سے)

جیواں مار کوئی رائے کے مور کوں — ملا اوسکے زہرے میں کچ ہور کوں

(جان سے) (راجا)

کھلائے سو کیندراٹے مجکوں چھٹی — یکائیک ویں ہڑبڑاتی اوٹھی

(مثل) (پریشان)

کہاں تے برہمن کی ہو جائی میں — دغا اس وضا خواب میں کھائی میں

(بیٹی)

وو صندوق میں کے سنے جیوں یو بین — جلچ اون کہی تھی غلط ہے کہ عین

(بات) (بالکل)

نکل بھار صندوق تے پھیر او — کہے رائے کوں جا کے تقریر یو

(باہر)

بزاں رائے اوس نار پر کر غضب — بڑا یا وہیں شہر کے بھار تب

(بھجایا)

سگائی اہل دنیا کی ایسی دسے　　　پتیا نا نہو اے سہیلی کسے
جو اون بھان ہو کرے طوفان اوٹھی ۔۲۱۸۰　　　پھرا جیب دانائی سوں اون جھٹی
ہے عاقل توں ہر باب اپیں سنبھال　　　نہ رک دل میں شک یار کن جا آبال
طبیب اس کیرے وصل کوں کر غرض　　　تیرے برہ کا دور کرلے مرض
کہ لئی دیس تے آئی ہے تنگ توں　　　سینے پر تے کر دور یو زنگ توں
کیتی گرم جانے بدل جیوں خیال　　　شفق صبح کا لال نکلیا ہو کال
گلہ اپنے بختاں تے کرتی وہیں　　　چلی گھر میں پھر آہ بھرتی وہیں
غواصی اتم رین کالی دراز　　　یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی　　　ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و پنجم

آچت دیس کے دین کا دیندار　　　ہوا غرب کے قبلہ کو جیوں سوار
ہندو چاند کا رین کے ہند تے　　　جو آیا نکل وو مدن کی متی
تتی ہو غصے کی اگن سات پھیر ۔۲۱۹۰　　　کہی آکے رانویں کوں اس دعا پھیر

کہ اے بیوفا دوست سچ بول مج — ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول منج

جو میں دل سوں مل دیکھتی ہوں تجے — نپٹ سنگدل دیکھتی ہوں تجے

نہ تج تے مرا کام ہوتا دسے — مرے حق میں تو عین سوتا دسے

یو تیری عزیزی ہے کس ریت کی — کہوں کھول کس ریت تج میت کی

توں دائم وفادار مرا کلا — سبب کیا جو کرتا ہے پھریوں گلا

ترے دل میں کچ مہر اچھتا اگر — تو سک سوک میں یوں نہوتی بنجر

وورانواں نپٹ دیکھ اسکوں تتی — کھیا اے پرم کے سرا کی متی

اتی بیقراری تجے کیا ہے آج — اتی فکر بھاری تجے کیا ہے آج

نکو جاؤ کر بار کن میں سجے — ابھی ہور کدھیں تو کیا نئیں تجے

توں جا نپج منگتی ہے اوسکے حضور ۲۲۰۰ تو مج پوچھنے کا ہے تج کیا ضرور

مجے تو ہوا فام توں یار نئیں — زباں سوں نج منگتی ہے دل سات نئیں

کہ دستیا ہے تج عشق کا ریت یوں — کہ تھا ایک مسلمان کا ریت جیوں

جو رمضان آوے تو روزہ نہ دھر — کہے جوب وو لوگاں میں روزہ ہوں کر

سو بکدیس روٹی کباب ہور اچار — بغل مار صحرا میں جا ایک ٹھار

نکیٹ بیس خوشحال یک جھاڑ تل — جوں انگے رکھیا کاڑ کھانے بدل

برہمن یک اول تے اوس جھاڑ پر — چڑیا تھا سو اوسکی پڑیا اون نظر

او تر جھاڑ پڑتے ویں آیا شتاب — سو اون بے مروت سوں روٹی کباب

دیا کچ سو کھایا نہ ایمان سوں — لگیا اوس عجب یو مسلمان کوں

اندیشہ یعنی تب — یعنی یو عجب

سو بولیا اوسے یوں کہ اے برہمن — ہوا کیوں ترا گوشت اپر ال من

اوپر دل

گلے جانوا سیٹ برہمن کوا — جو کھایا تجے کیوں ہوا یو روا

جینو ڈال کھلا

کھیا وو برہمن کہ اے دیندار — توں روزے کوں کیوں کھایا دن دو بار

دوپہر

ترے دین میانے ہی توجیوں درست — ہوں میں اپنے مذہب میں بھی ووں درست

جسے موں میں سچ دل منے کچ اچھے — کنا ریت کوں اوسکے کیا سچ اچھے

کہنا طریقہ

عزت

گراے نار توں آپنے عہد پر — ہے راسخ تو جا یار لگ جہد کر

کوشش

مری بات سن کر کریگی جو کام — تری عمر راحت میں گذرے تمام

جیوں اور ائے سن ایک بکرے کی بات — کیا عمر کوں صرف راحت سنگات

یعنی یاراں

جو پوچھی بجد ہو کو اسکا سبب — لگیا بولنے کھول اس دھات تب

سنیا ہوں کہ یک رائے تھا نامدار — جوں یکدیس نکلیا وو کھیلن شکار

یعنی کریم — دن کھیلنے

اتم ایک سانپن نظر اوس پڑی — جو یک سانپ غیری سوں مل اوس گھڑی

اعلیٰ — کم ذات

نظر فسق کی کار سازی منے — رکھی ہے ہوراُ تری ہے بازی منے

جوں اوس پر تے آیا غصا رائے کوں   سٹیا اسپو شمشیر کی گھائے کوں
سو دُم کوں لگیا زخم اسکے سو ویں   بچا لے اپس چھوڑ اوس سانپ تئیں
دیئی ڈال اپس بل منے ہونڈھال   نَر اوسکا نجھا دیک یکا یک یو حال
کہیا کن دو کھایا تج اس دھات بول   کہی تب او یوں آپنے نر سوں کھول
کہ میں نرم باریک بالو پوجا   لگیا خوش سو پھرتی اتھی جا بجا
سو اوس شہر کا رائے جاتا شکار   جو دیکھیا منجے آنکر بے قرار
کھیا اے اتم بد منی نیک فال   یو کج لی نین ہور یو تیرا جمال
دیوانا کیا منجکوں لبدا ئیکر   اگر ایک ساعت نزک آئیکر
کریگی غرض توں جو حاصل مرا   تو کھل پھول جوں ہوئیگا دل مرا
میں اس بات کوں کئی کہ اے رائے راج   توں جوں آپنے جنس میانے ہے راج
مرا مرد بھج بل جکوئی آج ہے   مری جنس میں وو نج او راج ہے
نظر غیر کی توں حرم پر کرے   تو کہنا خدا کیوں روا تج دھرے
غصا دل میں لیا لے سن اس بات کوں   گیا منجکوں زخمی کر اس دھات سوں
سنیا او جو سانپ اوسکے مونتے یو بیں   دریا زہر کا دُم تے سَر لگ ہوعیں
کہیا نئیں خبر اوس مرے قہر کی   مرے تیز دانتاں کی ہور زہر کی

اگر فی الحقیقت ترا نر ہوں نیک   تو کیوں کاڑتا ہوں ترا سوز دیک

ہو درہم اپسمیں آپ اس دھات سوں   بدل سوز کے جوں چلیا رات کوں

جہاں رائے کے سیج کا تھا پلنگ   گیا وانچ سیدھا نکے بنک اُلنگ

جو راکھے تھے گلدان واں پھول بھر   سو بیں اس ہیں بیٹھیا کنڈل مار کر

کہ جب رائے کا ہات اسپر پڑے   تب اسکا نیت تھا جو موں سٹ لڑے

سو ایسے میں اوس رائے کی عورت آئی   کہیا دیک عورت کدھن تب اورائی

کہ بس منجکوں عورت کی سنگ آج تے   توں ہرگز نکو منجکوں منگ آج تے

دیکھیا میں تماشا عجب آج ایک   تٹیا عورتاں تے مرا دل او دیک

جو میں آج سواری کوں نکلیا بھار   سو سانپن اتم ذات کی ایک ٹھار

اصالت تمام آپنی چھوڑ کر   پرم سانپ غیری سیتی جوڑ کر

نزک تھا جو اوس سوں کرے فسق مل   منجے غیرت آیا سو رہیا نہ دل

سٹیا اوسکے اپرال شمشیر میں   لگیا دُم کوں ٹک سو چلی پھیر ویں

نہ لگ خوب اسکوں گیا چوک سیف   مرے ہات تے چھوٹ گئی او سو حیف

اتم ذات ہو کر کرے ایسے کام   تو کیوں نا ڈوبے مرد کی ننگ و نام

ویں اسبات پرتے وو عورت گلی   سو اُٹھ رائے کے پاس تے پھر چلی

سنیا سانپ یو بات جوں کان دھر — سراسر اپیں کوں پشیمان کر

کھیا لعنت اوس نحس ناپاک اوپر — جو بد فعل اپنا چھپیا راک کر (رکھ)

مرے سات تقریر کی کس وضا — مرے من کوں دلگیر کی کس وضا (دل)

گر اس رائے کوں میں دوکھاتا نہ جان — نکل نل میں اسکا تو جاتا پران (لحظہ، جان)

ابد لگ مرے سر یو رہتا یو پاپ — ویں اس دھات کھا حیفی آپس میں آپ (گناہ، افسوس)

نکل بھار گلدان میں تے ہلوں — کیا آکے تسلیم اوس رائے کوں

کھیا میں نر اوس مادہ کا ہوں اے رائے — ترے ہات کی کھرک کی دُم پو کھائے (تلوار)

کہی ہور کچ اوسو تیرے مقام — میں آیا اپے کاڑنے انتقام (لینے)

سنیا خوب تج رائے تے جوں یو بین — لگیا سچ کنا ہے کہ اسکا چ عین (غلط)

سٹوں یوں اوسے پارچے کر ہزار — جو تنبیہ دُسریاں کوں ہوئے ٹھار ٹھار (پھینکوں، ٹکڑے، دوسروں)

مرے دل میں اے رائے یوں ہے اتال — جو خدمت تری میں کروں قدر حال (اب، حتی الامکان)

محبت ہور اخلاص سوں بے درنگ — مرے پاس کیا منگتا ہے سو منگ (بے تامل)

کھیا بعد ازاں رائے اس اے رفیق — مرے دل میں ہے آرزو اس طریق

جہاں لگ ہے حیواں انن کا تمام — بھلا منجکوں جو زباں ہوئے فام (ان، کلام، بات، معلوم)

کھیا سانپ اے رائے تج یو ہنر — کہونگا ولیکن ہے اسمیں خطر

بڑاایاں خطر سوہی ہے جو پھیر سکے پر نہ کہنا کسی کیچ دھیر

جو کس پر توں یو رمز ظاہر کرے تو رہسے نہو روح تن میں ترے

کئیں اے راز ہرگز نہ بھابھار توں سنبھال اپنی عورت تے اس ٹھار توں

کہہ اس دھات سکلا او بولیاں تمام رضا لے چلیا پھیر اپنے مقام

نکو کار جے کوئی ہے جس صدی ۔ ۳۲۷ نہ آوے کدھیں اسکے آنگے بدی

جو پہلا پھریا پار اس رات کا کدورت لے کر دور سب ذات کا

نزک رائے کے پھیر عورت جو آئی سو خوش بو صندل ارگجا سات لیائی

نجھا رائے کوں شاد جوں پھول او پرم سات سیوے کی مشغول ہو

جو پانواں کوں صندل لگانے لگی تسکھی رائے کوں کر ریجھانے لگی

سیلکی اک ایسے منے ناگہاں اٹھی بول یوں نر سوں اپنے وہاں

جو تھوڑا او صندل توں جالائیگا مرے ہات میں لیائیکر بھائیگا

تو پانواں کوں میں بھی ترے لیاؤنگی تسکھی کر تجے سکھ میں میں بھاؤنگی

نر او سکا وہیں ہنس پڑیا سن یو بات پڑیا کان میں رائے کے یو حکات

سو آیا ہنسا اوس گھڑی رائے کوں کہی تب او عورت کہ چپ کائے کوں

ہنسیا یوں سو کہہ کھول کر منج سات ۔ ۳۲۸ مگر منجکوں جانیا ہی سانین کی دھات

اوتا نہ توں ماریا سو تو بس نہ تھا — مرا نیر اُتاریا سو تو بس نہ تھا

سبب کیا ہے اس دھات ہنستا ہے پھیر — کہیا اس ہنسی کا سبب منج دھیر

جو کھسے نہ توں کھول منج یو ہنسا — تو لیؤنگی بلا اپنے جیو پر بسا

ستی آگ کی ہوکو بے باک ہیں — کرونگی اپس جال کر راک میں

مسلم لگی دیک عورت نہال — کھیا اس ہنسی میں ہے حکمت محال

توں اس بات کی ہونکو بے منے — کہ کچ خیر نئیں کھول کر کئے منے

گر اس راز کوں تجھ کو کرتا ہوں فاش — تو مرتا ہوں میں یہاں کر توں تلاش

او نادان اس بات کوں سچ نہ مان — لگی رونے ہور کوچ کر کر گمان

نہ رکھ رائے عورت پو یو دوک روا — کہیا گر نہوؤں میں اسکا دوا

تو مرنے سینا پھاٹ کر بار نئیں ۔۲۲۹۰ — نوی آجکل کی یو دلدار نئیں

اس انکھیاں سوں دیکھوں کیوں اس دھات اوسے — دیؤں چھوڑ کیوں یو منج ہیہات اوسے

پکڑ بعد ازاں اس کیراہات ویں — اوٹھیا بول یوں یو جھیپی بات نئیں

نہ کہہ سوں بغیر شہر کے بھار رنج — کہ تو باج ہوسے نہ اظہار رنج

کیا ویں عزیزاں کوں اپنے ودا — اپے ہور عورت ہو سب تے جدا

نکل دوئے جیوں شہر کے بھار آئے — صفا دار یک بائیں کے ٹھار آئے

سو دیکھے او چھیلا و چھیلی کی ذات ۔ مل یک ٹھار (جگہ) چرتے ہیں خوش ذوق سات

جو کڑکی کوں اوس بائیں (کنوئیں) کے لگ کہیں (کنارے) ۔ ہریالی اتھی دیک او چھیلی وہیں

کہی نر کوں لے توں جو میرا ہے پیو (شوہر) ۔ ہوا ہے مرا اس ہریالی پو جیو

لیکر آ جو میں کہا نوں ہور ذوق پانوں ۔ کہیا نر کہ ہے سخت مشکل او ٹھانوں (یعنی نہ جا سکتا ہے دو قلب) (جگہ)

نہ چڑسے ہریالی مرے ہات او ۔ او چھیلی سنی نر تے جوں بات یو

کہی گر نہ لیایا ہے (لائیگا) تو میرا ہو پیو ۔ پڑا اس بائیں میں دیونگی میں یو جیو (جان)

دیا تب او پھر جاب (جواب) اس دھات سوں ۔ نہ کر جہل (جہالت) سٹ دے توں اس بات کوں

کہ اس رائے کے نمن (طرح) نادان میں ۔ نہیں ہوں جو دیوں جیو (جان) عورت کے تئیں (لئے)

اگر توں مرگی تو کیا غم منجے ۔ کہ نئیں کچ ترے سار (ویسی) کیاں کم منجے

پڑی رائے کے کان میں جیوں یو بات ۔ پھریا بائیں (کنوئیں کے پاس) کن تے سیج گیان (عقل) سات

چلیا ذوق سوں آپنے گھر طرف ۔ کدورت (فکر) سب اسکا ہوا برطرف

لگیا پھیر تن میں حیات آئے تیوں ۔ خدا کی (یعنی کا) کیا شکر من (دل) بھائے تیوں

تداں (اسوقت) تے کھیا عورتاں کا نہ سن ۔ لگیا ذوق کرنے اول تے دوگن (دوگنا)

کہ جوں رائے بکری کی سن بات کوں ۔ رکھیا ہے بچا (یعنی دیکھیا سکھ نہ جا) آپنے ذات کوں

جو میرا بچن (سخن) اے دل آرام توں ۔ سنیگی تو پاویگی آرام کوں

کریگی صحی صرف توں صبح و شام — خوشیاں سات یو عمر باقی تمام
مرا اگر ہے پیار اس یار پر — کہ توں آج خوش یار کوں پیار کر
نہ لے کونڈ ہرگز کلی سار دل — گم اوس یار سوں پھول کے سار کھل
خوشی دل میں جانے بدل جوں اوپائی — ہوا دیس مانع سو جانے نہ پائی
نرا دھار ہو پھر اپن ٹھار جا — پڑی سرد ہو گار کے سار جا
غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ششم

ڈبیا دیک دن شام مالی کے سار — لیا سور کی آنب کوں جوں اُتار
نکل شرق کے ڈال تے چاند سیب — گگن کے چمن کوں دیا دیک زیب
جو لے پھل پھلالی سنگات اوکھی — پھر آئی لے رانوں کے نزدیک رکھی
کہی نوش کر ہے یہ نیرا خورش — ہے جم اوس خورش سوں سدا پرورش
اوراناں کہیا تب کہ منج اے صنم — کھلا نعمتاں منجکوں پالی ہے جم

اگر جیب ہر بال ہوئے مرا　　تو کرنا سکوں شکر ہرگز ترا
زبان

ولے آج منج بھوک چنداں نہیں　　کہ دل فکر تے ذرّہ خنداں نہیں

بری کھول کہہ کیا غرض ہے ترا　　جو ہوئے جمع خاطر پریشان مرا
خیر

کہی بعد ازاں یوں کہ اے دوستدار　　جو سوتی تھی میں آج کے دن دوپہار
دوپہر تو

سو یک جان خوش روپ کا دلفریب　　لے یک ہت منے آنب یک ہت میں سیب
جوان خوبصورت　　ہات میں آم

نزک آمرے ہات میں بھا او پھل　　گیا کوچ نا بول سیدھا نکل
دے

جو دیکھی ہو بیدار اس سات میں　　نہ او آنب نا سیب تھا ہات میں
ساعت　　آم

اور رانواں کہیا تب کہ اے ماہ رو ۲۳۳۰ ہوا خوش میں اس خواب تے مو بمو

کہ او جان جو تھا ادک دلفریب　　تیرا بخت ہے ہور آنب ہور سیب
جوان بہت　　آم

یکن مرد تیرا ہے ایکن سو یار　　یو دو نو ترت تج سوں ہیں ملنہار
ایک　　جلد

عجب خواب دیکھی ہے یو خواب تو　　کہ پاویگی اس خواب کا لاب تو
فائدہ

جوں اور رائے جو اپنی عورت سوں مل　　ہوا ہے خوش آخر کوں جوں پھول کھل

ہونہار ہے توں بھی خوش دن یو دن　　گھٹنہار تیرا ہے یو غم کٹھن
کم ہونے والا　　مشکل

یو تعبیر سن شاد ہو پھر کہی　　قصار رائے کا کیا ہے کہہ منج صحی

سو بولن لگیا رائے ماچین کا　　جوان مرد بھوگی خوش آئین کا
عیش پسند

اتم اسکے اوصاف ہور اسکے گن — تھے حیران ترلوک کے رائے سن
اعمال — دنیا

جو یکدیس نکلیا او کھیلن شکار — چڑیا ایک نادر پنکھی نامدار
دن — یعنی بات — پرندہ — یعنی ایک ٹھار

سونا زوک ہور نرم ایساچ تھا — سمور اس انگے شرمندہ ساپنچ تھا
نرم گھانس — صحیح

لگی رائے کوں اوسکی نرمی عجب — کہیا حاضراں کوں زباں کھول تب

کہ روئے زمیں پر کہیں اسکے دھات — نہوسے یتی نرم آدم کی ذات
طرح — نہوگی — اتنی

جو تھا پیر مرد یک حاضر وہاں — او ٹھیا بول کریوں اونے ناگہاں

کہ اے رائے تن آدمی زاد کا — ہوا کھائیکر مختلف باد کا

پکڑتا ہے سختی اگر نئیں تو چرم — سو اس جانور تے بھی اچھیا یو نرم
پوست — ہوتا

ولے آج تن ایک اتم نار کا — نہ نرمی میں کئیں پھول اوس سار کا
مانند

لطافت کے عالم کی ہے راج او — اتم پدمنیاں کی ہے سرتاج او

سن او بات کوں رائے بولیا او دھن — ہے کس ملک میں کاں ہے اسکا وطن
یعنی وہیں عورت — یعنی وطن کاں ہے اسکا ہے کس ملک میں

اوسے ناؤں کیا ہے او کس کی ہو جائی — کہیا تب او شخص اے جہانگیر رائی
یعنی نام — بیٹی — راے

ہے اس دھرتری کے تلے یک نگر — سو ناؤں اوس نگر کا ہے دیپک نگر
زمین — نیچے — شہر — یعنی نام — شہر

وہاں ایک راجا ہے گنبھیر آج — ہے اوس راج کا ناؤں سورامراج
یعنی نام

وو محبوب صاحب جمال آج کی — ہے بیٹی اوسی بے بدل راج کی

جو روں روں اگر جیب ہووے مرا — نہ کر سک سوں تعریف اوس دھن کیرا
رُواں رُواں زبان — نہیں کر سکتا — عورت کی

جو اوس راج کن تھا وزیر یک جوان — سنیا اوسکی تعریف دے خوب کان
کے راس — کان دھر کر

سو عاشق ہوویں اوس اتم نار کا — رکھیا دل اوپر قصد اوس شہار کا
شہر

جو اول تے جادوگری او وزیر — سکیا تھا سو تھا سحر میں بے نظیر

پھریا رائے جیوں کھیل کر دو شکار — سو ویں سحر سوں بن کے چیونٹی کے سار
سے — مانند

چلیا ایک سوراخ میں پیس کر — اوسی نار کے جا کو پہونچیا نگر
گھس — عورت — شہر

ولے رائے کوں کچ نہ تھا فام یو — کہ عیاری سوں کیا کام وو
معلوم

جو گئے دیس دو تین میانے گذر — ۲۳۶۰ سہر پر آپنا خوب سنگار کر
دن — بدن

سو درپن منے عورت اوس رائے کی — تجھا دیکھ چھب اپنی زیبائی کی
آئینہ — بغور — ادا

کہی ایسی صورت کسی نار میں — نہو سے کہیں آج سنسار میں
عورت — نہوگی — دنیا

مرا مرد جو رائے رایاں ہے آج — اس ایسا بھی کوئی جگ میں ہوسے نہ راج
دنیا — ہوگا

جو نزدیک تھا ایک رانواں وہاں — سن اس بات کوں ہنس پڑیا ناگہاں

سو عورت کی خاطر کوں لاگا بُرا — کہی وو ہنسا رائے کی دھیر دورا
سے — دُوہرا کر

جو پوچھیا اوسے رائے سو پھیر تب — او رانواں کھیا میں ہنسا اس سبب

جو بھاگی رتی رائے کی کر منم — کہی حسن میں کوئی نئیں اپنے برابر سم
غرور — نیک بخت زن

نہ رایاں منے آج کوں کوئی رائے   کہاں ہے جو تیرے مقابل کوں آئے
بے راج   بے آج

کہ جگ میں نرو نار کوں ذوالجلال   تفاوت سوں روزی کیا ہے جمال
مرد عورت   فرق

جو اچھتا ہے توں جس زمیں کے اوپر ۔ ۲۲۷ اوسی کے تلے اے گنی بختور
نیچے   عقلمند

ہے دیپک نگر کر نگر یک گنبھیر   وہاں رائے ہو ایک روشن ضمیر
شہر

کہ جوڑا نہیں اس دھرت پر اوسے   دیا ہے الٰہی عجب فرح اوسے
مثال   زمین   بے فکر

نیکا ناوں اسکا سو ہے رام راج   عجب ایک دھرتا ہے بیٹی وو آج
نیک

ہے اوس نار کا روپ سمدر ناوں   کہ تھوڑا دیسے اوس جتا میں سراوں
نام   دیکھے   تعریف کروں

مری جان کوں حسن وخوبی میں نیک   اوس ایسے نہو سے کہیں جگ میں نیک

سنیا رائے راویں تے جس تل یو بین   دل وجاں سوں اوسکا دیوانا ہو عین
لحظہ بات

جکوئی خاص ہور معتمد تھا حضور   حوالے کر اوس سلطنت کا امور

یکٹ جوگیاں کا لیا بھیس ویں   چلیا مملکت چھوڑ پردیس ویں
تنہا

جو نزدیک دریا کی کڑکی پوجا   کھڑا ہو نجھانے لگیا جا بجا
کنارے   بغور دیکھنے

نہ کہیں باٹ جو جائے مارگ پکڑ ۔ ۲۲۸ نہ ہوڑی جو ہیلاڑ ہوئے اسپہ چڑ
راہ   راستہ   چھوٹی کشتی   پار

توجہ دریا سوں دھر یک دیس وانچ   رہیا بھوک ہور دھوپ کی سوں آنچ
دن   سے تکلیف

کیا اوس دریا کوں جو حق مہرباں   وو ماچین کا راج ہے کرچھاں

ویں آدم کے سار اپسیں دکھلائیکر کھڑا راے کے سامنے آئیکر
(مانند)

کہیا حال کیا ہے توں آیا کدھر ہو خورشید توں چھانوں بھایا کدھر
(ڈالا)

کتا کھول کیا ہے ارادت ترا جو بر لیا نوں ہر حال حاجت ترا
(کہنا)

کہیا تب کہ منج عشق یک نار کا کر اس دھات گھر دار تے بھار کا
(طرح) (باہر)

منجے کھینچ لیا یا سو آیا ہوں یوں نجانوں اگنے ہو نہارا ہے کیوں
(آگے)

کہ دیک نگر بیچ اوسکا ہی ٹھانوں مگر روپ سمدور اوسکا ہی ناؤں
(مقام) (نام)

سن اے بات دریا کہیا اے نگار ہے او تار نئیں کوئی نار اوسکے سار
(عورت) (مانند)

ولے او نگر یہاں تے ہے بھوت دور جو ہوئے مہرباں تج پو رب غفور
(شہر)

عجب نئیں ہے تیرے چڑھے ہات او کر اس سات اس دھات سوں بات او

ترت اپنی سرحد تے الگا گیا جوں اورائے دریا اُتر آ گیا
(جلد) (پار کیا)

دیکھیا باغ فردوس کے سار ایک سو اوس باغ میں جا کے بیٹھا ٹک ایک
(مانند) (ذرا)

یکایک ایسے میں وہاں دو جواں سلام آ کئے راے کا دیکھ شاں

اوٹھے بول یوں اے گنی حق شناس ہمیں تج سوں دھرتے اہیں یک التماس
(عقلمند) (رکھتے)

کہ دونو ہمیں سو سگے بھائی ہیں جو میراث کچ باپ تے پائے ہیں

سو لڑتے ہیں اوسکے بدل بھائی دوئی برابر نہیں بانٹ سکتا ہے کوئی
(کیلئے)

ہمن دو کے میانے توں حاکم ہو آج　　او تقسیم کر دے کہ ہیں لاعلاج
کہیا رائے کیا ہے سو بولو وو چیز　　جو دیوں تمن میانے اسکا تمیز
کہیا تب کہ وہ چار چیزاں ہیں اول　　سو خرقا اہے اوس منے بے بدل
اگر دل منے سُن ٹکے دس ہزار　　وو جھاڑے تو ہمیں تے نکلے بھار
دوجا ایک کچکول ایسا ہے جو　　منگیں جیسی نعمت تو ہوئے پورو
ہے تیسرا کھڑاویں کیرا جوڑ ایک　　جو کوئی پانوں اپنا اوس اُپرال رک
کرے قصد جس ملک جس شہار کا　　اچھے وانچ حاضر ہو یکبار کا
ہے چوتھا عصا ایک اس ہات کا　　اگر وقت ہووے جو کیں رات کا
جو مارے زمیں ہیں او ہے جیسے ٹھار　　تو در حال ہوئے شہر واں آشکار
یو باتاں سنیا کان دھر رائے جیوں　　ادک شاد ہو لیا لیا دل ہیں یوں
مگر لطف کر آج پروردگار　　مرے تئیں بھیجیا ہے یو چیز چار
کہیا بعد ازاں انکوں او چار چیز　　رکھو منج انگے لیا جو دیوں تمیز
جوں اولیا کے آنگے رکھے رائے کے　　سچ خیال کوں اس دونو بھائی کے
یکس کوں کہیا راست تا دھیر دوڑ　　یکس کوں کہیا یوں چپا دھیر دوڑ
جکوئی تیر کے خاص جا بیگ آئے　　او اول جکچ خوش لگے سو او جائے

جو راضی ہو کرتے ہیں یوں منج حضور — تو ہوتا ہے دونوں میں کا جھنج دور
جھگڑا

چلے دوڑتے وُئیچ دونو جنے — ہوا رائے کوں فرصت ایسے منے

سو اوس چار بستاں کوں سو رات کر — او کچکول خرقا عصا ہات کر
چیزوں خواہش

قدم اوس کھڑاویں کے اپرال رک — نیٹ اپنے مقصود پر خیال رک

چلیا نیٹ دیپک نگر بیچ پیس — ہوا اٹک وو آسود ایک ٹھار بیس
سیدھا گھس — رُک آکے بیٹھ

جوں اورائے کے قصر کن آئیا — وزیر آپنے کوں وہاں پائیا

کہیا توں کیوں استھار آیا کنا — گھڑیا کیوں تجے یو سمایا کنا

دیا جواب اویوں کہ اے رائے میں — دیکھن یاں کے آیا تماشا کے تئیں

عجب کچ جو رونق تھا اس ٹھار کا — عجب کوئی راجا ہے اس شہار کا
جگہ — شہر

زمیں کا مگر یو ہے دیو اندر آج — پونم کا ہی ہے مگر چندر آج
راجہ اندر — چودھویں چاند

جو بیٹی اہے ایک اس راج کوں — سو ہے بے بدل حسن میں آج کوں
بے مثال

نیت یوں ہے اسکا جو تج راج باج — نہ ٹوڑے کسی مرد دسرے کوں آج
بغیر — شادی نہ کرے دوسرے

تتے کچ ہیں اوصاف تیرے یہاں — اس ایک جیب سوں کہ سکوں میں کہاں
اتنے شہرت — زبان

اسی گفتگو میں تھکے مل دوئی سو — ویں ایسے منے پا خبر کوئی سو
دو تو

کہے واں کے راجے کوں جانا گہاں — کہ ماچین کا رائے آیا ہے یاں

وورا جا سنیا یو خبر جسگھڑی   خوشی آپنے دل میں لیالے بڑی

چلیا ویں لیپے سامنے رائے کے   چلیا لے محلاں میں زیبائی کے
خود   محلوں

دیکھت رائے کے شان کے دھات کوں   گیا بھول کر آپنی ذات کوں
دیکھکر   طرح   بن لیا   پھول

محبت سوں مل بیس یک تخت پر   خوشی سوں گما وقت اسوقت پر
بیٹھ

دوجے دن گنا میز بانی بڑی   دیا بیٹی اوس دیک امرت گھڑی
دوسرے   مقرر کر   نیک

جیوں اورائے خورشید کے نور کا   دیکھیا روپ اوس روپ سمدور کا
چہرہ

ہوا شاد یوں جو کہیا کچ نہ جائے   کہ جیسا ہے جن کیوں نہ ویسا وو پائے
جو کوئی

جو وو چار بستاں تھے اوس رائے کن   نہا دیکھ یک دیس وو گلبدن
بجز اس   کے پاس   بغور   دن

کہی جو ہے ایسا بڑا رائے توں   تو کیوں خوش کیا ہے کنا منجکوں یوں
پسند کیا

کہیا تب کہ اے نار یو چار سو   مرے جیو کے عین ہیں یار سو
عورت   جان

اگر پوچھتی ہے منج اوسکا توں مول   ہے تیری مری بادشاہی کے تول
قیمت   برابر

کہ عظمت انوں کا جو کچ ہے تمام   انگے یک بیک ہوویگا تجکوں فام
آئندہ   معلوم

اہانت ستی توں انن کوں نہ دیک   یو چاروں ہیں اوتار ایکس تے ایک
سے   ان   غیر معمولی   ایک سے

کہ اس دھات گذرے دیکھت چند روز   رضا لیکر اورائے گیتی فروز
طرح   دیکھکر

رخ اپنے نگر ہور ملک دھیر کر   جو محبوب کوں لے چلیا پھیر کر
شہر   کی طرف

وزیر اپنے دل میں ہوا نب دوکھی پھرا روپ یکبار گی ہو مکھی
نکل

گیت راز اپنا چھپا رائے پر لگیا رائے کے دور کوں جائیکر
تمام دامن

جو آنگے ہو منزل پو منزل چلے وو دو بھائی آ باٹ میانے ملے
راہ

نظر رائے کی جوں انن پر پڑی سو یک جھاڑ کے تل اوترا و سگھڑی
یعنی اپنے معذرت سات جا اوس گھڑی

کہیا عذر خواہی سوں اے بھائی ہو ہوں ماچین کا میں اپے رائے سو
یعنی لگیا بولنے کو انن سات ہو خود

ضرورت بدل میں وو بستاں چھار گیا لے کے تمنا سوں کچ نا بچار
کے لئے چیزیں تم بول

انو سوں چ تھی سرفرازی مری انو تیچ ہوئی کار سازی مری
انہی سے مقصد براری

مرا چوک بخشو نہ مانو برا خوشی سوں تمیں لیو یو بستاں پھرا
یعنی میری غلطی چیزیں واپس

کہ جو لگ اہے صبح جو لگ ہے شام ہوں ثنا کر تمہارا کہ جانو تمام
جب جب سمجھو

کہے تب وو دو بھائی اے حق گذار ہمیں تج تے خوشنود ہیں بے شمار

کہ لئی دن تے اس چار بستاں بدل ہمن دونوں بھایاں میں تھا جو خلل
بہت چیزوں کے لئے یعنی ہمن دونوں میں یو بڑا تھا خلل جھگڑا

جدھاں نے جو توں لیو کر وو گیا تدھاں تے خلل بر طرف ہو گیا
جب لیکر اسوقت جھگڑا

مبارک اچھو تج یو بستاں چھار کہ ایسے ہمن پاس ہیں بے شمار
ہو چیزیں ہارے

یونا ہو منگیگا توں بھی کچ فتوح تو سکلائینگے تج ہمیں نقل روح
چاہیگا سکھلائینگے تجھے ہم

محبت کے مارگ میں جو آئے او سو دیں نقل روح اسکوں سکلائے او
راستہ سکھلائے

مکھی ہو کو جو لگ رہا تھا وزیر — سو وو بی سکیا وو ہنر بے نظیر
(سیکھا)

رضا ترت دیے رائے کوں دونو بھائی — سو بی دو وکھڑا ویں امس سات رائی
(جلد، خواہش)

کیا قصد ماچین کا دل مینے — سو انپڑیا اوسی شہر جا تل مینے
(میں، پہنچا، لحظہ)

ہوا دیک نزدیک کیئں ایک ٹھار — جو بیٹھیا وہاں ٹک کھڑا ویں اوتار
(کسی جگہ پر، ذرا)

وہیں ایسے میں ہو آدمی او وزیر — کیا رائے کوں آ کو تسلیم پھیر

کہیا دیک رائے اوس کہ اسٹھار کو[له] — تو آیا سو کیوں وو دیا جواب یو

کہ میں تج تے انگیچ آیا ہوں یاں — تھنڈی چھانوں دیک ذوق پایا ہوں یاں
(آگے ہی)

بھلا جو توں کھیلے ہرن کا شکار — کہ ہیں اس جنگل میں ہرن بے شمار

ہوس رائے کا تھا جو کھانا کباب — سو جا مار یا یک ہرن کو شتاب
(خواہش، مار لایا)

خیانت سوں ویں دل پھرا تب وزیر — کہیا یوں کہ اے رائے گردوں سریر
(نیت بدلا)

ہنر ایک دیک نگہ بیچ مج — چیڑیا ہات سو کہنے منگیا ہوں تج
(نے جتانا)

اگر منجکوں ہووے اشارت ترا — مکھی ہوونگا اپنی صورت پھرا
(اجازت، شکل بدلا)

رضا جوں دیا رائے بھوگی سکی — سو دکھلائیا اُن اپس کر مکھی
(اپنے آپکو)

گھڑی وقت رہ وو بچ ایکبار کا — ہوا آدمی پھر اول سار کا
(کچھ دیر، نے، دوا وپر، اسی طرح، مانند)

له یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

دیکھیا اس ہنر کوں جو اوگن ندان — کہیا یو ہنر سہل کچ ہے کہ جان

عقلمند

مرے پاس ایسا چ ہے یک ہنر — چڑا جیو مردے کے دھڑ کے بہتر

بن جو بھا — بن تن — اندر

کروں زندہ ہور پھر اپن دھڑ میں آؤں — اول کیچ صورت سوں اپس دکھاؤں

اپنے جسم

سنیا رائے تے بات جیوں او وزیر — کہیا رائے کوں پھر کہ اے دستگیر

مری ذات میانے اتھا جے ہنر — سو دکھلائیا تجکوں مخفی نہ دھر

میں — جو

اگر لطف کر او ہنر توں دکھائے — مرا جیو بھی تج تے ملک امن پائے

سو ویں رائے ہو اپنے دھڑ تے بھار — اوس آہو کے دھڑ میں کیا جا کو ٹھار

دیکھیا رائے کے دھڑ کوں خالی اونے — سو درحال جا سنچریا اوس منے

اسی وقت — داخل ہوا

نکل واں تے آ رائے کے روپ سوں — لے اپنے سنگات اوس اتم جائی کوں

شکل — بن اروپ

نمک رائے کا کر اپس پر حرام — یکیلا او سے چھوڑ دے اوس مقام

قدم شوم رکھ اوس کھڑا دیں اوپر — چلیا رائے مھاڑی منے بیس کر

نحس — اپنے محل ماڑی — بیٹھ — بہتر

سو غوغا او ٹھیا شہر میں جاں تہاں — جو اوس دھن کوں لے رائے آیا یہاں

ہر جگہ — عورت

ہوئے پھول کے سار کھل لوگ خوش — دماماں بجانے لگے ڈھوک خوش

طرح — نقارے

سب یکدھر تے ارکان دولت سے — نہارا روپ اوسکا ولے در ولے

ہر طرف کے — بغور دیکھ — شکل — محلہ — محلہ

دھرے کوئی سر بھوئیں کئے کوئی سلام — ولے راز کس کوں ہوا کچ نہ فام

رکھے — زمیں

جو دن جا کو سنیچر ہوا شام کا — ہوا دیک کر وقت آرام کا
(وقت داخل ہوا)

چلیا روپ سمدور کی سیج دھیر — ادا پر تے اوسکے او روشن ضمیر
(خواب گاہ کی طرف — طرز)

سیج دل منے لی جو یو رائے نوئے — لیا ہے اُسیکا مگر روپ کوئے
(نہیں — شکل)

لیتی اوسکے نزدیک تے اپیس کاڑ — اوٹھی بول یوں اوسکوں باتاں میں پاڑ
(جدا — لی — ڈال)

[1] سیہی رائے کا کالبد توں تو ہوئے — ولے اس بہتر رائے کا روح نوئے
(صحیح — جسم — نہیں)

مرے دل میں اس باب آتا ہے شک — کتک دیس توں منج تے ایہات رک
(چند دن — مجھ سے علیحدہ رہ)

اگر توں وہی رائے سچلا اچھے — ہوں تیر تج کر جان منجکوں سچے
(اصلی — ہو)

مری بات ناسن توں زوری پو آئے — تو سچ جان اس تل مرا جیو جائے
(زبردستی — لحظہ — جان)

سن یو بات وہیں اوسکوں لرزا چھٹا — ضرورت سوں اوسکے نزک تے اوٹھیا
(تھرتھری)

وہیں اول کی عورت کے گھر میں چلیا — سو اون بی روش اوسکی خاطر میں لیا
(طرز)

ہو دلگیر سخت اوسکے آنے پوتے — لیتی کھینچ اپس ایک بھانے سیتی

[2] نہ روزی ہوا دیک ان کا وصال — دیا چھوڑ اوس دوئی کا او خیال
(حاصل — ان — دوئی)

ولے دیکھنے روز آتا اچھے — یو دونو کے تئیں دیک جاتا اچھے
(دونوں — مانے سنجھا دور تے پھیر جاتا اچھے)

---

[1] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

[2] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

یکایک انگے دن جو خوبی کے آئے   ہرن ہو کہ جو تھا جنگل میں اوراے
سو رانواں دیکھیا یک موا (مردہ) سو کہیں   ہرن کے نکل جسم میں تے وہیں
سنچر تن میں رانویں کے پایا قرار   اوڑیا واں تے خوشحال پنکھ (پر) مار مار
اُتر آ (داخل ہو) پنے قصر کے بام پر   نوی اپنی محبوب کوں فام (معلوم) کر
یکٹ دیک اوسے کھول منقار ویں   کیا سب جفا او سپوا اظہار ویں
کہی (تنہا) تب او عورت کہ اے رائے تج   گنوالے (گم کرکے) دو کھی تھی سو پھر پائی تج
ولے روپ تیرا ہے رانواں کیرا   ملاقات کیوں ہووے تیرا مرا
کہیا پھر او رانواں کہ اے ہم جلیس   جب آگا (آئیگا) محل میں ترے او خسیس
نزک بیسلا (بٹھلا) کر میٹھی بات توں   او خوش ہوئے تیوں بول اس دھات توں
جو مج دل میں تھا دغدغا ہور گمان   ہوا آج تے دور کر تو پچھان
مرا مرد تحقیق سو تو نچ ہوئے   بغیر توں نہیں ہے منجے غیر کوئے
ولے روح کے نقل کا جو ہنر   اتھا تج میں دکھلا منجے یک نظر
کیا ہے تو لئی (بہت) بار میرے حضور   کرا اتبار جو شک مرا ہوئے دور
منجے یو ہنر جب توں دکھلائیگا   مرا روح (اصل مرتبہ) تو تج تے سکھ پائیگا
چھپا رک منج اوں آئے لگ یک ٹھا (یک)   بزاں (بعدازاں) دیک کرتا ہے کیا کردگار

سن اس بات کوں او سہاگن سکی — کر اپ جیو پنجرا چھپا اوس رکھی
جو مجلس تے اوٹھ دوسرے دیس پھیر — جوں آیا او اوس پدمنی کے مندھیر
اوسی دھات باتاں منے گھال کر — ادک اوس سیہ دل کوں خوشحال کر
جو بولی تو راضی ہوا او نابکار — اسی تل جیواں ایک گدھڑے کی مار
نکل رائے کے تن منے تے او پھیر — جو گدھڑے کے تن میں گیا پیس کر
سو درحال اوراے عالی تبار — نکل کالبد میں تے راتوں کے بھار
کیا آپنے تن میں جا کر مقام — ہوا دور دل کا کدورت تمام
او گدھڑا جو تھا کر کتک مار اوسے — کو نیاں ہات کھڑڑا سٹے بھار اوسے
کمل کے نمن بعد ازاں رائے کھل — نوی ہور قدیم اپنی عورت سوں مل
یکس کا چندا ہو یکس کا اجت — لگیا راج کرنے کوں نوشو ہونت
الٰہی کی توفیق سوں اے نگار — جفا سوں اوراے جوں بے شمار
ہوا عاقبت شاد اس دھات توں — مل اوس یار ہور آپنے مرد سوں
ہو نہار ہے شاد کچ غم نہ کر — جمار اک خاطر کوں برہم نہ کر
رہی رات تھوڑی کمر باند بیگ — توں ہوا اوس ستارے کی جا چاند بیگ
ہوس کا قدم رک انگے چل جو آئی — صبا نکل آئی دیں روشنائی

سو ہونا امید او سگھڑی یار تے ۳۵۳۰ چلی اپنے مندھر پھرا اوس ٹھار تے

غواصی اتم رین کالی دراز   یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی   ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ہفتم

گگن ساںجھ کوں سور کیرا رتن   جو مغرب کے طبلے میں راکھیا جتن
آسمان سورج کا جواہر صندوق

وو جڑ چاند کا شرق تھالے میں تے   جھمکنے لگیا رین کالے میں تے
وہ جڑاؤ رات

سو او نار تن نور رتن سوں سنگار   مکلّل جو ہو آئی رانوں کے ٹھار
جسم

کہی اے فراست کی دریا کے دُر   جو مٹھ بول پنکھیاں میں توں ہو سگھر

زباں کھول کر تج سوں کرتا ہوں بات   تو سنتی ہوں میں تج تے تازے حکات
نئے حکایات

ہوا نئیں غرض گرچہ حاصل مرا   ولے تج تے پکڑیا صفا دل مرا

گذرتا ہے خاطر منے یوں اپنال   جو اوس یار کا چھوڑ دیوں خیال

کہ نئیں فائدا کچ ہلاکی بغیر ۳۵۴۰ سنجا ہے ہلاکی یو پاکی بغیر
اب سنجا گئی

یو گرد آپنے پاک دامن تے جھاڑ   بھلا یو جو سو داسٹوں دل تے کاڑ
نکال

کہ دستا ہے منج خیر پاکی منے ہے ناپاک سو جم ہلاکی منے

نئیں اس کام تے فائدا کچ منجے بغر دوک نہیں ہے ادا کچ منجے

کہیا تب اورانواں کہ اے دھن اصیل اصالت ترا عاقبت ہر سبیل

رکھنہار ہے تج کسیافت تے پاک نہ کر سے ترے پاک دامن کوں چاک

کہ جوں بیٹی یک منتری خاص کی یک ایمان یک دل یک اخلاص کی

طہارت کوں اپنی جو ثابت رکھی ادیکھیاں کی تہمت تے چھٹ رہی سکی

ہے جس میں طہارت اوسے زیان نئیں نفا باج اوسے ذرہ نقصان نئیں

کتا ہوں سن اسکا حقیقت تمام کہ تھا بادشاہ کوئی بہرام نام

اتھے دو وزیر اوسکے تئیں بے نظیر یکن عالم ایکن سو عامل گنبھیر

جو عالم کوں بیٹی اتم ذات تھی سورج دیس کی چاند تھی رات کی

نہ دھر مرد پر خیال او نیک نام عبادت میں مشغول اچھے صبح و شام

سو یکدیس عالم خوشی کاج کر جو عامل کو بھیجیا بلا اپنے گھر

یکایک او بیٹی نظر اوس پڑی سو پورا دیوانا ہوا اوس گھڑی

لگایا دل اوس سات مخفی وہیں نہ اظہار کر بھی کسی سوں کہیں

پری تھے اوسے خوب لک ٹھار جان کیا شاہ کوں جا کو خاطر نشان

سنیا جوں صفت اوسکی بہرام شاہ — ہوا عاشق اوسکا سو ویں صبح گاہ

درونی میں دھر آرزو بے قیاس — دیا بھیج پیغام عالم کے پاس

کہ ہر حال اس پاکدامان کوں — بھلا جو مرے عقد میں لائے توں

جو بیٹی کوں عالم سنایا یو بات — نہ راضی ہوئیوں بول اوٹھی باپ سات

کہ دے جیو مجکوں جلایا ہے جن — اوسی سات لیائی ہوں دل رات دن

سٹی ہوں ہوا نفس کا کاڑ میں — کسی مرد کا نا دھروں چاڑ ہیں

اگر تل اوپر ہوئیں گگن سات یو — تو ہرگز قبولوں سو نا بات یو

جو سچلا مراتوں جنیا باپ ہے — تو اس کام تے ہات دھویا ہے

خدا کی پرستش بغر ہور پر — نہیں دل مراج یونا زور کر

نپٹ دیک اوسے منکر اس بات سوں — کہیا شہ کو جا عالم اس دھات سوں

کہ اے بادشاہے زمین و زماں — فدا تج پو ہیں ہور مرا خانماں

جو بیٹی سوں میں خوب دیکھا بچار — خدا کے بغیر کس سوں نئیں اختیار

رین دن عبادت سیتی لائی ہو دھیاں — دنیا کی لذت پر نئیں اسکا براں

مگر ہے خراب اوس لکھے یو جہاں — چلے کچ نہ تدبیر میرا یہاں

برا مان بہرام اس بات پر — غضب کا نظر تیز کر گھات پر

کہیا کر توں راضی اوسے ہر سند مرا ہو نکو کر مری بات رد
طرح

بُرائی نہ لے باند منج سوں اندیش بھلا جو بھلائی سوں توں آے پیش
سوچ

ہو عالم ادک اوس گھڑی گھابرا کہیا یو خبر پھیر بیٹی دھیر آ
بہت پریشان کو

سو تدبیر تے سخت ہوا لا علاج کہی باپ کی دھیریوں میں تو آج
سے

ہوں راضی یو جیو دیونے کے بدل ولے نفس کا سر نہ لے سوں خلل
جان لئے خواہش دل

جو دھرتا اچھیگا مری چاڑ توں تو اس ملک تے منج لیجا کاڑ توں
بپرواہ محبت نکال

ہو راضی اسی دھات اس رات کوں لے سنگات باپ اوس اتم ذات کوں
طرح ساتھ نیک

چلیا چھوڑ گھر دار بے اختیار ہوا یو خبر شاہ پر آشکار

سو اوس نار کے عشق کے شوق سوں نہ رہ سک چلیا پیٹ لگ ذوق سوں
عورت عقب میں

جو او دو ملے باٹ میں ایک ٹھار جیواں شاہ اوسی ٹھار عالم کوں مار
راہ جگہ جان جگہ

لے بیٹی کوں اوسکی جو گھر آ گیا ستم سات اپن عقد میں لیا گیا
جبراً اپنے

یکایک بڑی یک مہم جو گھڑی سو اندیشہ دیک بادشاہ اوس گھڑی
پیش آئی سوچ

بڑا اعتمادی سو عامل ہے کر چلیا مملکت چھوڑ دے اوس اوپر

سو عامل نہ لیا تاب بے تاب ہو پریشان اوس نار کے باب ہو
عورت

کچی بُد کر یک رات آدھی رات کوں نِجھانے بدل اوس اتم ذات کوں
بیوقوفی آدھی دیکھنے کیلئے

چڑیا شاہ کے قصر کے بام پر پڑی جوں نظر اوس گل اندام پر
لگی عشق کی چوٹ بی بی پھر اوسے نہ کر اوس گھڑی راز ظاہر کسے
جو آیا اتر قصر کے بام تے پکڑ آپنی عقل ہور فام تے
نہانی کسی دائی کے ہات سوں دیا بھیج اُسے بول اس دھات سوں
کہ لئی دن تھے تیرا جمال اے نگار کیا ہے مرے دوئی انکھیاں میں ٹھار
سُکیا ہے سینا دیک منج دھیر آج ترے وصل کا ٹک پلا نیر آج
بہ سمع رضا سن مرا التماس نہ کر آپنے درس تے منج نراس
اگر نئیں تو شہ تے تجھے پاڑ دور کروں گا بلا ہور محنت سوں چور
کہ ہے سلطنت سب مرے ہات میں پھر نہار ہے شہ مری بات میں
جو اودھن سنی دائی تے جوں یو بات دئی بھیج یوں بول پھر اوس کے ہات
کہ شہ نج دیانت پو دھر اعتبار گیا اس سبب محض بھانج پو بھار
جو میرے اچھے حفظ کے پئے میں توں نہ کی یوں خیانت کرے منج سوں
کہ میں کھیت ہور توں ہی باڑی کے ساں ہے باڑی کیرا کھیت کوں اعتبار
جہاں کھیت کوں اوٹھ کے باڑی چرے تو عزت بھرم سے کوں کیا کوئی ڈرے
گنہ کا مرے پاک دامن پو گرد نہ بیٹھے کدھیں جان اگر توں ہی مرد

ہما کا اچھے آشیانا جہاں ۔ گھگو کا سنجر ہوئے کیوں کہہ وہاں

سنیا عامل اس دھات کا جوں جواب ۔ رکھیا بغض دل میں ہوا جل کباب

کتنک دن کوں بہرام اپنے مندھیر ۔ مہم تے جو آیا سلامت سوں پھیر

سو عامل کوں اپنے حرم کا خبر ۔ لگیا پوچھنے کوں سو او بدسیر

کہیا اے شہنشاہے عالی صفات ۔ کہوں کیا حرم کی تجے کھول بات

جو فرمان سوں شہ کے یک رات میں ۔ چڑیا بام پر جوں تماشے کے تئیں

یکایک نظر سو حرم منج پڑی ۔ سو رانی نوی شاہ کی اوس گھڑی

مل یک ٹھار بیٹھی ہے طبّاخ سوں ۔ زباں کھول اوس نحس گستاخ سوں

اُتر بات میں بولتی ہے کہ آج ۔ صبا لگ ترا ہور میرا ہے راج

کہہ اس دھات لے اوس چلی اپنے سیج ۔ میں اتریا وہیں واں تے لاحول بھیج

پڑی شاہ کے کان میں جوں یو بات ۔ ہوا اوس لکھی زہر سارا حیات

غصہ سوں نہ اندیشہ کر دیک دور ۔ پچھونڈے بندا مطبخی کوں حضور

کیا پار جے دوئی شمشیر کھینچ ۔ غضب سوں حرم میں گیا پیس ویچ

کہیا اپنی عورت کوں لے نابکار ۔ یکایک توں کیا کام کی اختیار

اپے ذات ونتی ہو کم ذات سوں ۔ قبولی برا فعل کس دھات سوں

تب اونا را وٹھی بول لے شہریار — اگر سچ ہے توں سایۂ کردگار
(ظل اللہ)

تو اہل غرض کی نہ سن بات یوں — اتا لا ہو منج پر نہ کر گھات یوں
(بیقرار — دشمنی)

تفحص کرا ہور تحقیق کر — نہ دھر کان عامل کی تزریں پر
(دریافت)

عدالت کے ہے اوج کا چاند توں — مرا خون گردن نہ لے باندتوں

ہے انصاف تج میں تو انصاف کر — بزاں دھڑ تے مری منڈی صاف کر
(بعد ازاں — جسم — گردن)

وہیں اس بات تے ہات گردان کر — سیاست کے کھنجر کے تئیں میان کر
(سمیٹ — مثل خنجر — نیام)

صبوری نہ کر سک غصے سات اوسے — چڑا اونٹ اپرال آدھی رات اوسے
(صبر — اوپر)

کہیا ایسے جنگل منے دیو چھوڑ — جو کھاویں اوسے ڈیو ودد توڑ توڑ
(جانور — پھاڑ)

اسی دھات اوس بے گنہ کوں لیجا — دئے چھوڑ جنگل میں سو جا بجا
(طرح)

لگیا اونٹ پھرنے کوں جنگلے جنگل — اترنے اوسے اونٹ پرتے نہ بل
(موقع۔ قوت)

بھوکی ہور پیاسی نہ پانی نہ کھان — ہوئی سخت بیتاب اڑجا پران
(کھانا — ہوش)

بندے بند مل ہل ہوے سب کھل — اندھارا ہوا اسپو سنسار کل
(بند بند — کھلے — تاریک — جہاں)

نہ تھی سدھ کچ اسمیں جو دن تین چار — سو ایسے منے اسپو پروردگار
(ہوش)

نظر جو کیا مہربانی کی تب — کھلے غیب تے بند اعضا کے سب

سو پانی بھری ایک بائیں کے ٹھار — ہلوں اونٹ او پر تے جو اتری تلار
(کنوئیں — جگہ — نیچے)

جو دیکھی یکایک انکھیاں کھول واں ۔ پڑیا یک نظر تب یسن ڈول واں
توکل کے بازو کیرے تول سوں ۔ لیتی چلیند پانی خوش اوس ڈول سوں
وضو ساز بندگی کی مشغول ہو ۔ زمیں کے اوپر عجز سوں دھول ہو
کہی یوں کہ اے جگ کے پروردگار ۔ نہیں تج بغیر کوئی منجکوں ادھار
ہوا نفس کا دل تے کر پاک میں ۔ تیری باٹ کی رہی تھی ہو خاک میں
کدھر گئی بیتے دن کی پاکی مری ۔ کہوں کھول کس یو بلاکی مری
مرے پاپ پن کا سو علام تو نچ ۔ کرنہار یو راز کوں فام تو نچ
ہیں اپنا تج ابرال بھائی ہون بھار ۔ مراداد سو تو نچ ہے دینہار
توکل کر اس دھات سوں صبح و شام ۔ اوسی بائیں کے پاس تھی کر مقام
قضا ایکدن یوں ہوا ناگہاں ۔ جو پر ملک کے شاہ کا ساربان
گم اونٹاں ہوے تھے سو ویں دھنڈتا ۔ ہو پیاسا رخ اس بائیں کے دھر کیتا
سو یک نار دیکھیا جو مقبول ہے ۔ خدا کی عبادت سوں مشغول ہے
پری تھے ہے لک ٹھار صاحب جمال ۔ نہ اسکے نزک کوئی بغیر ذوالجلال
انگے ہو سلام اوس کر او ساربان ۔ کہیا یوں کہ اے مادر مہرباں
تو اس حسن و خوبی سوں ہر کس کی جائی ۔ بدل کائے کے اس خرابی میں آئی

بھریا ہے بلا سوں یو جنگل تمام — کئے ہے توں کیوں اس بلا میں مقام

کہی تب اوسے یوں کہ اے بھائی ہیں — اپے ہو کر اس ٹھار نئیں آئی ہیں

مرے حاسداں افترا مج پو جوڑ — دئے اس خرابے میں غربت سوں چھوڑ

کہوں کیا مرا ماجرا تج سنگات — سنیا اوس تے اوساربان جوں یو بات

کہیا پھر اوسے یوں کہ اے مائی توں — جو راضی ہو فرمائیگی منج کوں

تو اس ٹھار پر تے تجے بے ہراس — لیکر جاؤنگا آپنے شاہ پاس

کہ شاہاں میں ہے آج گنبھیر او — نظیر اوس نہیں ہے جہانگیر او

اپے چودواں چاندتوں ہو کہ جان — ہے تیرے لیکھے یو خرابا گراں

کہ تج سار کی خوب اس ٹھار پر — نہ اچھنا مبادا کچ انپڑے ضرر

کہی تب کہ اے بھائی سر پر جسے — قوی حق تعالیٰ ہے کیا ڈر اوسے

ہے رکھوال اس ٹھار سبحان منج — یکیلی ہوں کریاں نکو جان منج

لگاوے دل اپنا خدا سوں جکوئی — کیوں اوسکے نزک تے خدا دور ہوئی

جو آیا ہے توں دوڑتے ناگہاں — کنا کیا ہے مقصود تیرا یہاں

اوٹھیا ساربان بعد ازاں بول یوں — کہ نکلیا ہے اونٹاں کوں ہیں بہار جوں

یکایک چکا مک ہوئے او تمام — سو ویں دھنڈتا آئیا اس مقام

دعا کر جو میرے چڑے ہات او　　کیتی اُن دعا سو اُسی سات او

ہوئے وانچ پیدا تمام ایک بار　　سو ہو شادویں ساربان بے شمار

لے اونٹاں کو سارے چلیا وانتے پھیر　　سوا او قصا بولیا اپن شاہ دھیر

سنیا شہ جوں او پاک دامن کی بات　　کیا دیکھنے کا ہوس شوق سات

سواری کے بھانے جو نکلیا بہار　　کیا اوس جنگل کی طرف خوش گذار

جوں آیا نزک رک حشم کوں وہاں　　ہو تنہا اپے ہور او ساربان

چلیا دیکھنے اسکوں اس بائیں کن　　سوا او نار محبوب چندر بدن

عبادت کے دریا منے ہوئی ہے غرق　　جھمکتے ہیں چوندھر تجلیاں سوں ق

مصلے پو سجدے ہیں راکھے ہے سر　　بہتے ہیں انکھیاں تے انجو دوئی دھر

کتک بار کوں آپنے سد ہیں آئی　　لیکا ئیک سجدے تے جوں سر او چائی

خبردار ہو شاہ اس حال تے　　اتر بیگ تیزی کے ابرال تے

نجھا حسن اسکا ہو آپس ہیں گم　　اتر تاج اوس کے مصلے کوں چُم

چلیا واں تے اپنے حشم کے کدھن　　سو پھر اوس اتم پاک دامن کے کن

شہا نے امولک دے تحفے سنگات　　دیا بھیج یوں بول حاجب کے ہات

کہ اے صالح دل ہیں جو یوں ہو مرے　　جو اختیار توں عقد شرعی کرے

کہ بھایا ہے منج من کوں تیرا اصلاح — بھلا جو دھنڈے اب توں میرا اصلاح
سینا گرچہ دھرتا ہوں ہیں صاف آج — ولے نئیں صفا صحبت پاک باج
سن یو بات حاجب تے او دل فگار — کہی شاہ بہرام کی میں ہوں نار
جو عالم مرا باپ اسکا وزیر — اتھا سو میں اسکی ہوں بیٹی حقیر
مرے باپ پر ظلم بہرام کر — جیواں مارا اوسے منجکوں رام کر
حرم میں رک اپنے کیا مصلحت — سو عامل وزیر اوس کیرا چھوڑ ست
منج اپر اِل طوفان رچ بے گناہ — کیا ہے مرے حال کوں یوں تباہ
اگر شاہ باعث ہو بہرام کوں — ہور اوس عامل بدسیر خام کوں
بولا بھیج ہر حال اپنے حضور — کرے دو دمیانے تے پانی کوں دور
جزا کے ہوں لائق تو دیوے جزا — ہے تقصیر انو تے تو دیوے سزا
گرا ہے شرط شہ تے قوی پاؤنگی — تو چل سیس سوں شہر میں آؤنگی
اسی دھات سوں شاہ راضی ہوئیں — چلیا شہر میں لیکو اوس نار تئیں
بجد واجبی سوں ہو اس کام پر — دیا بھیج لشکر کوں بہرام پر
جو کر رام لے آئے بہرام کوں — ہم اوس عامل نحس فرجام کوں
جوں او دو دئی پر آنکھ شہ کی پڑی — زباں کھول یوں بول اوٹھیا او گھڑی

کہ شاہاں کوں دے راج پروردگار کیا اس سبب خلق میں آشکار
جو حق ہور ناحق کوں دیویں تمیز دھریں عدل کوں اپنے جیو تے عزیز
کہ محشر کے دن خالق انس وجن ہمن پوچھسے کوچ نہ انصاف بن
تمن دو سوں ہے آج میرا سوال دیوو جواب ہی نیئوں چھپاؤ نہ حال
کہ اس دھات پردا بندا درمیان بولا بھیج اوس صالح دھن کوں وہاں
فراست سیتی شاہ اندیش کر پہیلیں سو عاقل کے تئیں پیش کر
لگیا عدل کی جیب سوں پوچھنے کہ کیا معصیت ہور خطا کی اونے
جو بدنام کر اوس کیا گرفتار کہیا تب او عاقل کہ اے شہریار
نہ دیکھیا خطا کچ میں اوس تے ولے پڑیا نفس شیطان ہو منج گلے
سولے افترا میں اوٹھیا اوس اوپر گنوالے ایس کوں کیجا کام کر
جو حق ظاہر اسکی زباں تے ہوا سو ناحق کوں او شاہ رکھ ناروا
کیا حکم جو ترت اسکوں لیجاؤ گدی تے زباں کاڑ سولی چڑھاؤ
جو عالم میں تنبیہ دسریاں کوں ہوئے بہلیاں پر کرے افترایوں نہ کوئے
جو بہرام خون اوسکے کر باپ کا لیا تھا اچا ٹوکرا پاپ کا
اوسی ٹوکرے میں اوسے گھال کر سزا کی دریا میں دیا ڈال کر

زباں بعد ازاں صالحی دھیر کھول — کہیا کیا ترا بھی ہے مقصود بول

کہی تب کہ اے شہ عدالت شعار — ترا سلطنت جم اچھو برقرار

دوجا مطلب اے جو کہ او سارباں — مرے حق پو جنگل میں ہو مہرباں

بڑے تھلکے میں تے کاڑیا ہے بہار — کیا منج پو اُپکار او بے شمار

بھلا جو اوسے شہ کرم سوں نواز — اول تے زیادہ کرے سرفراز

عطا وُونج کر شہ دوچنداں اوسے — کیا پھول کے سار خنداں اوسے

کہیا بھی ترا کیا ہے مطلب سو کہہ — کہی اس وضا سوں کہ اے بادشہ

مرے دل میں ہر دم بھی ہے یوں خیال — جو گوشا کپڑ شہ کی دولت اپنال

خدا کے ہو میں پڑے میں اخلاص سوں — کروں جم دعا تج شہے خاص کوں

جوں اس دھات کی بات بولی او نار — سچ صدق اوسکا شہے حق گذار

کہیا رابعہ آج کی توں ہے سچ — ترا ذوق جس دھاتے ہے وُونچ اچ

رک اپنا توں ہر باب خاطر قرار — ولے شہر میں تے نہ بھا پانوں بھار

کہ برکت ہے یاں استقامت ترا — حق ایمان راکھے سلامت ترا

جلکوئی ہیں عدالت کے عالم کے راج — سو دیتے ہیں اس دھات حق کوں رواج

یو قصا نہایت کوں انپڑا تمام — او رانواں کہیا اے سکی نیک نام

اتھی پاک دامن کہ ناریاں میں خاص بلا سوں نہ ہو مبتلا ہوئی خلاص
عورتوں میں وہ نار

اگر دل میں نیت ترا پاک ہے تو اس عشق تے تجکوں کیا باک ہے
ڈر

صبا ہونے آئی ہے نا کر درنگ گذر لئی گئی رات ہے وقت تنگ
دیر بہت

نہ ضائع کرا اے وقت بیگی سوں جا نہ چوکن دے وعدا ترا لیا بجا
جلد وعدہ خلافی

یو جانے کیتی قصد او دوست پاس دن آیا نکل سو پہری بھر اُساس
آہ سرد

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی
رات دن دشمن

حکایت شب بست و ہشتم

سورج بے مثل چشمہ نہار کا ہوا غیب گگن تے جو یکبار کا
صبح

نکل قرص مہتاب کیرا بہار ۳۰، ۳۷ لگیا جگمگانے کوں درپن کے سار
کا باہر آئینہ مانند

پھر او نار برہے تے بیتاب ہو پریشان اوس یار کے باب ہو
عورت ہجر

جو را نویں کن آئی انجو ڈھالتی لگی فکر را نویں کوں اس حال تے
کے پاس آنسو بہاتی

مبادا نہ لیا تاب بے اختیار سٹے گھر کی دلہیز تے پانوں بہار
ڈالے باہر

مبادا نیٹ شرم تے ہات دھوئے ۔ مبادا مرا کشت نا چیز ہوئے
سمج بیقراری کوں اوسکی شتاب ۔ اوٹھیا بول کریوں کہ اے ماہتاب
مبارک ہے یو رات بیگی سوں جا ۔ نہ کر بات منج سات بیگی سوں جا
کہ کونڈیا ہے تیرا سینا برہ آج ۔ ترے دل تے کر دور یو گرہ آج
ولے جب ملیگی توں جا یار سوں ۔ نکو بھول واں کس کی رفتار کوں
کہونگا سنیگی تو میں دوجی بات ۔ کہ اس دوئی باتاں میں ہے تج نجات
کہی کیا او دو بات ہے منج بول ۔ سو بولن لگیا اس وضا اس سوں کھول
کہ یک بادشہ جو گیا تھا شکار ۔ ہوا سانپ یک باٹ میانے دو چار
زمیں کے اوپر عجز سوں راک پہن ۔ کہیا یوں کہ اے شاہ قدسی لکھن
کہ باالذات اپے یک توں میں ہوں بلا ۔ ولے یک بلا سات ہوں مبتلا
کمر دھڑ تے اسکی مری گئی ہے بیس ۔ نہ یاں بل کہیں ہے جو میں جانوں پیس
مرے حق پو اس ٹھار ہو دستگیر ۔ ترے آسرے منج چھپالے امیر
او شاہ اوسکے ہو عجز پر مہرباں ۔ دیا اپنے جامے کے دامن میں ٹھاں
ویں ایسے میں کوئی شخص پیدا ہوا ۔ لگیا دھنڈنے اوس سانپ کوں جان تھاں
نظر نئیں پڑیا کئیں سود لگیر ہو ۔ جوں اسٹھار پر تے چلیا پھیر او

کہیا سانپ کوں شہ کہ تیرا او کال گیا یاں تے جا توں سلامت اقبال
اوٹھیا بول تب اس وضا سانپ او کہ در اصل میں ہوں بڑا کال سو
ترا عین دشمن ہوں کر جان جان دیا کیوں منجے اپنے دامن میں ٹھان
لٹے باج تج یاں تے جاسوں نہیں بھی ایسا خورش کینچ پاسوں نہیں
کہیا بادشہ تب کہ اے سانپ تج بنچا آپنے دور میں ڈھانپ تج
کرم ہور احسان کرے کراں کیا اوس بلاتے خلاص ایک براں
جن اپکار تج پر کیا ہو وے یوں اندیشے بدی توں اس اپرال کیوں
کہیا سانپ توں تو کیا سچ بھلائی ولے میں کئے بن نہ رہسوں برائی
سمج کر ہے تج میں تو توں فام لے ترا کام سو او مرا کام اپے
کہہ اس دھات سوں پھن اوچا تیز ہو منگیا لڑنے جوں شہ کوں خوں ریز ہو
سوا یسے منے خالق مور و مار دیا شہ کوں قوت سو بے اختیار
پچھاڑیا دم اسکی پکڑ بھیں اوپر کچل پانوں سوں پھن سٹیا چور کر
جکوئی دیوے دشمن کے باتاں کوں کان او دشمن اہے اپنی جیوکا کہ جان
یونا ہو کہ بھی تج سوں لے نونہال دوجی بات کہتا ہوں میں سن اقبال
جو مل دوست سوں ہوئگی ایک توں جے کچ او کریگا سو چپ دیک توں

اپے اسکی تقلید کرنے نہ جا — لیکر آ توں یو میری منت بجا

کہ جوں ایک حجام تقلید کر — بلا لالیا آپنے سیس پر

اگر توں ہے دریا سچی فام کی — نکو کر کچی بُد جوں حجام کی

کتا ہوں سن او قصہ اے موہنی — جو حاصل تیرے دل کوں ہوئے روشنی

سنیا تھا جو کوئی تاجر یک ٹھانوں تھا — سو عبدالملک اس کیرا ناؤں تھا

دھنی مال کا ہور سخی تھا بجوڑ — کدھیں ہو کھ دینے تے لیوے نہ موڑ

سو یکدیس بخشش کی ہمت پر آ — لوٹا سب فقیراں کوں اپنا سرا

توکل سوں دے دل کوں کر لے قرار — قناعت سوں پورا کیا اختیار

ہوا روزگار اسپو دن دن کوں تنگ — کیا فقر پورا اچ تا غیر رنگ

ڈب یک نس تفکر کے گرداب میں — سُتا تھا سونا کہہ وہیں اوس خواب میں

اتم بے بدل صورت اک سامنے — کھڑا ہو رہا آئیکر سو اونے

زباں کھول پوچھیا کہ ہے کون توں — او صورت کہیا میں ترا بخت ہوں

جو مال آپنا توں لٹا ایک بار — توکل کیا ذوق سوں اختیار

ہوا حق کی درگاہ مقبول توں — نہ مخمول اچھ خوش ہو جوں پھول تو

کہ درویش کا روپ لے میں کھتر — ترے گھر میں آتا ہوں اے بختور

کھڑا ہوؤنگا سامنے جب ترے　　　عصا سات تب مار سر پر مرے

سُنا (سونا) ہو پڑونگا زمین کے اوپر　　　اوسُنّا او چالے (اٹھالے) توں خوش خرچ کر

اوسی دھات (طرح) میں آؤتا جاؤنگا　　　تجے فیض دے جاؤتا جاؤنگا

ہوا غیب کہہ کھول اس دھات (طرح) اوسے　　　رہیا نقش ہو دل میں او بات اوسے

یکایک صبا جوں ہوا جا او شام　　　حجامت بدل او سکے آیا حجام

ہوا جوں حجامت نے (کیلئے) مشغول اونے　　　او صورت ہو درویش ایسے منے

جو عبدالملک کے نزک (نزدیک) آئیا　　　سو درحال (اسی وقت) او روپ (شکل) کریا ئیا

عصا لیکو مارن لگیا اسکوں جب　　　او صورت پڑیا و وُنچ (سمجھا) سُنّا ہو سب

خوشی دل منے (میں) لاک آن کر　　　لیا سب زمیں پرتے گردان (سمیٹ) کر

دے حجام کوں کوچ اسمیں نے کاڑ (نکال)　　　کہیا کئیں تو یو راز باہر نہ پاڑ (فاش نہ کر)

او حجام یو کیفیت دیک کر　　　چلیا واں تے خوشحال جوں اپنے گھر

نہ پا کوچ اس راز کا ماہیت　　　او احمق کیا دل منے یوں نیت

جو آزمائیکر دیکھوں میں بھی برے (بارے)　　　کہ درویش لئی آشنا ہیں مرے

کچی بُد (بیوقوفی) کر اس دھات (طرح) کی او کچا　　　ضیافت کیرا (کا) شور گھر میں اوچا (اٹھایا)

چلیا آپ بازار کی دھیر (طرف) شاد　　　سو درویش تین اوس ملے نامراد

بولا گھر کوں لیا لیا ضیافت بدل — دیے دروازہ گھر کا نہ گئے تیوں نکل

کھلا کھان تعظیم سوں خوش کیا — کتک بعد ازاں ہات میانے لیا

اٹھیا اس بچاریاں اوپر ہو دلیر — لگیا گھر منے ٹھوکنے انکوں گھیر

کیا پھوڑ سر سب کے لہو میں گھلال — لہو کے بہے کالوے بھیں پو لال

بچارے نہ لیا تاب جوں غل اوچائے — ہو ہمسائے سب گھابرے دوڑ آئے

جوں ایسی خبر پائے حاکم کے لوگ — پچھونڈے بنداوس لے چلے خوب ٹھوک

جو والا گھر حاکم اوس شہر کا — سنیا قصہ حجام کے قہر کا

کھیا تب اوسے اے قباحت شعار — دکھایا سبب اس فقیراں کوں مار

او حجام عاجز اوٹھیا بول ویں — کہ دھرتا ہوں سر پانوں لگ عمل میں

جے کچ منج کرینگے سزاوار ہوں — ولے میں بھی حیران اس ٹھار ہوں

کہ عبدالملک کی حجامت بدل — گیا تھا کمانے کہنتر اوٹ کل

جو درویش یک آیا اوسکے پاس — سواوس دیک عبدالملک بے قیاس

کتک جو کیا اوسنا ہو گریا — تماشا یو دیک میں جو وانے بھریا

ہوا خیال منجکوں جو ازمانوں وونچ — کتک کرانوں کوں سنا پاؤں وونچ

لہ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

کُنک کھائے اتا سُنا نیں ہوئے — منج اس دھات لوگاں میں رسوا کئے
(طرح)

سن یو بات ہنس پڑا او عالم وہیں — کہیا یو دیوانا عقل اوس نہیں

اگر اچھتی اس خام کی عقل ٹھار ۔۴۸۱ نہ کرتا کچا کام یوں اختیار
(رہی)

بزاں اس فقیراں کو سنتوش کر — کیا دور حجام کوں رُوس کر
(بعد ازاں — خوش — غصہ)

کہہ اس دھات سوں بات رانواں اوسے — خوشامد سوں خوش کر فراواں اوسے

کہیا ذوق سوں جا اتال اے نگار — کہ مشتاق تیرا اچھیگا او یار
(اب — ہوگا)

او جانے بدل گرم کی جوں خیال — صبا ہوی سو برہا کیا پھر نڈھال
(کیلئے — ہجر)

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے ضین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و نہم

جو حراف صراف اسمان کا — گرہ باندلے سُن ٹکا بھان کا
(ہٹ دھرم — سونے کا ٹکا — سورج — پوٹلی)

بکھریا رُو پیہ ستاریاں کوں جب — نکل گھر تے او برہنی نار تب
(بن سمجھ چاند اوگیا — فراق زدہ)

نہ کر دشٹ سیدھے و باویں کدھن — چلی فکر سوں نیٹ رانویں کدھن
(نظر — بائیں طرف — سیدھا — کے پاس)

تلیں ہور او پر جوں نجھائی اوسے ۔ سو پوراج دلگیر پائی اوسے
کہی یوں کہ اے بیکٹر یار توں ۔ عجب کوئی پنکھی ہے مکار توں
سبب کیا ہے جو یوں ہے دلگیر آج ۔ کنا کھول کر بارے منج دھیر آج
کہیا تب اسے اے ابو جگ سکی ۔ توں کام آپنا کچ تو نئیں کر سکی
کہ دیکھیا ہوں میں خواب وقت سحر ۔ سفر تے ترا مرد آیا ہے گھر
سینا داٹ فکر اس سبب منجکوں آئی ۔ مبادا مرا خواب او سچ ہوجائے
یکایک ہو محروم دیدار تے ۔ رہیگی توں شرمندا اوس یار تے
کہ جوں ایک زاہد کی عورت نہ فام ۔ رہی مرد تے شرمندی ہو مدام
کتا ہوں تجے کیوں سو ہے اسکی بات ۔ دو جیتی نہو سن توں یک چیت سنگات
سنیا ہوں جو یک کوئی زاہد گنبھیر ۔ اتھا زہد ہیں آپنے بے نظیر
یک عورت تھی اوس ہور بیٹا بھی ایک ۔ ولے تھا او کھنوار طالع میں نیک
گذرتا اچھے اسپو فاقہ مدام ۔ بغیر از حلال اُن نہ کھاوے حرام
مسلّم پڑیا بے نوائی سوں گھر ۔ سو یک رات سُپنے میں وقت سحر
بشارت دئے کوئی آ اس وضا ۔ کہ اے جو گذرتا ہے تج پر جفا
کہتر آج اُٹ جا توں صحرا کی دھیر ۔ انکھیاں کھول کر دیک چوندھیر پھیر

پنکھی ہفت رنگی لے کوئی ناگہاں　　　شکاری ملیگا تجے یک وہاں
پرندہ

لے اوس پاس تے او پنکھی مول توں　　　ولے بھی کسی دھیر نکو بول توں
کسی سے

کہ جس گھر منے او جناور اچھے　　　تو نعمت سوں بھر دائم او گھر اچھے
میں　جانور　رہے　　　یعنی معمور

جکچ ہیں خواص اس پنکھی میں تمام　　　انگے دن پودن ہوینگے تجکوں فام
پرندہ　　　آگے　معلوم

جوں اس دھات کا خواب اسکوں ہوا　　　کہتر اوٹ اسی دھات او بے نوا
صبح

جو صحرا کدھن سیر کرتا چلا　　　سو ناگاہ واں یک شکاری ملا
کی طرف

نظر جوں پڑیا اوس پنکھی پر سودیں　　　لیا مول جانے نہ دے ہور کئیں
یعنی پڑی　پرندہ

خوشی سات پھرواں تے آیا جو گھر　　　کہی عورت اوس مرغ کوں دیک کر

کہ اے مرد اس بے نوائی میں توں　　　سبب لیا ئیا گھر میں اس مرغ کوں

ہمارے جو پیٹاں کوں مشکل دسے　　　ہے دانا کہاں جو کھلاویں اسے
شکم

خداتیں اسے چھوڑ توں جان دے　　　فراغت سوں جنگل میں چگ کھان دے
کیلئے　جانے　　　کھانے

کہیا تب او زاہد کہ اے غم گسار　　　کہ خالق جو ہے رازقے مور و مار

دیونہارے ہے رزق اسکا اوسے　　　کہ بے رزق چھوڑیا نہیں ہے کسے
دینے والا　یعنی جس کا تسے

نکر فکر توں اسکے چارے بدل　　　کہ بھیجیا ہے حق اس ہمارے بدل
کیلئے　　　یعنی جو بھیجیا ہے رزاق ہے بے بدل　بدلے

اہے خاصیت خاص اس مرغ میں　　　نہال استے ہیں ہونہارے ہمیں
ہونے والے

کہ اس دھات عورت کوں جوں فوق سوں ۔ دیا چھوڑ انگن میں اوس مرغ کوں
(صحن)

لگیا مرغ جوں پھڑنے پر جھاڑ کر ۔ جھڑے دو رتن سو لیا کاڑ کر
(موتی، اٹھا)

چلیا او اس سات بازار کوں ۔ جو دکھلائیا جا خریدار کوں
(بہت خواہش)

بڑے مول کے دو رتن دیک او ۔ دے پیکے بہوت اوس لیا مول او
(موتی، یعنی دیا زر)

او پایا چڑیا ہات وہیں ایکبار ۔ دلندر تے فارغ ہو پایا قرار
(خزانہ، افلاس)

فراغت سوں اوقات چلنے لگیا ۔ گھر اسکا سو جوں دود ابلنے لگیا
(گذر بسر ہونے لگی)

دنے دن او پنکھی ادک لاب اوسے ۔ لگیا دینے خوش کر مریک باب اوسے
(پرندہ بہت فائدہ، یعنی گوہر اک)

جو خالق مسبب ہے اسباب کا ۔ کیا جوں سبب رزق کے باب کا

سبب ہو کہ آغیب تے مرغ او ۔ کشادا کیا اوس کیرا رزق سو
(کا)

جو دیتا ہے کس رزق پروردگار ۔ تو کرتا ہے ایسے سبب صد ہزار
(کسی کو)

کیا کامیاب آخر او خواب اوسے ۔ ہوا عیش کا دست اسباب اوسے
(ہدست)

کتیک نوبہار ہور کیتک خزاں ۔ خوشی سات گذران کر بعد ازاں
(کتنے، فصل بہار اور)

مراد اپنی حاصل ہوی دیک کر ۔ نیت حج کی او زاہد نیک کر
(ہا)

کہیا اپنی عورت کی دھر کھول حال ۔ کہ واجب ہوا حج منج اپرال اتیال
(سے، پر، اب)

جو مکہ کے اسباب کا سج کروں ۔ اپس واں لگ انپڑاؤں ہور حج کروں
(سامان، پہنچاؤں)

مری غیب اچھ گھر منے توں ہشیار
نہ بھا پانوں دہلیز میں تے توں بھار

حیا سات رک اپس گردان کر
نکو خاطر اپنا پریشان کر

اچھ اس مرغ کے حفظ میں رات دن
نہ غافل ہو فرزند تے ایک چھن

انگے دیک کر خرچ گھر کا چلا
نہ اصراف کر در خلا ہور ملا

چلی ہے روش پاک بیبیاں کی جوں
چلا اپنی باڑے کے لوگاں ہیں وُوں

رک اپنی اصالت او پر آنک توں
کسی غیر کے دھر نکو جھانک توں

جکچ بولنا تھا سو بولیا تمام
چلیا آپ مکے کوں او نیک نام

ولے یو نہ سمجھا جو او بد نہاد
کریگی اِدھر گھر میں کیا کیا فساد

کتک دن گذر گئے بچھیں ایک دن
او عورت یکائیک جیُب ایک چھن

نکل گھر تے دہلیز میں آ کھڑی
سو یک جان صراف پر او سگھڑی

پڑی آنک اوسکی سو لبدی وہیں
سو باندی کوں بیگ بھیج کر دی ہیں

بولا جا او باندی جو لیائی اوسے
او پھر لئی انتر تے نجھائی اوسے

ہلوں بعد ازاں بول اوٹھی اوسکے دھیر
بھلا جو توں روز آئے میرے مندھیر

صبا اوٹ خرد اچلا تا اچھے
کھرا ہور کھوٹا نجھایا اچھے

سنیا جوں او صراف استے یو بات
گھر آنے لگیا وُونچ دن ہور رات

اول مفلس اون تھی کہ تھا جانتا ۳۸۸ سو ویں بات میں بات گذرانتا
لگیا پوچھنے خوش اوسے ایک دن کہ تھی مفلسی تجکوں اول کٹھن
یکا ایک یو برکت ہوے مکہ سری کدھر تے تج آئی کہ اے گن بھری
کہی تب کہونگی تجے میں یو بات جو مخفی پیرت لائیگا منج سنگات
کہ صراف کا بھی یہی تھا مراد جو ہر حال اوس سات کرنا فساد
اپے ہو جوں اس دھات او بول اوٹھی وہیں فسق کی گد گلی اوس چھٹی
محبت لگیا دو میں جوں زور سات او صراف کا ہو بجد ایک رات
کہیا اے دل آرام گن گیان کی جو ہے چاند منج دل کے اسمان کی
یو سامان ہور یو فراغت تجے ہوا دست کس دھر تے کہنا منجے
او نادان کم عقل یکبار گی سمج لے نہ سک گھر کی آوارگی
کہی ہفت رنگی جو ہے مرغ یو ۳۸۹ ہے اسکے طرف تے یو سامان سو
وہیں اے راز رک دل میں صراف کا گم اوس سات نس گھر جا اوٹ صبا
گیا اپنے گھر سو اسوں یک حکیم دھر نہار تھا آشنائی قدیم
کہیا کھول اوس مرغ کی بات اوسے او حکمت منے دیک اوس سات اوسے
کہیا اس وضا سوں زبان کھول کر سر اوس مرغ کا کوئی کھاوے اگر

تو ہوئے بادشہ اسمیں کچھ شک نہیں　　اہے خاصیت اسمیں بہوت یک نہیں

سنیا اس تے صراف یو بات جوں　　لیا آپنے دل میں گذران یوں

خیال کر

او عورت مری عاشق اپسیں کھائے　　عجب کیا جو او مرغ منجکوں کھلائے

بھلا جو کتک دیس بھانا کروں　　نیٹ برہ سوں اوس دیوانا کروں

دن　　بالکل ہجر

تفکر کر اس دھات نا جائیکر　　رہیا گھر میں دیبے اُدھر لائیکر

طرح　　آنکھیں　　لگا کر

نہ آنے پوتے او سکے اڑ جا پران　　۳۹۰۰　　او زاہد کی عورت لگی تلملان

ہوس

سینا برہ داٹیا دیکھت بے قیاس　　کسی کوں دی بھیج صراف پاس

دیکھکر　　ہجر

کہ کیا چوک منج دھرتے صادر ہوا　　جو یکبار کا منج تے منکر ہوا

گناہ　　طرف　　منحرف

تج اپرال کہہ عیب میں کیا رکھی　　تو کیا منجکوں بولیا جو نئیں کر سکی

پر

کہیا تب او صراف اے گلعذار　　اگر سچ منج اپرال تیرا ہے پیار

پر

تو دوڑیا ہے میرا دل اوس مرغ پر　　کھلا گی توں اوس مرغ کوں کاٹ کر

تو تیرے انم درس کوں آؤنگا　　اگر نئیں تو یو شہر سٹ جاؤنگا

نیک / درشن　　چھوڑ

سن یو بات پورا ہو دلگیر سو　　نیٹ تلملانے لگی پھیر او

بالکل

جہاں اوس لکھے سب اندھارا ہوا　　جنم اوس بغیر اسیو کھارا ہوا

کیلئے　　تاریک　　جان　　تلخ

لیا فسق کا شومیت پھر اوسے　　نو اعشق گمرہ کیا چھبڑ اوسے

نحوست

دی چھوڑ کر مطلق انصاف کوں ضرورت سوں راضی ہو صراف سوں

بولا بھیج اوس مرغ کوں کاٹ خوش لگی میہمانی کوں ویں داٹ خوش
پکا مرغ کوں جوں رکھی دیگ اتار سو فرزند ہو بھوک تے بے قرار
لگیا شور او جا زور سوں ہٹ کرن لیجا دائی اسے ترت اس دیگ کن
(ضد کرنے — جلد — کے پاس)
سر اوس مرغ کا کاڑ کر اوس کھلائی ڈھلاموں کنارے لیجا بیبائی
(اٹھا — نکال — منہ — بٹھائی)
او انپڑیا سو ہیڑا بزاں دیگ جھاڑ جکچ تھا سو سب ایک کانسے میں کاڑ
(ملا — گزشت — بعدازاں — کاسہ — نکال)
رکھی آنگے صراف کے لیائیکر نہ تھا اس منے سر سو نا کھائیکر
کہیا کیا ہوا مرغ کا سر کنا کہی دائی اوسے یوں کہ کھایا نھنیا
(کہنا — بچہ)
دیں یو بات سنتا چ کانسے کوں پھوڑ ہو درہم چلیا واں تے لے موں مروڑ
(سنتے ہی — کاسہ — غصہ)
کہ جس ٹھار اچھتیا اتھا او حکیم گیا پھیر کر اوس کنے او لئیم
(جگہ — رہتا — بخیل)
کہیا کھول یو کیفیت اوسکے دھیر سو بولیا حکیم اس وضا اس سوں پھیر
(سے)
کہ دولت حیلے سات پایا نہ جائے قدر کے انگے دم اُچایا نہ جائے
(قسمت — دم مارا)
وے ایک حیلہ ہے دُسرا اگر ترے ہات ہوئیگا تو دیک سعی کر
(دوسرا — دیکھ)
کہ کھایا ہے اوس مرغ کا سر جکوئی سر اوسکا جنے کھائے سو راج ہوئی
(جو)
یو حیلہ جو پایا او صراف نے لیا کھینچ پورا نہ جا اوس کنے
(جاتا روک دیا)

اوس عورت کوں نبتری لگی چٹ پٹی برہ کے انگاراں تے جل ہوی بھٹی
اور بدتر بے چینی ہجر بھٹی

دی بھیج پیغام پھر اوسکے پاس کہ اے سنگدل تپ تے ہوی ہیں نراس
ناامید

ترے تائیں اس مرغ کا سیس کاٹ کیتی آپنی زندگی بارا باٹ
لئے سر کی پریشان

سر اسکا سو کھایا نھنا کچ نہ جان منج ایرال ہرگز برا توں نہ مان
بچہ پر

جلکچ توں کہیا تھا سنی وو بچ میں لیا کھینچ یوں کیا سبب آپ تئیں
اسی طرح آنا جانا بند کردیا

بہر حال آ درس دکھلا ترا ۳۰ ۲۹ کہ ہونٹاں میں آ جیو رہیا ہے مرا
صورت لبوں جان

دیا بھیج صراف یوں بول پھیر جنے مرغ کا سو جو کھایا ہے سیر
سر

سر اسکا اگر کاٹ دیگی منجے توں معشوق میری کہ سمجھوں تجے

اگر نئیں تو بس ہے تری آشنائی جو او نحس ایسا جواب اوس تے پائی

جنی ماں ہو بیٹے کے سر تے اوٹھی سو دل کوں لگی دائی کے چٹ پٹی
سے ہاتھ دھو بیٹھی بے چینی

اَدھی رات غفلت میں اوس پاڑ کر نھنے کوں چلی واں تے لے کاڑ کر
پچھاڑ بچہ نکال

سو پر ملک میں دور جاکی مقام لگی پالنے چاؤ سوں صبح و شام
محبت

جو نھنو ادکے تے او شانا ہوا ادب دار دانا توانا ہوا
بچے سیانا

تیر انداز ایسا ہو نکلیا گنبھیر جو اس دور میں کوئی نہ تھا اوس نظیر
بڑا

قضارا او یکدیس کھیلن شکار چڑیا رخش ایرال جو آشکار
دن گھوڑے پر

جو بیٹی تھی اوس شہر کے شاہ کی ۔ مگر جائی تھی مہر ہور ماہ کی

نکل سیر کوں اوس دن آئی تھی بہار ۔ دیک اوس جان کا روپ ہوئی بیقرار
(بن محل کے جھروکے میں بیٹھی اتھی ۔ بن زرینا او تن پر لپیٹی اتھی)

[1] جو دیکھی نظر بھر سو اوس جوان کوں ۔ اتم دلربا دھرت کے بھان کوں

محبت لگا جیو سوں بے قیاس ۔ دئی بھیج مخفی کسے اوسکے پاس

کہ توں کوں ہور کاں ہے تیرا وطن ۔ ہے کس کھان کا جوت ونتا رتن

مرے دل میں یوں ہے جو لوڑوں تجے ۔ پرت جیو سوں جوڑوں نہ چھوڑوں تجے

ولے شرط یو ہے جو یاں ایک ٹھار ۔ فلانے جنگل دھر ہے قلب غار

وہاں اژدہا ایک ایسا گنبھیر ۔ جو روئے زمیں پر نہیں اوس نظیر

نگلتا او یک دم میں دس پانچ کوں ۔ سکے سوس اوسکی نہ کوئی آنچ کوں

یتے آدمیاں کھائیا ہے جو ہاڑ ۔ پہاڑاں ہو نپچے ہیں جیوں ڈھیر اجاڑ

کیا ہے مرا باپ جے کوئی اوسے ۔ جو مارے جیواں دیوں بیٹی اوسے

اگر توں کریگا کچ اسکا علاج ۔ تو تیری ہوں توں مرد میرا ہے آج

سن اے بات ہمت میں آ او جوان ۔ کہیا منج ہے آسان یو کام جان

اگر شرط تیرا ہے یو برقرار ۔ تو اوس سانپ کوں چور کرتا ہوں مار

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

که ہے منجکوں توفیق کرتار کا — لے آتا ہوں سر کاٹ اوس مار کا

کہہ اس دھات دوسرے دن اوس غار پاس — چلیا مستعد ہوکو راسیک راس

سوا یسے میں اوس شاہ کیرا وزیر — گیا تھا تفکر کوں صحرا کی دھیر

گذرگاہ میں اوس بہادر کوں دیک — شجاعت کے دریا کے اوس دُر کوں دیک

کہیا کون توں ہور جاتا ہے کاں — کہاں ہے وطن ہور تیرا ٹھکاں

کہیا میں سپاہی ہوں مردے غریب — سنیا ہوں جو اس شہر کے عنقریب

ہے ایک غار میانے بڑا اژدہا — رہ اوس دھیر کا سب گیا ہے رہا

ہے دلگیر شہ اوسکے آزار تے — اوسے دفع کرنا کر اس ٹھار تے

مرے دل میں آیا سو جاتا ہوں میں — سر اسکا لے شہ پاس آتا ہوں میں

کہیا تب وزیر اوس کہ اے نوجواں — پھر اس کام تے توں کہ ہو تج زیاں

بہوت رستماں جیو دئے اوس بدل — ولے دور کر نئیں سکے یو خلل

مگر ہفت رنگ مرغ کا سر جکوئی — جو کھایا اچھے اس تے یو کام ہوئے

چڑیا سر تے اتمس اوسے بیشتر — نہ سن بات اوسکا ہوا پیشتر

جو انپڑ ائیا اپس اوس غار کن — دیکھیا دور تے اژدہا کے کدھن

شکم سیر کر سُست ہوبے شمار — پڑیا ہے انکھیاں موںچ بے اختیار

اتر رخش پر تے لیا ہت کماں
چلایا کتنک تیر اوس کر نشاں
(گھوڑے — ہات — کتنے)

سو بیٹھے کلیجے میں کاری او تیر
ہو نرجیو او اژدہا بے نظیر
(بے جان)

رہیا سست ہو جوں او پھر ل نہ سک
ہوا درمیانی تے جوں دو ڑنک

منڈی کاٹ اوسکی چھپا چھوڑ دھڑ
پھریا واں تے خوشحال تیزی پو چڑ
(سر — جسم — گھوڑے)

جو دیتا ہے جس او خداوند پاک
تو کرتا ہے مچھر ہتی کوں ہلاک
(قوت)

اگر نئیں تو کاں یو سکت ہے جو مور
کرے اژدہا کے اوپر جا کو زور
(کہاں)

دوجے دن او ٹھیا شہر میں غلبلا
جو کوئی شخص کیتا دفع او بلا
(دوسرے — شور — گیا)

جب اوس شاہ کوں یو خبر انپڑی
سو نزدیک تھا او وزیر او سگھڑی
(پہنچی)

کہ بولیا کہ میں سیر کرنے کوں کل
گیا بھار سو یک جواں بے بدل
(باہر)

ملیا باٹ میں منجکوں تیزی سوار
اسی اژدہا دھیر اسکا گذار
(راہ — گھوڑے — کی طرف)

ہوا میں جو مانع کیتی دھات سوں
چلیا کان نا دے مری بات کوں
(طرح — نہ سن)

ہے البتہ یو کام اوسی جوان کا
شجاعت میں رستم کے تھا بان کا
(بڑی شان)

جو شہ کوں ہوا آرزو لک حصے
دھنڈے ہور عزت سوں لیائے اوسے

پڑی شاہ کی جوں نظر اوس اوپر
شہانے کرم سات ادک شاد کر
(بہت)

شگفتا ہو دل میں جہاں درجہاں
چلیا دیکھن اوس اژدہا کوں وہاں
(دیکھنے)

نہ او اژدہا بلکہ تھا یک پہاڑ / کیا تھا حویلی کوں چوندھیر او جاڑ

چو طرف

پڑیا ہے دھڑ آیا نہ تھا اسپو سیر / جو سیر کان ہے کر پوچھیا شاہ پھیر

لیکن — سر — سر

چھپایا سو جاگے پوتے او جواں / سر اوسکا لیکر آ سٹیا درمیاں

جگہ — ڈالا

ہزار آفریں بھیج شاہ اوس اوپر / پھریا واں تے لے اوسکوں دنبال گھر

ساتھ

کرار کان دولت سوں اپنے بچار / کہیا اس وضا میں دیا تھا قرار

سونچ

جنے دفع اس اژدہا کوں کرے / دیوں فرزند اپنا اوسے تو سرے

جو — بیٹی — زیب دے

سعادت[۱] کے اسمیں توہیں سب نشاں / کیا دفع اسکوں تو یو نوجواں

بھلا جو بجالیاؤں وعدا ابتال / پکڑ ہات اوسکوں کروں میں نہال

اب

جو ارکان دولت کو بھائی یو بات / سو ویں میزبانی گنا ذوق سات

دعوت کر

دیا اوسکوں بیٹی کیا سرفراز / رہیا خوش قبیلے میں اپنی نواز

نے ہوا مہربان اوس اوپر کارساز

جوں اوس شاہ کی عمر پوری بھری / اوسی جواں کوں اپنی دے سروری

نے سوا اوس جوان پر آئی او سروری

جو تھا ہفت رنگ مرغ کا خاصیت / ہوا ظاہر اس دھات سوں عاقبت

چڑھی بادشاہی او جوں اوسکے ہات / سو یکدن سواری کے بہانے سنگات

لے دنبال اوس دائی کوں ناگہاں / چلیا آپنا شہر تھا جاں وہاں

ساتھ

---

[۱] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

اوزاہد جو اپنا جنیا باپ تھا / او مائی جو اوستے ہوا پاپ تھا
بولا بھیج دونوں کوں اپنے حضور / کہیا باپ کوں تب بحکم ضرور
کہ ہے گھر تمارے سنیا ہوں جو یک / پنکھی ہفت رنگی جو نئیں اسمیں شک
اگر منجکوں دکھلائینگے یک نظر / تو ممنوں ہو جاؤنگا پھیر کر
کہیا زاہد اے سرور خوش مقال / مرے گھر میں تھا سچ ولے نئیں اتیال
جو کٹے گیا تھا بدل حج کے میں / موا ہے پھر آئے تلک گھر میں نئیں
جو تھا ایک جگر گوشہ ہور ایک دائی / موئی دو بھی اب میں ہوں ہور اوسکی مائی
جب او پھول ہوا گم مرے باغ تے / رین دیس جھکتا ہوں اوس داغ تے
سنیا باپ کے موں تے یو بات جوں / کہیا باپ کوں پھر کواس دھات یوں
موئے کر کو دونوں کہے تجکوں کن / او فرزند میں ہوں او دائی سو ان
دیک اوس دائی کا مکھ وہی کر پچھان / گلے لاے بیٹے کوں پایا پران
لگیا حال پوچھن سو فرزند کوں پھیر / کہیا کیفیت کھول سب باپ دھیر
ویں اوس مادر نحس غدار کوں / ہور اوس ہین صراف مردار کوں
سیاست کی تروار سوں پاک کر / اوسی ٹھار نابود در خاک کر
پھریا واں تے ویں باپ کوں لے سنگات / لگیا بادشاہی کرن ذوق سات

اورانواں صفا بول اس دھات سوں زباں کھول پھر سعی کی بات سوں

کہیا یوں کہ اے نار (عورت) ہر کئیوں (کسی طرح) توں آج ترے من (دل) کے مقصود کوں دیے رواج (چلنے دے)

شتابی سوں جا یار کوں شاد کر تیتے (اتنے) دن کی یاری نہ برباد کر

ترت دور کر دل میں کا دغدغا (وسواس، شبہہ) مبادا ایکایک تجے ہوئے دغا

جوں او موہنی برہنی (ہجر مند) گل بدن ہوئی مستعد جاؤنے یار کن

شفق شرق دھرتے (کی طرف) ہویدا ہوا سو غوغے (شور) سوں ویں مرد پیدا ہوا

ہوئے شاد سب گھر کے باندی غلام چھٹیا تن میں بھکلاٹ (وحشت۔ خوف) اوسکے تمام

پڑیا مرد کا گھر منے (میں) جوں قدم خوشی نا خوشی سوں کر اپیں کدم

رکھی سیس (سر) جا مرد کے پانوں پر لیجا بیسلا (بٹھلا) سیج کے ٹھانوں پر

ادب سات اوسکے انگے ہو کھڑی خوشامد سوں کر گفتگو یک گھڑی

جو کچ تھا سو لیا میوا اوسکوں کھلائی محبت کے پیالے میں شربت پلائی

ہو آسودہ گھر میں گھڑی نین چار چلیا بعد ازاں مرد رانویں کے ٹھار (طرف)

اوٹھیا بول اے طیر شیریں کلام کیا صرف منج بعد کیوں صبح و شام

ترا لاڑ (ناز، چاؤ) کس دھات خاتوں چلائی تجے وقت بے وقت کیوں کام آئی

نھنے (چھوٹے) ہور بڑے گھر کے تھے کس طریق مرے دھیر بول اے موافق رفیق

اور انواں کر اول ثنا ہور سلام کیا خوش دل اوسکا چلا خوش کلام

کنے کا جلکچ تھا سو کہہ کھول کر اٹھیا سیوٹ اس دھات سوں بول کر

کہ اے خواجہ میں تیری غیبت منے ۴۰۳۰ کیا خدمت ایسی جو ویسی کنے

کیا نئیں ہے اس دور میانے اچھول سنیا نئیں ہے کوئی اس زمانے اچھول

منج آزاد اس پنجرے تے اگر کریگا تو کیونگا تجے سر بسر

کیا شرط اوسوں اوسی دھات اون سو بولن لگیا تب کہ اے خواجہ سن

جو ہے گھر میں خاتوں تیری حلال ترے بعد اپسیں نہ رک سک سنبھال

جو مہاڑی پر چڑ کھول کھڑکی نہائی نظر کوئی پڑیا سو اسوں عشق لیائی

یکایک جو ہوئی عشق تے بیقرار چلی بھار اول سو شیارو کے ٹھار

کیتی مشورت بھار جانے بدل ترا ننگ ناموس کہانے بدل

اوشارو نمک کھائی تھی کر ترا نہ جانے دی مانع ہوی بہتیرا

سو ماری جیواں پنک اوسکے مروڑ بزاں آئی میرے طرف اسکوں چھوڑ

کہی دے رضا منج جو ٹک بھار جاؤں ۴۰۴۰ نوے یار سوں یک گھڑی گم کو آؤں

تب اس بات میں دور اندیش کر اوسی کاج ہو آپسیں پیش کر

حکاتاں منے کر گرفتار اوسے دیا گھر تے جانے نہ میں بھار اوسے

صبا لگ سینا پیس کر ہر رین　　توں آئے تلک تو رکھیا اوس جتن

صبح　رحمت　اٹھا　رات　محفوظ

بری شکر جو رنج میرا تمام　　نہ ناچیز ہو آئیا آج کام

بارے　محنت　بیکار

ہے توں مرد اوسکا او تیری حلال　　تجے بھائے تیوں راکھ اوسکوں اتیال

زوجہ　رکھ　اب

خدا ائیں رہا کر جو میں یاں تے جاؤں　　جو اس غم تے فارغ ہو کچ اُمن پاؤں

کیلئے　فرح

کہ اس عورتاں سوں نہ جیتا ہے کوئی　　او جینے انوں نے جو کوئی ہات دھوئی

ان

سن اے قصہ او خواجہ دل سب تے توڑ　　دیا اوس قفس ہیں تے رانویں کوں چھوڑ

جو غیرت کی آگ اوسکے سینے لگی　　سٹیا توڑ عورت کوں یکبارگی

آگ　طلاق دیا

لٹا گھر فقیراں کوں سب ایکبار　۴۰۵۰　گلے گھال لے خرقہ صوفی کے سار

ڈال　مانند

لگا اُنس حق سات چھوٹے انس تے　　ہو آواز عورت کیرے جنس تے

انسانوں　فارغ

سٹیا نفس کا کاڑ دل تے منم　　کیا صرف طاعت سوں باقی جنم

پھینکا　نکال　غرور　زندگی

در مدح اشعار خود گوید

زہے بخت و دولت زہے اقتدار　　زہے وقت و ساعت زہے روزگار

جو طوطی مرے طبع کا بے نظیر　　ہے شکر فشانی منے دل پذیر

کیا شکر افشان اس دھات سوں — کہ دم کوئی اچاوے نہ یاں بات سوں
دم نہ ار سکے

کیے بن خزاں کا جیسے نو بہار — سو یو نامہ ہے دلربا نامدار
بہار بے خزاں — …نایہ

جو افسان اس میں جو ہے رس بھریا — سو جوں شہد ہور دود کا ہے دریا
افسانہ — شیریں

نہ افسانہ ہے بلکہ افسوں ہے یو — حلاوت میں حلوے تے افزوں ہے یو

کہ جس وقت پر یوا تھا نا تمام — اوسی وقت خواہاں تھے سب خاص و عام

جو سب کا کیا آرزو منج پو زور — ضرورت بدل میں لیا سر پو شور
کیلئے — محنت

جو یو داستاں بے بدل فارسی — مرے امتحاں کا ہوا آرسی
آئینہ

حکایت کتک اسمیں کے خوب دیک — سرس ہور رسدار مرغوب دیک
بہتر

پراگندہ خاطر نہ کر اس بدل — کیا ترجمع مختصر اس بدل
کیلئے — ترجمہ

جو راغب ہو کر کوئی مشغول ہوئیں — کلیاں ہور ہے ہیں کہ کھل پھول ہوئیں

ہوس ہوئے اگلا پڑھنہار کوں — نہوئے کدورت لکھن ہار کوں
زیادہ — والے

کہ تھوڑے میں لذت اہے ہور سواد — کہ کرتا اہے اشتہا کوں زیاد
سے لذت ہے و لے لئی سواد — خواہش

یو گلدستہ خاصا مرے باغ کا — دوا درد منداں کے ہے داغ کا

جہاں خام ہے ہور جہاں عقل ہے — وہاں روح کا نُقل یو نَقل ہے

کہاں آج ہے یو سکت ہر کسے — جو اس دھات سوں دیوے زینت اسے
طاقت — طرح

یو افسانے جب دل تے کرتے تھے جوش — تو کہتے اتھے مرحبا عقل و ہوش

یو نامہ رنگا رنگ نرمل نچھل — ہوا اس زمانے میں سب بے بدل
صاف خالص

مرے فکر میانے تے بے اختیار — نکل آیا ہے یو نقش و نگار

عجب کیا جو عشاق دیک نقش یو — دلاں کی انگوٹھیاں پولیویں گرو
رہن

اگر یو چڑے نکتہ دانے کے ہات — سینے پر سُنے کے لکھیں نیر سات
داں سونے پانی

ہوئے حضرت نخشبی مج مدد — دیا ہیں اسے تور واج اس سند
ضیاء الدین نخشبی طرح

برس یک ہزار ہور چالیس پر نو (۱۰۴۹) — ہوئے تھے یو موتیاں پرویا ہوں تو

لطافت بھری مثنوی یو عجب — مرتب کیا خوش سو پہلی رجب

جو ابیات ہیں اس منے الف چار (۴۰۰۰) — برابر ہے لک بیت کے ہر چہار
لاکھ

عزیزاں کنے جم یو مقبول ہیں — حسوداں کی انکھیاں منے دھول ہیں
ہمیشہ منے میں جیوں پھول

(جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس — نہ کیوں ہووے حیراں دیک جنس و انس

کہ اس دھات کے نورتن رولیا — ہور ایسی نوی مثنوی بولیا
موتی منے رولتا منے بولتا

مرا کام ہے اس زمانے میں آج — کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج)
زیب دے کسی کو بغیر

جو سلطان[1] عبد اللہ اس دور کا — ہے راجا سلیمان کے طور کا

---

[1] یہ شعر اور اسکے بعد کے چھ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہیں۔

شگفتا کیا دیک اسکا کرم سو جھمکیا مری طبع کا جام جم
کروں کیوں نہ میں شکر ہر دم ہزار جو سن خوش ہوا یو شہِ روزگار
جوں اوس شہہ کی خاطر بڑا یو قبول گگن تے ہوا منج پو رحمت نزول
(جب یو نظم میرا عروسی کیا سورج منج سوں آ دست بوسی کیا)
کہیا اے سخن سنج صاحب تمیز بچن کے سو ہے مصر کا توں عزیز
تیری طبع پر صد ہزار مرحبا سچا توں ہے منظور آل عبا
کوئی اس بات کوں لاف جانو نکو ۹۰۴ برے ہور برا دل میں مانو نکو
(کہ جس کے صدف میں رتن صاف ہے کرے لاف اگر اُن تو انصاف ہے
چھپانوں کیتا آپس کوں نڈ میں کہ چھپتی نہیں پھول کی باس کئیں
جتا چاند بادل میں اپس چھپائے رہے جوت اسکا نہ بن بھار آئے
سخن پروراں یک تے ہیں یک زیاد ولے اور ہے منج زباں کا سواد
یو افسانہ جو عیب تے دور ہے سلاست کے اسمان کا سور ہے
جہاں پر جھلکتا اچھو یو مدام بحق محمد علیہ السلام)

درحسب حال خود گوید

غواصی اگر توں ہے سچا غواص ۔ لگا عشق اپنے خدا سات خاص
ترے درد کا توں اپے ہو طبیب ۔ لے گردان لے ہرزہ گوئی تے جیب
چلیگا کیتا نفس کے کئے منے ۔ کتا ہوئیگا ناوں کے پیئے منے
کیتا شاعری پر دھریگا خیال ۔ کیتا ہوئیگا در پئے خط و خال
نہ دن کوں سمج ہور نا رات کوں ۔ دھنڈیگا کتا استعارات کوں
کتا ہوئیگا یوں توں دود چراغ ۔ کتا خشک اپنا کریگا دماغ
کتا فکر سوں ہر شبے تار توں ۔ کریگا سوکا تن کوں جوں تار توں
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز ۔ کریگا کتا خود نمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے ۔ نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا ۔ ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا
ہو مشغول اس سات ہر سات توں ۔ فدا اسپو کر آپنی ذات توں
جکچ خواست تیرا ہے سب اسپو چھوڑ ۔ دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ

مگر نئیں سنیا ہے جو عیسیٰ نبی — بجد ایک دن ہو کہے اے رَبی
دنیا کس وضا کی ہے دکھلا منجے — ہے اوس دیکھنے کا تمنّا منجے
ندا غیب تے آئیا اس وضا — نظر کر فلانے جنگل دھیر جا
کہ پنچے ہے خلقت ہیں جس ذات سوں — او دکھلائی دیگی اسی دھات سوں
جو عیسیٰ گئے اوس جنگل دھر گذر — پڑی ایک برقع سوں عورت نظر
کہے کُن ہے توں ہور ترا ناؤں کیا — یکیلی توں کرتی ہے اس ٹھانوں کیا
سو در حال اورُخ نبی دھیر کر — دئی جواب اس دھات سوں پھیر کر
دنیا جس کتے ہیں سو میرا ہے ناؤں — کہے کاڑ برقع جو تجکوں نجھاؤں
جو برقع ستی کاڑ کر اوسکھڑی — بُری شکل سوں تب نظر تل پڑی
ڈوبائی ہے خوش لہو منے ایک ہات — دو جا ہات رنگی ہے مہندی سنگات
جو عیسیٰ نبی کوں لگیا یو عجب — کہی کھول عیسیٰ کوں اس دھات تب
جو یو ہات لہو سوں بھریا ہے مرا — سو کر خون آئی ہوں یک شوکیرا
جو مہندی دوجے ہات کوں لیائی ہوں — نوا یک مُنس لوڑ کر آئی ہوں
اسے بھی نہ خوش کر جیواں ماریں — ہور ایکس کے ہوتی ہوں گل ہاریں
مرا کام ہے لوڑنا چھوڑنا — مرا رسم ہے جوڑنا توڑنا

بیتے نُس کے جو عدد فام نئیں — کسی کا منجے یاد بھی نام نئیں
انو سات مل کر تو سوتی ہوں میں — ودے بکر سوں وُونچ اچھوتی ہوں میں
عجب دل کوں عیسیٰ کے پور اچ بھی — لگیا سو کہی اے خدا کے نبی
توں یو بات چنداں عجب کر نہ جان — کہ کرتی ہوں میں تجکوں خاطر نشان
مری آرزو میں جے کوئی عمر کھوئے — تھے نامرد ان میں نہ تھا مرد کوئے
جے کوئی ریچ کے ہیں پاک مردان دیں — نہیں دیکھتے منج کدھن پھر کدھیں
یہی ہے میرے بکر کیرا سبب — ۱۴۳۰ اچھوں بکر سوں میں تو کیا ہے عجب
دنیا جاں تے اے دوست ایسی اچھے — بڑا عار ہے دوڑنا اوس پیچھے
نبی مصطفیٰ تے ہے سچ یو خبر — کہ طالب دنیا کا مخنث ہے کر
اگر مرد ہے توں مخنث نہو — اس آلودگی سوں ملوث نہو
طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں — ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہتوں
توں عارف ہے گر نکتہ دانی منے — تجھا دیک اپنے معانی منے
جو ہے کون آیا ہے کس کام کوں — شرف کس بدل ہے ترے نام کوں
کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا — سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا
نکو جان پیچیا ہوں کر خاک تے — کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے

مختصر اگرچہ توں بارنج ہے ولے ہر قدم تل ترے گنج ہے
جلکچ آفرینش کے آثار ہیں اوسب تج میں جلوا دیونہار ہیں
سمج لے توں قدر اپنے اقبال کا ہے دو جگ بہا تیرے یکبال کا
تری ذات میں نور اللہ ہے سب تری قید میں ماسوا اللہ ہے سب
توں جانے کیتے لَیسَ فِی جُبَّتِی اچا توں سکے دم انا الحق سیتی
کہی عبد ہور گاہ معبود توں کہی کم ایاز ہور محمود توں
او صاحب تج اپرال دھر اعتبار دیا ہے ترے ہات سب کاروبار
ولے توں نہ سمجھے تو کوئی کیا کرے سمج کر جلکچ توں کرے سو سرے
اگر کرنے منگتا ہے کچ کام توں تو فرصت یہی وقت ہے فام توں
انکھی کھول عزت کی درخویش دیک عجب منزل آنگے ہے اندیش دیک
نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا یو پھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
سنبھال انپیں اے یار اس دام تے نکو غافل اچھ آپنے کام تے
اُچا دم جم اللہ کے نام سوں متارہ سدا عشق کے جام سوں
خبر تجکوں دے نفی اثبات تے کیا بات کوں ختم اس بات تے
الٰہی جو دانا ہے اسرار کا دیوے تج اثر میری گفتار کا

سرافراز دو نو جہاں پر کرے   جو رہے آرزو کچ نہ دل میں مرے
دعا سوں کیا ختم میں یو کتاب
الٰہی دعا یو کرے مستجاب

تمت بالخیر